





# مکتوبات امام ربانی

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرمدی قدس سرہ

الرحمۃ ترجمہ

تصحیح و حواشی و ترجمہ

مولانا محمد سعید احمد صاحب نقشبندی

خطیب امام محمد حیدر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

پیشاپیشنگ کمپنی بندر دُکراچی



صَفْحَةٌ مَعْلُومَةٌ فِيهَا كُتِبَ قِيَمَةُ ٥

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
آخر اندر پس پرده تفتدیر پدید

یعنی

— (اُردو ترجمہ) —

# مکتوبات امام ربانی

حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی قدس سرہ

دفتر اول — حصہ چہارم

— (تصحیح و حواشی و ترجمہ) —

مولانا محمد سعید احمد صاحب نقشبندی  
خطیب و امام مسجد حضرت آغا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور

— (ناشر) —

مدینہ پبلشنگ کمپنی، بئدر روڈ، کراچی

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

آفٹ طباعت ————— ۱۹۷۱ء

نام کتاب ————— مکتوبات امام ربانی

مترجم ————— محمد سعید احمد نقشبندی خلیفہ جامع حضرت داتا گنج بخش المہر

طابع ————— مشہور آفٹ پریس میکلوڈ روڈ کراچی

ناشر ————— مدینہ پبلشنگ کمپنی، بندر روڈ کراچی

تعداد ————— دو ہزار (۲۰۰۰)

قیمت ————— 6000

مطبوعہ کاپیتہ

مدینہ پبلشنگ کمپنی

بندر روڈ ————— کراچی ————— پاکستان

# فہرست مضامین مکتوبات امام ربانی رحمۃ اللہ علیہ اور ترجمہ دفتر اول حصہ چہارم

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۲۵	مبارک نہیں، لیکن اس کی نفس جہیت میں برابر ہے۔ بعض اوقات تفرقہ نگاہ کے بغیر چاہے نہیں۔ بندوں کے عین حق سے خالصتہ اشراف کی کے لیے ہیں۔ مشائخ طریقت کی بعض عبارات کے بارے میں سوال و جواب۔	۲۱	مکتوب نمبر ۲۲۱ خصائص و کمالات طریقہ نقشبندیہ کے بیان میں۔ اس طرح کے بلند مراتب کے اظہار کا سبب ان کے بید ہونے کے باوجود۔ اس طریقہ کے سر ملکہ حضرت صدیق اکبرؓ کی ابتداء کے انتہاء میں درج ہونے کے متعلق دو سوال اور ان کا جواب۔ اور وصل عربان کے مراد کی معنی۔
۲۶	یہ طریقہ تمام باقی طریقوں سے اقرب ہے۔ اس طریقہ میں ابتداء میں حلاوت اور وجلان ہے اور انتہاء میں بے مزیں، اور فقدان ہے غفلت دوسرے طریقوں کے۔ اور اس طریقہ میں ابتداء میں قرب و شہود ہے، اور انتہاء میں بید و حرمان ہے۔ اور اس معنی کا راز۔ اس طریقہ کے اکابر نے احوال و خواہد کو احکام شرعیہ کے تابع کیا ہے۔ اور اذواق اور معارف کو علوم شرعیہ کا خادم گردانا ہے۔ یہ بزرگ سماع اور رقص کو جائز نہیں سمجھتے اور ذکر جہر کی طرف ترغیب نہیں کرتے۔ وہ تہجد فانی جو دوسروں کے لیے بجلی کی طرح ٹھوسے سے وقت کے لیے نمودار ہوتی ہے ان بزرگوں ہمیشہ کے لیے	۲۲	فانی و صفاتی اور اسمائی تجلیات کے غیر متناہی ہونے کے متعلق دو اعتراض اور ان دونوں کا جواب۔ تہجد کے معنی کا بیان۔ اگر سوال کریں کہ ان تجلیات کو فانی کس اقباب سے نکلتے ہیں، اس کا جواب الہم۔ جانتا چاہیے کہ اس مقام میں وصل مطلوب بھی بے کیفیت و بے مثال ہے، اس نہایت تنگ پہنچنے والے اس طریقہ اور دوسرے طریقوں کے بہت جفاکرم ہیں۔ مغفرت و وطن اور غفلت و دلچسپی کے معنی۔ تفرقہ اور عدم تفرقہ سنتی کے حق میں مطلقاً
۲۷		۲۳	
۲۸		۲۴	
۲۹		۲۵	



صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۳۰	یہ فقیر اپنے ذوق سے محسوس کرتا ہے کہ کافر رنگ بھی اس سے کئی مرتبہ بہتر ہے، اور اگر اس کی کوئی شخص دلیل طلب کرے تو یہ فقیر دلیل پیش کرنے سے عاجز نہیں ہوگا۔	۲۸	حاصل ہے۔ اس طریقہ میں پیری اور تربیدی طریقوں کے سمجھانے اور سیکھنے سے ہے۔ ملاحظہ اور شجرہ سے نہیں۔
۳۱	اس مضمون سے متعلق سوال و جواب پیر سے غائب ہونے کی صورت میں پیر سے رابطہ عظیم نعمت ہے۔	۲۹	متمم پیر پکڑنے کے جواز کا بیان اور اس بارے میں علماء شیعہ بخارا شریف کا فتویٰ مسنی پیر کا بیان۔
۳۱	قرب قلوب کے باوجود قرب ابدان کو بھی نہیں کھونا چاہیے۔	۳۰	اس طریقہ میں نفس امارہ کے مجاہدات و ریاضات، احکام شریعہ بجالانے اور خوشن سنت کی پیروی کا التزام کرنے میں ہیں۔
۳۲	مکتوب نمبر ۲۲۳ انہما را حمال اور اپنے پیر کی خدمت میں واقعات پیش کرنے پر آمیزانے کے بیان میں۔	۳۱	اس طریقہ نقش بندہ میں طالب کو چیلانا شیخ متقا کے تعارف سے البتہ ہے۔ اس کے تعارف کے بغیر کام نہیں بنتا۔
۳۳	مکتوب نمبر ۲۲۴ رعایت آداب اور نصاب ضروریہ کے بیان میں۔	۳۲	یہ بزرگ جس طرح نسبت عطا کرنے میں قدرت رکھتے ہیں، اسے چھین لینے کی قدرت رکھتے ہیں۔
۳۴	بزرگوں نے فرمایا ہے جب دشمن حسین یکے اور نصیحت کی راہ سے آٹے تو اس کا دفع کرنا مشکل ہوتا ہے۔	۳۳	اس طریقہ نقش بندہ میں زیادہ ترانادہ اور استفادہ خاموشی میں ہے۔ مکتوب نمبر ۲۲۵
۳۵	فقر اور ناسراوی اس گروہ کا جمال ہے اور عین سید کریم علیہ السلام کی اقتدا ہے۔	۳۴	خوابی احوال اور اپنے اعمال کو کم دیکھنے کے بیان میں۔
۳۶	حق تعالیٰ اپنے کمال کرم سے بندوں کے رزق کو کفیل بن چکا ہے اور ہمیں اور نہیں اس فکر سے فارغ کر دیا ہے۔ تو اپنے متعلقین	۳۵	ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ مرید صادق وہ ہے کہ بیس سال تک بڑائیاں دیکھنے والا فرشتہ اس کے کوئی برائی صادر نہ دیکھے، جسے وہ دیکھے

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۳۷	پیری سے تعلق رکھتے ہیں۔	۳۲	کاظم بی اسی کے حوالے کرنا چاہیے۔
۳۷	عارفین کا ریا سریدین کے اخلاص سے بہتر ہے۔ اور اس کے بارے کا بیان اور اس سے وضع و ہم کا بیان۔	۳۳	الشیخ فی قدسہ کا لہجہ فی آفتہ
۳۷	مکتوب نمبر ۳۲۸	۳۳	اکابر طریقت نے بعض سریدین کو بعض مصلحتوں کے پیش نظر مقام پیری تک پہنچنے سے قبل ایک قسم کی اجازت دی ہے۔
۳۷	ان نصاب کے بیان میں جو مقام تکمیل اور تعلیم طریقت سے تعلق رکھتے ہیں۔	۳۴	مکتوب نمبر ۳۲۵
۳۷	اس طریقہ کا مدار دو اصول پر ہے ایک شریعت پر انتقامت۔ دوم شیخ طریقت کی نسبت میں بھگی اور استحکام۔	۳۵	اس بیان میں کہ اس طریقہ کے ابتدا میں ہی وہ حالات پیش آتے ہیں جو دوسروں کو نہایت میں جا کر میسر آتے ہیں اور احوال کا ظہور اس شخص کے کمال کو مستلزم نہیں۔
۳۷	اپنے کام کی فکر کرنی چاہیے تاکہ بروقت موت اسلامی ایمان نصیب ہو۔ اس وقت اجازت نامے اور سریدین کچھ کام نہیں آئیں گے۔	۳۶	مکتوب نمبر ۳۲۶
۳۷	مکتوب نمبر ۳۲۹	۳۶	اس بیان میں گرفت بہت تھوڑی ہے اور ہمیشہ کا غلاب اس پر مرتب ہونے والا ہے
۳۷	اس بیان میں کہ ہمارا طریقہ حضرت خواجہ کا ہی طریقہ ہے۔ اور ہماری نسبت بھی وہی نسبت ہے۔ لیکن اتنی بات ہے کہ نسبت کی تکمیل بہت سے انکار جمع ہونے سے ہوتی ہے۔	۳۷	اہل انساب سرہند شریف میں جمع ہونے کا بیان اور حضرت شیخ مجدد قدس سرہ کی خدمت میں ان کی جمیعت۔
۳۷	شیخ علاء الدولہ سے فرمایا ہے جس قدر واسطے زیادہ ہوں گے راستہ زیادہ نزدیک ہوتا جائے گا۔	۳۷	اہل و خیال کی رضا جوئی کے لیے اپنے آپ کو بلا اور مصیبت میں ڈالتا۔
۳۷	مکتوب نمبر ۳۳۰	۳۷	مقتل دور اندیش سے بہت بعیدیات ہے۔
۳۷	ہمت بلند رکھئے، اور کچھ حاصل ہو چکا	۳۷	وینا بے وفائی میں شمر ہے اور اہل دنیا خست و کینگی میں شمر ہیں۔
۳۷	مکتوب نمبر ۳۳۱	۳۷	مکتوب نمبر ۳۳۲
۳۷	ان نصاب اور مواظ کے بیان میں جو مقام	۳۷	ان نصاب اور مواظ کے بیان میں جو مقام



صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۳۷	سچہ کہ اگرچہ یہ بات کفر ہے کہ کوئی اپنے آپ کو اتنا اونچی تصور کرے کہ اگر وہ رحم و احسانِ ماضی ہو تو سارا جہاں درجہ درجہ ہو جائے لیکن کیا کیا جائے ہمیں تو ہمارے ارادے کے بغیر ہی اونچا بنا دیا گیا ہے۔	۳۲	جو اس پر کفایت نہ کرنے کے بیان میں۔ خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو کچھ دیکھ گیا یا سنا گیا یا جانایا وہ سب غیر خدا ہے، وہ ذاتِ تعالیٰ اس سب سے علواء الہیاء ہے۔
۳۸	مکتوب نمبر ۲۳۳۳	۳۳	مکتوب نمبر ۲۳۳۱
۴۰	اس بیان میں کہ واجبِ تعالیٰ کی حقیقت وجود منحصر ہے، اور جمعی ذاتی کا بیان اور عن حرف نقض، فقد عرف ربہ کا معنی اور آیہ کریمہ اللہ فودا لسموات والارض کا معنی۔	۳۴	درجہ ذیل سوالات کے جوابات میں : (۱) حصول اور حصول کے درمیان کیا فرق ہے ؟ (۲) وہ اسماء جو انبیاء کے پیروی کے قیمنات ہیں۔ کیا وہی اولیاء کے پیروی کے بھی قیمنات ہیں یا نہیں ؟ (۳) ذکرِ جبر کے کیوں منع کیا جاتا ہے ؟ حالانکہ یہ شوق و ذوق پیدا ہونے کا باعث ہے ؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا محل مبارک و قسم ہے، ایک بطور عبادت، دوسرا بطریق عرف و عبادت اول کی مخالفت بدعت ہے۔ دوسرے کی مخالفت بدعت نہیں۔
۵۰	صاحبِ خصوص کے نزدیک اعیانِ شابر کا بیان اور حضرت امام ربانی قدس سرہ کے نزدیک حقائقِ ممکنات۔	۳۵	مکتوب نمبر ۲۳۳۲
۵۱	حضرت امام ربانی علیہ الرحمۃ اور اہلیانِ ثابرتہ۔	۳۶	کیمین دنیا کی حقیقت اور اس کی ترقی طبع سازیلوں کی قیامت کے بیان میں اور اس کیمین دنیا کی حقیقت کا علاج۔
۵۲	تمام المعروف عارف جب حضرت وجود تک ترقی کرنے کے بعد عدم حرف کے تقاضا میں نزل فرماتا ہے الخ	۳۷	مکتوب نمبر ۲۳۳۳
۵۳	پس ناچار اس عارف کا شیطان بھی حسن اسلام پیدا کر لیتا ہے۔ اور اس کا نفس نفس مطمئن بن کر اپنے مولیٰ تعالیٰ سے راضی ہو جاتا ہے۔	۳۸	بعض نصاب کے بیان میں۔
۵۴	یہی وہ مقام ہے جس کے متعلق حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا	۳۹	حضرت خواجہ اہوار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۵۶	گینے کی مذمت -	۵۲	آسٹلم شیطان -
۵۷	شیخ محمد الدین عربی کے نزدیک حقائق ممکنات		یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ ان مصادک
	یہ علوم و معارف کبھی ایسے اہل اللہ سے ان کے		حقہ وافر حضرت امام محمد کو حاصل ہوگا۔
	متعلق سب کشتانی نہیں فرمائی۔ اشرف معارف اور		ممکنات بالذات شرف و فساد کا عمل ہیں اور
	اکمل علوم میں سے ہیں۔ جو ہر سال کے بعد		ان میں کمال حضرت ذات واجب ثانی کی طرف سے
۵۸	شہود و پروردگار پذیر ہوئے ہیں۔		عارفہ آریا ہوتا ہے۔
	ہر سال کے بعد اس امت کے علماء میں سے		مدم صرف کے وجود صورت کے ساتھ گینے
	کسی کو مجدد مقرر کرتے ہیں خاص کر ہر سال گزرنے		ہونے کے متعلق سوال و جواب۔ اور ایک اور سوال
	کے بعد۔		جواب متعلق باتصاف مدم کہ مقبول ثانی ہے،
	عارف تمام المعروف جب معروف و زوال	۵۳	وجود تہا رسی کے ساتھ۔
	کے مراتب طے کرنے کے بعد مدم صورت میں		ایک اور سوال و جواب جو صفات حقیقہ
	نزول فرماتا ہے۔ تو تمام کلمات اس میں ظاہر		کے مرتبہ ظلال میں ہونے سے متعلق ہے، اور
۶۰	ہو جاتے ہیں۔	۵۴	مرتبا اصل میں ان کے وجود کا نہ ہونا۔
	مدم کے وجود کا آئینہ ہونے سے متعلق		من عرف نقصہ فقد عرف ربہ اور
	ایک سوال و جواب۔		آیا کریم اللہ فہر السعوت والارض کا معنی
	ان الہامات کے وسوسہ شیطانی ہیں	۵۵	من فطر القرآن بواہ نقد کفر
	سے نہ جھٹنے بلکہ علوم ربانی میں سے ہونے		ممکنات کے اصول و ذوات عبادت محض
	کی دلیل۔ اور ان علوم کے انبار کی وجہ۔		ہیں۔ اور ممکنات کے ناقص ان عبادات کے
۶۱	مکتوب نمبر ۴۳۵		مقتضی۔
	اس بیان میں کہ اس کلمہ کی محبت دنیوی		حسن و قبح کے مصداق کا بیان، اور نکاح
	اور اخروی مساواتوں کا سرمایہ ہے۔		میں لائی جانے والی خوبصورت عورتوں اور لڑکیوں
	اگر جہاں جبر کے تاریکیاں باطن میں ڈال دیں		کے لیے آؤش و زیبائش کے جواز کا سبب۔
	لیکن اس محبت کو قائم و ثابت رکھیں تو کوئی غم		ایا کدوالم دفان فیہم لونا کون اللہ
	نہیں کرنا پڑیگا۔ اور اگر ہماروں کی مغفرت میں	۵۶	ما الدنیا والآخرۃ الا صرتان -



صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۶۳	مکتوب نمبر ۲۳۸	۶۱	افراد و احوال دل میں ڈالیں لیکن ایک بال برابر اس
	اس میں کہ دینی بھائیوں کی تعداد زیادہ بٹلنے	۶۲	محبت میں فریق ڈال دیں تو یہ سراسر غلطی ہے۔
	میں مبت ہی آئیں ہیں۔ لیکن ایسا نہ ہو کہ کٹر دین		مکتوب نمبر ۲۳۷
	کے احوال پیروں کی رکاوٹ کا باعث بن جائیں		بعض امرار کے بیان میں۔
	اور عجب اور خود ستائی میں مبتلا کر دیں۔ کٹر بدوں		تہیں ولایت عسوی میں پایا اور وہاں سے
	کے احوال پیروں کی ترقی کا باعث بنتے ہیں مگر		کھینچ کر ولایت محمدیہ خاصہ کے دائرہ میں داخل
	تشریک کا۔		کیا۔ اب میں دولت سے زیادہ دن جو رہے ہیں
	یہ بھی چاہیے کہ مثلاً طریقہ تادیر اور نقش بندیر		پر تہیں اپنی گودیوں رکھ کر پرورش کر رہا ہے۔
۶۵	میں غلط غلط ہو۔	۶۳	مکتوب نمبر ۲۳۶
	مکتوب نمبر ۲۳۹		دوشن سنت کی متابعت اور طریقت
	ان استفسارات کے جواب میں جو مکتوب الہ		نقشبندیہ کی مدح کے بیان میں۔
۶۶	نے کیے تھے۔		اس طریقہ کے اکابر کو اگر سنت کی پابندی
	احوال سے مقصود محمول احوال (علاقائی)		کے ساتھ احوال و مواجہد سے مشرف فرمائے
	کے ساتھ گرفتاری ہے۔		ہیں تو یہ اسے خلیفہ نعمت جانتے ہیں۔ اور اگر اس پابندی
	مخلص لوگوں کی فہرستیں ماف ہیں۔		میں نقص پاتے ہیں تو احوال پر پسند نہیں کرتے۔
	جو بھی قبول ہوتا ہے بلا طاعت اور بلا علت ہی		ہندوستان کے برہمن اور چنگی اور یونان
	ہوتا ہے۔		کے غلامہ تعلیمات صودی اور علوم توحیدی کا کافی
	برکام میں استخارہ کرنا مسنون ہے اور		حصہ رکھتے ہیں۔ لیکن خرابی کے موانع کچھ حاصل
	استخاروں کی تعداد اور ان کے نتیجہ کا بیان۔		نہیں ہیں۔
	اسی قبیلہ سے ہیں وہ افراد جو روحانیت		اس طریقہ سے منفک رہنے والے پر
	اکابر سے احوال اجسام کی طرح نمودار ہو جاتی ہیں		اولاً موافق آراء سے اہل سنت و جماعت متفقہ
۶۷	جیسے دشمنوں کو ہلاک کرنا اور دوستوں کی مدد کرنا۔		کی دوستی لازم ہے۔ دوسرے فریق، واجب
	مکتوب نمبر ۲۴۰		سنت اور استحباب کا علم، آہستہ آہستہ درجے میں
	اس راہ کی بے تہمتی اور کلر طریقہ کے بعض		علوم صوفیہ کی نوبت آتی ہے۔



صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۷۶	فوائد کے بیان ہیں۔	۶۴	مکتوب نمبر ۲۳۳
۷۸	جو کچھ دید و دانش میں آئے فنی کرنے کے قابل ہے۔	۷۲	اس خط کے جواب میں جو مکتوب الیہ نے اپنی غزالی احوال کے بارے میں تحریر کیا تھا۔
	دوسری نصیحت یہ ہے کہ شریعت پر استقامت ہو اور اپنے احوال کو اصول شریعہ کے ساتھ مطابقت رکھا جائے۔	۷۳	مکتوب نمبر ۲۳۵
	مکتوب نمبر ۲۳۱	۷۴	ان استفسارات کے جواب میں، جو مکتوب الیہ نے کیے تھے۔
۷۹	بعض دوستوں کی ترقی کے بیان ہیں۔	۷۵	ذکر اللسان، القلب و ذکر القلب و سوسو
	مکتوب نمبر ۲۳۲	۷۶	ذکر الروح، شرک و ذکر السر کفر۔
	بعض سوالات کے جواب ہیں۔	۷۷	حضرت امام غزالی برعلی سینا کی تکفیر کے قابل ہیں۔
	اس بات کا جواب کہ اسم ذات کے ساتھ شغل کب تک ہوتا ہے۔ اور اس سے کتنی مقدار میں حجاب دور ہوتے ہیں اور فنی و اثبات کس حد تک ہیں، اور اس کلمہ سے کتنی مقدار میں حجاب دور ہوتے ہیں۔	۷۸	مکتوب نمبر ۲۳۶
	مکتوب نمبر ۲۳۳	۷۹	اس مقام کے حصول کے بیان میں ہیں کہ میرنمان امیدوار اور منتظر تھا۔
	طریقہ نقش بندہ اختیار کرنے کی ترغیب ہیں اور اس بیان میں کہ فنا کے بغیر غلامی میں نہیں آتا۔	۸۰	مکتوب نمبر ۲۳۷
	اس بلند طریقہ کے اکابر کی مادات کا بیان۔	۸۱	اس بیان میں کہ انبیاء کی متابعت کرنے والے کا ملین کو انبیاء کے تمام کمالات سے حصہ ملتا ہے۔ اور کوئی ولی کسی نبی کے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ اور اس بات کی تحقیق کہ تعالیٰ ذاتی جو آنحضرت علیہ السلام کے ساتھ مخصوص ہے کسی

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۸۲	اور یہ صفت حضرت محمد حضرت ابراہیم حضرت نوح علیہم السلام کا رب ہے۔	۷۷	معنی سے ہے۔ مکتوب نمبر ۲۴۹
۸۳	حضرات شیخین نبوت کے بوجھ کے حامل ہیں اور حضرت علی ولایت کے بوجھ کے اور حضرت ذوالنورین دونوں طرف کے بوجھ کے حامل ہیں۔	۸۰	میدان الاولین والآخرین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل کے بیان میں۔ مکتوب نمبر ۲۵۰
۸۴	اس وجہ کے بیان میں کہ حضور علیہ السلام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نعت کی متابعت کا حکم کیوں دیا گیا۔	۸۱	استفسارات کے جواب میں۔ نسبت اگرچہ جمالت اور حیرت انگیز لی جاتی ہے لیکن اچھی ہے۔
۸۵	اکثر سلاسل مونیہ کے حضرت علی رضی اللہ عنه کے طرف منسوب ہونے کی وجہ۔	۸۲	زاد و داخلہ کی موجودگی میں اس نامہ میں مج کے لیے جانا فرض ہے یا نہیں؟ اور اس کا جواب۔
۸۶	حضرات شیخین کے ان کمالات کا بیان جو کمالات نبوت کے مشابہ ہیں۔	۸۳	مکتوب نمبر ۲۵۱
۸۷	حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک دو عالم جنت پر ثبت ہے۔	۸۴	خلفائے راشدین کے فضائل اور حضرات شیخین کے فضائل اور حضرت امیر کے بعض خصائص اور تمام صحابہ کرام کی تعظیم کے بیان میں۔ اور ان کی باہمی لڑائیوں کی صحیح توجیحات کے بیان میں۔
۸۸	جنت میں داخلہ حضرات شیخین کی رائے اور تجویز سے ہوگا۔	۸۵	حضرات شیخین انبیاء سابقین کے درمیان حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ کے ساتھ نسبت رکھتے ہیں اور ذوالنورین حضرت نوح کے ساتھ اور حضرت علی حضرت عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں۔
۸۹	حضرت مہدی موعود بھی نسبت لغتہ بنی پر ہوں گے۔ اور اس نسبت کی تکمیل کریں گے مقام اقطاب ابدال اور اوتاد کی ترتیب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امداد کے سپرد کی گئی ہے۔	۸۶	خلفاء اربعہ کے تعینات کے مبادی صفحہ العلم ہے۔
۹۰	قطب الاقطاب کا سر حضرت علی رضی اللہ عنه کے قدم مبارک کے نیچے ہے۔	۹۱	



صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۹۶	مکتوب نمبر ۲۵۵ روشن منہج زندہ کرنے کے بیان میں۔ حضرت امام محمدی مدینہ کے ایک عالم کے قتل کا حکم صادر فرمائیں گے جو آپ کے پاس میں زبان طعن و راز کرے گا۔	۸۷	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بزرگی و شان کا بیان۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لڑنے والے خطا پر تھے۔
۹۷	مکتوب نمبر ۲۵۶ قطب، قطب الاقطاب، غوث اور خلیفہ کے معنی کا بیان۔ اور اس حدیث کی تحقیق نو اتون ایمان ابی بکر، ایمان اہلی لرحم	۸۸	کسی بھی صحابی کو گالی دینے والے کا حکم۔ لفظ جوڑی کی تاویل جو بعض فقہاء سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق واقع ہوا ہے۔
۹۸	صاحب فتوحات مکہ فرماتے ہیں ما من قربة عوئلة او كما فوة الا و قربة اقطب عارف کا معاملہ اس مقام کو پہنچ جاتا ہے کہ آنکھ جھپکنے میں تمام کوشش کلمات حاصل کر لیتا ہے اور فقیر کے نزدیک ایک لمحہ میں سابقہ کلمات سے زیادہ کلمات حاصل کر لیتا ہے۔	۸۹	حضرت امیر معاویہ اور ان کے مانتھیلوں کے بارے میں کیا اعتقاد رکھنا چاہیے۔
۹۹	فرعون مردود کے ہاتھ سے قتل ہوئے تمام بچوں کی استعداد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف منتقل کر دی گئی اور اس کے راز کا بیان۔	۹۰	مکتوب نمبر ۲۵۷ استفسارات کے جواب میں۔
۱۰۰	مرید بھی بیروں کے کلمات کا ذریعہ بنتے ہیں۔ وفات کے بعد ولایت کے سلب ہو جانے	۹۱	سوالات کے جواب اور اس راہ کی بے نہائی کے بیان میں۔ شیخ ادیس کے اس قول کا جواب کہ میں اگر جانب زمین کی طرف دیکھتا ہوں تو زمین مجھے نفر نہیں آتی۔ اور اسی طرح آسمان، عرض اور کرسی اللہ کو بھی نہیں پاتا۔ اور اسلام، رفا اور اطمینان کے مقام کا بیان۔ نیز ایک سالک کے قول کا بیان کہ میں تیس سال موع کے پرستش کر رہا ہوں۔
		۹۲	مکتوب نمبر ۲۵۸ سالہ سید و سعاد کی عبارت کے متعلق بعض سوالات کا جواب۔



صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
	عشرہ انسانی اور عالم خلق کے عالم امر پر فضیلت کے بیان میں۔ اور حضرت خاک کے کمالات اور ہر مقام کے مناسب علوم و فہم کے بیان میں۔	۱۰۰	کا بیان جیسا کہ نجات میں مذکور ہے مگر چار اشخاص سے۔
۱۰۹	خوشو سبحانہ و راء الوساء ثمر و راء الداء۔	۱۰۱	سفیرات کی معیت کا حکم اور خواست پیام کا بیان۔ اور الایام ایام اللہ الشہ کی تحقیق۔
۱۱۵	اس مقام میں ایک سانگ نے کہا ہے کہ میں بیس سال دعوت کو خدا تصور کر کے اس کی پرستش کرتا رہا۔	۱۰۳	مکتوب نمبر ۲۵۷
۱۲۳	تو اس قول کا کچھ معنی نہیں کہ اولیاء کی ابتداء انبیاء کی نہایت ہے۔	۱۰۴	طریقہ کا بطریقہ اجمال بیان۔
	خام صوفی اور بے مقصد عالم فرائض کو ضائع کرتے ہیں اور نوافل کو رواج دینے میں کوشش کرتے ہیں۔ نہیں جانتے کہ ایک فرض کا ادا کرنا ہزاروں نفلوں سے بہتر ہے۔	۱۰۵	مکتوب نمبر ۲۵۸
۱۲۴	اگرچہ تمام فرائض قرب اصلی عطا کرتے ہیں لیکن ان سب میں افضل نماز ہے۔	۱۰۶	حق تعالیٰ کی اقریت کے بیان میں۔
۱۲۵	فضائل نماز اور عالم خلق کی عالم امر کی فضیلت کا بیان۔	۱۰۷	مکتوب نمبر ۲۵۹
	جس عارف کو بھی عالم امر سے مناسبت زیادہ ہوگی اس کا قدم کمالات ولایت میں زیادہ اٹھے بڑھا ہوگا۔ اور جسے عالم خلق سے مناسبت زیادہ ہوگی اس کا قدم کمالات نبوت میں آگے ہوگا۔	۱۰۸	ارسالِ رسول کرام اور پہاڑ کی چوٹی پر پہنچنے والے کے خصوصی حکم اور زمانہ قدرت کے شرکین اور دار الحرب میں اطفالِ مشرکین کا بیان اور زمین ہندوستان میں بعثتِ انبیاء اور دیگر تحقیقات کا بیان۔
۱۲۶	شرح صدی حاصل ہونے کے بعد نفس مطمئنہ	۱۰۹	پہاڑ کی چوٹی میں مرکزِ ارنے والے اس شخص کے حالات میں جس کو دعوتِ انبیاء پہنچی جو مارتویہ اور اشاعرہ اور صاحبِ فتوحات اور خاص حضرت امام ربانی قدس سرہ کے مذہب کا بیان۔
		۱۱۰	مکتوب نمبر ۲۶۰
		۱۱۱	حضرت امام ربانی قدس سرہ کے طریقہ کے بیان میں جس کے ساتھ آپ ممتاز ہیں اور ولایت صغریٰ اور ولایت کبریٰ اور ولایت علی کے بیان میں اور نبوت کی ولایت پر افضلیت اور لطائف





صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱۳۵	حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کے کما اور حاصل کیا۔ آپ نے تھوڑے عرصہ میں اس نا قابل کو نسبت نقشبندیہ تک پہنچا دیا۔	۱۳۹	حقائق الہی سے مراد اس کی عظمت و بزرگی کے پر ہے، اور حقائق الہی کا کچھ حقیقت کے حصے سے کچھ نصیب ہوتا ہے۔ مکتوب نمبر ۳۶۴
۱۳۶	مقلندوں پر فرض اولین عقائد کی وضاحت عقیدہ (۱)، اللہ تعالیٰ اپنی ذات مقدس کے ساتھ موجود ہے۔ اور تمام اشیا میں اس کی ایجاد سے وجود میں آئی۔	۱۴۰	اس بیان میں کہ اپنے معاملے کو حیرت اور جہالت تک لے جانا چاہیے۔ اور بعض شائع کے ایک واقع کا بیان اور اس کی تفسیر۔ مکتوب نمبر ۳۶۵
۱۳۷	صفۃ العلم کا بیان۔	۱۴۱	اس بیان میں کہ عزت اور عظمت نشینی کی صورت میں مسلمانوں کے حقوق یا مال نہیں ہونے چاہئیں۔ اور حقوق کا بیان۔
۱۳۸	صفۃ الکلام اور صفۃ النکون کا بیان۔ عقیدہ (۲)، وہ ذات تعالیٰ کسی شے میں ملول نہیں کر سکتی اور نہ کوئی شے اس میں ملول کر سکتی ہے۔	۱۴۲	وہا کی قبولیت کے شرائط۔ خلوت اختیار سے چاہیے نہ کہ دوستوں سے۔
۱۵۰	عقیدہ (۳)، احاطہ اور قرب اور مصیبت حق تعالیٰ کا بیان۔ احاطہ اور قرب علمی کا قائل ہونا مشابہات کی تاویل میں داخل ہے اور ہم ان کی تاویل کے قائل نہیں۔	۱۴۳	خلوت نشینی کے لیے نیت درست ہونی چاہیے اور جمعیت باطن کو اپنا مقصد قرار دینا چاہیے۔ مکتوب نمبر ۳۶۶
۱۵۱	اذا تم الفقہ فہو اللہ کا معنی قول انا الحق سے کیا مراد ہے۔	۱۴۴	آنا سے اہل سنت کے موافق بعض عقائد اور وہ غلامہ اور طریقہ نقشبندیہ کے کمالات کے بیان میں۔
۱۵۲	عقیدہ (۴)، اس کی ذات اور صفات میں تغیر و تبدل کی کچھ گنجائش نہیں۔ عقیدہ (۵)، وہ ذات علمی مطلق ہے ذات عام بھی اور صفات میں بھی احوال میں بھی۔	۱۴۵	اس فقرے سے اس طریقہ میں الف و با و اس راہ کے حروف تہجی کا سبق اور نہایت کے ہدایت میں درج ہونے کی دولت اور رفعت



صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱۵۸	<p>عقیدہ (۱۰) اللہ تعالیٰ تیرہ شر و دونوں کا ارادہ فرماتا ہے۔ اور دونوں کا خالق ہے۔ لیکن غیرے راضی اور شر سے راضی نہیں۔ اور مشرک کے مذہب کا بیان اور کسب اور خلق کے درمیان فرق۔</p> <p>ایک معین وقت تک کے اعمال پر ہمیشہ کی جزا یا نکل موافق و مطابق جزا ہے۔ اور اس کی وجہ کا بیان۔</p>	۱۵۲	<p>نقص اور محدودت کے نشانات سے منترہ ہے صفات کی حقیقت اور غیریت کا بیان اور اس مسئلہ میں تفصیل مذاہب۔</p> <p>عقیدہ (۷) اللہ تعالیٰ قدیم اور دائمی ہے اور اس کے غیر کو قدم اور اولیت حاصل نہیں۔ اور شیخ ابن العربی ارواح کا ملین کے قدم کا کافور ہے۔</p> <p>عقیدہ (۸) اللہ تعالیٰ قادر مختار ہے۔</p>
۱۵۹	<p>بہشت میں داخل ہونا ایمان پر بوقوت ہے۔ اور ایمان اس کا فضل ہے اور دونوں میں باناکفر کی وجہ سے ہوگا۔ اور کفر خواہش فساد کی سے پیدا ہوتا ہے۔</p>	۱۵۳	<p>بشارتہ ایجاب و جہیسی سے منترہ ہے۔ اور غلامتہ کے مذہب کا رد۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بہشت کے وقت اغلاطوں کا قول۔</p> <p>شیخ محمد الدین ابن العربی کی عبارات ایجاب کو ظاہر کرتی ہیں۔</p>
۱۶۰	<p>عقیدہ (۱۱) آخرت میں مومنوں کو اللہ تعالیٰ کی رویت بے حجت اور بے کیفیت حاصل ہوگی مشد رویت میں شیخ محمد الدین ابن العربی کا مذہب۔</p>	۱۵۵	<p>شیخ محمد الدین ابن عربی کے متعلق حضرت امام ربانی قدس سرہ کا عقیدہ۔</p> <p>عقیدہ (۹) تمام ممکنات اجماع ہوں یا احوال عقل ہوں یا نفوس، افلاک ہوں یا عناصر سب قادر مختار ذات کی ایجاد سے عدم سے وجود میں آئے ہیں۔ اور اپنے وجود اور بقا میں اس ذات سبحانہ کے محتاج ہیں۔</p>
۱۶۱	<p>عقیدہ (۱۲) بہشت انبیاء اہل جہاں کے لیے رحمت ہے۔</p> <p>اس مسئلہ سے متعلق سوال جواب اور بہشت انبیاء کے فوائد کا بیان۔</p> <p>مقتول انسانی احکام شرعیہ کی مشابہت اور اشیا و کسے حسن و قبح کے دریافت کرنے میں تعین اور تزکیہ کے باوجود کافی نہیں ہیں۔</p> <p>عمدا و بے درن گوئی کا رد و جو تکلیفات</p>	۱۵۶	<p>انبیاء علیہم الصلوٰات والتسلیمات اسباب کی رعایت فرماتے ہیں۔ اور ہر کام کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں۔</p> <p>اسباب کا اختیار کرنا توکل کے منافی نہیں جس طرح کہ ناقص لوگوں کا گمان ہے۔</p>





صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱۷۸	علی کرم اللہ وجہہ پر فضیلت تو اکثر علماء نے اہلسنت میں پارہیں کر کشیں مگر بعد فضیلت میں پہلے حضرت عثمان ہیں۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہما۔	۱۷۳	کچھ وقت کے لیے جو چاہے ہمیشہ کے لیے کفر اور صفات کفر اور اہل کبار کے ساتھ مخصوص ہے۔
۱۷۹	حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے قول میں علامات السنۃ تفصیل الشیعین جبہ التہذیب کی مراد کا بیان۔	۱۷۵	اس مسئلہ سے متعلق سوال و جواب اور مسلمان کو خدا قتل کرنے والے کا حکم۔
۱۸۰	اس مذکورہ ترتیب سے افضلیت کے منکر کا حکم۔	۱۷۴	ایمان کے زیادہ اور کم ہونے کی تحقیق اور مسلمان خدا قتل کرنے والے کا حکم۔
۱۸۱	حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو تکلیف خلفائے راشدین کی بے ادبی کے ذریعہ پہنچی ہے وہ اسی طرح کی ہے جو آپ کو حضرت امام حسن و امام حسین کی بے ادبی کے ذریعہ پہنچی ہے۔	۱۷۳	ایمان کے زیادہ اور کم ہونے کی تحقیق اس مسئلہ میں مذہب علماء کی تفصیل اور اس مسئلہ میں امام اعظم کو فی رحمتہ اللہ علیہ کے مذہب پر جو اعتراضات کیے گئے ہیں ان کا رد۔
۱۸۲	یہاں افضلیت سے مراد خدا تعالیٰ کے ہاں کثرت ثواب کسا قیاس سے ہے۔ ذکر فضائل و مناقب کے غور کی کثرت کے معنی سے۔	۱۷۲	امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں انا مؤمن حقاً اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں انا مؤمن ان شاء اللہ تعالیٰ فی الحقیقت ان دونوں بزرگوں میں نزاع افعلی ہے۔
۱۸۳	امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے فضائل کے متعلق روایات میں تقدیر حضرت علی کے متعلق آئی ہیں، کسی صحابی کے متعلق نہیں آئیں۔	۱۷۱	مقلدہ (۲۰۶) اولیاء اللہ کی کرامات حق ہیں مجزہ اور کرامت کے درمیان فرق۔
۱۸۴	وہ شخص احق ہے جو تمام خلفائے راشدین کو مرتبے میں برابر جانے۔	۱۷۰	مقلدہ (۲۱) خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم میں افضلیت کی ترتیب ان کی خلافت کی ترتیب سے ہے۔
۱۸۵	صاحب فتوحات مکیہ کے اس قول کی مراد کا بیان کہ خلفائے راشدین کی ترتیب خلافت کا سبب ان کی عمر میں تھیں۔	۱۶۹	شیعین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی افضلیت صحابہ و تابعین کے اجماع سے ثابت ہو چکی ہے۔
۱۸۶	علامہ نعمانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے	۱۶۸	لیکن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی حضرت



صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱۸۰	رکوع اور سجدہ میں اطمینان کو ملحوظ رکھنا یا فرض ہے یا واجب - اور قوم میں سجدہ کا ٹکڑا ہونے کی شکل میں طہانیت کی ادائیگی جو فرض یا واجب یا سنت ہے - اور اسی طرح مجلس میں -	۱۸۰	کرمیہ پر کام میں جو جھگڑے واقع ہوتے وہ نکلتے ہیں لڑائی کے باعث نہیں تھے بلکہ خطا اجتماعی کی بنا پر تھے -
۱۸۲	فرائض بندہ نظر کمال رکھے اور اس کے فوائد کا بیان -	۱۸۱	ہماری حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے والوں سے کوئی آشنائی نہیں بلکہ یہ وہ مقام ہے - جہاں ہم کو رنج محسوس ہوتا ہے لیکن جو کہ جنگ کرنے والے ہی حضور کے صبر میں الہ
۱۸۳	ان دو اصطلاحی اور عملی پروں کو حاصل کرنے کے بعد طریقہ صوفیہ میں سلوک اختیار کرے - کسی زائد چیز کو حاصل کرنے کے لیے نہیں بلکہ اس یقین کو حاصل کرنے کے لیے جو تشکیک و شکک سے زائل رہو -	۱۸۲	حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور ان کے مخالفت خطا پر اس سے زیادہ کچھ کتنا نامناسب ہے -
۱۸۴	طریقہ صوفیہ میں سلوک سے مقصود یہ نہیں کہ قہری صورتوں اور شکلوں کا مشاہدہ کیا جائے - کیونکہ لہو و لعب میں داخل ہے حسی صورتوں اور افوار کے مشاہدہ میں کیا نقصان ہے کہ کوئی الخ	۱۸۳	درستی عقائد کے بعد احکام فقیہہ کے سیکھنے سے بھی چارہ نہیں نیز اس علم کے مطابق عمل کرنا بھی ضروری ہے -
۱۸۵	صوفیہ کے طریقوں میں سے طریقت نقشبندیہ کو اختیار کرنا بہت اچھا اور بہتر ہے اور اس بہتری کی وجہ -	۱۸۴	فغافل نماز سب سے اقل و ضعیف ترین درستی اور کمال طریقہ پر کرنا چاہیے -
۱۸۶	حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کا شیخ کمالی کو ڈالنا جس نے کھانا مشہور فرج کرتے وقت بلند آواز سے ہم اللہ کی تھی -	۱۸۵	کسی بھی مستحب امر کو عملی خیال نہ کریں - اگر تمام دنیا کے مقابلہ میں ایسا فعل معلوم ہو جو خدا تعالیٰ کو پسند ہے اور اس کے مطابق عمل نصیب ہو جائے تو یہ نیکی ہے -
۱۸۷	حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ	۱۸۶	اس کا اہتمام ہونا چاہیے کہ کوئی بھی فرض نماز بے جماعت ادا نہ ہو - بلکہ امام کے ساتھ یکجہرا ادا بھی نوت نہیں ہونی چاہیے -

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱۸۷	مکتوب نمبر ۲۹۷ اس بیان میں کہ اللہ تعالیٰ نے جن امراء و قاضی کے ساتھ حضرت امام ربانی قدس سرہ کو نوازا ہے اس کا قصور اس حسب بھی ظاہر نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ وہ اشارہ سے بھی اس بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ اور یہ امراء و معارف مینہ نبوت سے اخذ کیے گئے ہیں۔ اور بلند شان و اتے علامہ بھی اس دولت میں شریک ہیں۔	۱۸۴	بخارا کو جمع کر کے حضرت امیر کھل رحمتہ اللہ علیہ کی خانقاہ میں سے گئے تاکہ انہیں ذکر و سیرت سے منع کریں۔ ۱۵ احوال و مواجید جو خلاف شرع کا عمل پر مرتب ہوں فقیر کے نزدیک استسلاح میں داخل ہیں۔ اہل استسلاح کو احوال و مواجید سے سراسر آنے ہیں۔ ریزائی کے مکمل اور ہندوستان پر جس انداز جنگی جس میں شریک ہیں۔ صدق احوال کی علامت یہ ہے کہ ایک تو وہ علوم شریعہ کے موافق ہوں۔ دوسرے وہ احوال امور محمدیہ کے ارتکاب سے بچتا ہو۔
۱۸۷	ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دو قسم کے علم حاصل کیے الخ	۱۸۵	اس بات کو جان لیں کہ سماع اور قس فی الحقیقت لغو و لعب میں داخل ہیں۔ اس امر کا بیان خدا تعالیٰ کے ارشاد ومن الناس من یشرین ابوالحدیث سے مراد صحابہ کرام تابعین خلفاء اور فقہاء مقلد الاثر و نقل کے مطابق لگانا بھانا ہے۔
۱۸۸	طریقت کی برکات اس وقت تک نالغ ہوتی رہتی ہیں جب تک اس میں کوئی بدست پیدا نہ ہو۔	۱۸۶	حل و حرمت کے بارے میں موعود کا عمل حجت نہیں۔ اس مقام پر امام ابوحنیفہ امام ابو یوسف اور امام محمد کا قول درکار ہے۔ نہ کہ ابوہریرہ شیبلی اور ابوالحسن نوذری کا عمل۔ اس وقت کے خام صوفیوں نے اپنے پیروں کے عمل کو ہانہ بنا کر قص و سرود کو دین وقت کو قرار دے لیا ہے۔
۱۸۹	مکتوب نمبر ۲۹۸ اس بیان میں کہ وہ علم جو وراثت انبیاء ہے کون سا ہے۔ اور حدیث علماء امتی کا انبیاء بنی اسرائیل میں علماء سے کون سے علماء مراد ہیں۔ اور اس بیان میں کہ علم امراء جو وراثت کے طور پر ابھی باقی ہے وہ ان امراء کے علاوہ جن کو ادیان امت نے بیان کیا ہے۔ عالم وراثت وہ ہے، جسے دونوں قسم		

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱۹۱	کفر اور جہل مقام ولایت کے مناسب ہے اور اسلام و معرفت مرتبہ نبوت سے شایستگی رکھتا ہے۔	۱۸۹	کے علوم سے حصہ ملا ہو۔ نہ کہ وہ عالم ہیں کو ایک نوع سے تو حصہ ملا ہو اگر دوسری نوع سے نہ ملا ہو۔
۵	مستعجب و طعنے کا قول کفرت بدین اللہ و کفر واجب۔ الخ		ایک جماعت نے کمالات نبوت تک نادمائی کے باعث کہا ہے۔ الولاية افضل من النبوة اور ایک دوسری جماعت نے اس کی توجیہ یوں کی ہے کہ نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہے۔ ان دونوں گروہوں نے حقیقت نبوت سے ناواقفیت کی بناء پر نائب پر حکم لگایا ہے۔
۷	سوال و جواب۔	۱۹۰	صبر کر سکر پر ترجیح بخلاف بعض مشائخ کے
۹	انبیاء کرام نے تمام بزرگی اور بلند شان جو پائی ہے راہ نبوت سے پائی ہے نہ راہ ولایت سے۔ تمت بالآخر۔		
۱۱	وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و نور علیہ		
۱۲	سیدنا و مولانا محمد و آلہ اصحاب اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔		



# اُردو ترجمہ مکتوبات حصہ چہارم

## دفتر اقل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## مکتوب نمبر ۲۲۱

مید حسین مالک پوری کی طرف صادر فرمایا:

طریقہ مدنیہ تشبیہ و تمثیل اور کمالات کے بیان میں لیکن اس طریق کے افضل ہونے اور دوسروں کی انتہا اس کی ابتدا میں شریع ہونے اور اس طریق کے انتہا کے بیان میں۔ اور سفر و وطن اور خلوت و اجتماع اور سلوک پر جذبہ کے مقدم ہونے کے بیان میں۔ اور اس بیان میں کہ اس طریق میں سیر کی ابتدا عالم اسرار سے ہے۔ اور یہ طریقہ موصول الی اللہ طریقوں میں سب سے اقرب ہے اور یہ طریقہ ایسا ہے کہ اس کی ابتداء میں عبادت اور وجدان ہے۔ اور انتہا میں بیمرغی اور تقدیر جو ناممکن کے لازم سے ہے۔ اور ایسے ہی اس طریق کے ابتداء میں قرب و شمیم ہے اور انتہا میں ابتداء حیران اور اس طریق کے بزرگواروں نے احوال و مواقع کو احکام شرعی کے تابع کیا ہے۔ اور ذوق و معرفتوں کو علوم و دینی کا نام قرار دیا ہے اور اس طریق میں پوری و شریعتی طریقت کے سیکھنے اور سکھانے پر ہے نہ صرف کلام و شجرہ پر۔ اور اس طریق میں نفس انارہ کے ساتھ بیاقتیں اور مجاہدے احکام شرعی کے بجالانے اور سنت منیر علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کے لازم پکڑنے سے ہیں۔ اور اس طریق میں مالک کا سلوک شیخ متھدا کے تصرف پر منحصر ہے اور جس طرح یہ بزرگوار نسبت کے عطا کرنے میں کامل طاقت رکھتے ہیں۔ اسی طرح اس نسبت کے سلب کرنے میں بھی پوری طاقت رکھتے ہیں اور اس طریق میں زیادہ تر افادہ اور استفادہ عام میں ہے۔ اور خاموشی اس طریق کے لوازمات سے ہے اور اس کے مناسب امور بھی بیان میں۔

لَحْدًا لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَالْبَرَكَاتُ عَلَيْكُمْ أَجْمَعِينَ۔

میرے عزیز بھائی! سیادت چاہ میرے سید حسینؑ نے وہ دے چکے ہیں جو ان کو فراموش نہ کیا ہوگا۔ اور اس طریقہ کے آداب کی رعایت کو جو شرائع کرام کے تمام طریقوں سے کئی وجہ سے ممتاز ہے۔ ہاتھ سے دیا ہوگا چونکہ آپ کو ملاقات کی فرصت کم ملی۔ اس لیے مطلب کو مد نظر رکھ کر اس طریقہ علیہ کی بعض خصوصیتوں اور کمالات کو ظہر بقدر صدارت اور جہد کے ضمن میں لکھا ہے۔

اگرچہ معلوم ہے کہ اس قسم کے علوم و صدارت کا کھسا بالفعل سنتے والوں کے حصول سے بعید ہے لیکن ایسے صدارت اختیار کرنا دو وجہ سے ہے۔ ایک یہ کہ سنتے والے کو ان علوم کی استعداد ہے اگرچہ اس کو بالفعل و درکار کا دکھائی دیتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ اگرچہ ظاہر میں مخاطب ہمیں ہے۔ لیکن حقیقت میں مخاطب وہ شخص ہے جو اس مسئلہ سے واقف ہے۔ التَّحِيَّاتُ لِلصَّادِقِ دعوای صدارت والے کے لیے ہے۔ مثل مشہور ہے۔

اے برادر! اس بلذ طریق کے سر ملکہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تحقیقی طور پر تمام نبی آدم سے افضل ہیں۔ اور اسی اعتبار سے اس طریق کے بزرگ آدموں کی عبارتوں میں آیا ہے کہ ہمارا نسبت تمام نسبتوں سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ ان کی نسبت جس سے مراد خاص حضور ادا آگاہی ہے یہی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی نسبت اور حضور ہے۔ جو تمام آگاہیوں سے بڑھ کر ہے۔ اور اس طریق میں نہایت اس کے ابتدا میں مندرج ہے۔

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ ہم نہایت کو ابتدا میں درج کرتے ہیں حاج

قیاس کن زگلستان من ہمار مرا

میرے باغ کی رنگینی سے میری ہمار کا اندازہ کرو۔

اور اگر کوئی پوچھے کہ جب دوسروں کی انتہا ان کے ابتدا میں مندرج آدمی کو پھر ان کی انتہا کیا ہوگی۔ نیز جب دوسروں کی نہایت وصول یقین ہے۔ تو پھر ان کو حق سے آگے کہاں تک سیر مقرر ہوگا۔ حالانکہ یقیناً درجۃ النبوۃ ان قسماً یہ۔ جزیرہ نبوان کے آگے اور کوئی گاہوں نہیں ہے، مثل مشہور ہے۔ تو میں اس کے جواب میں لکھا ہوں کہ۔

اس طریقہ علیہ کی نہایت اگر میرے بوجہ سے وصل فرمائی ہے جس کے حاصل ہونے کی علامت مطلوب کیے حاصل ہونے سے تا امید کی کا حاصل ہونا ہے۔ پس اس کو سمجھ لے۔ کیونکہ ہمارا کلام و عاشا تھا میں جن کو خواص بلکہ خاص ہیں سے بہت تھوڑے سمجھتے ہیں۔ اس اعلیٰ دولت کے حاصل ہونے کی علامت اس واسطے بیان کی ہے کہ



اس گروہ میں سے بعض نے وصل عریانی کا دم مارا ہے۔ اور بعض مطلوب کے حاصل ہونے سے ناامید رہی کے قابل ہوئے ہیں۔ لیکن اگر دونوں دونوں کا جمع ہونا ان کے پیش کیا جائے تو نزدیک ہے ان کے جمع ہونے کو جمع مقبول خیال کریں۔ اور محالات کی قسم سے ہائیں۔ وہ جماعت جو وصل کا دعوت کرتی ہے یا اس کو حرام مانتی ہے۔ اور وہ گروہ جو عباس کے مدعی ہے وصل کو حرام خیال کرتا ہے۔ یہ سب کچھ اس بلند مرتبہ تک نہ پہنچنے کی علامت ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اس مالی مقام کا ایک پر تو ان کے باطن پر چمکا ہے۔ جس کو بعض نے وصل خیال کیا ہے اور بعض نے یاس۔ اور یہ تفاوت ہر ایک گروہ کی استعداد سے پیدا ہوتی ہے۔ ایک گروہ کی استعداد کے نسب وصل ہے اور دوسرے گروہ کی استعداد کے مناسب یاس۔

اس حقیر کے نزدیک وصل کی استعداد سے یاس کی استعداد بہت اچھی ہے۔ اگرچہ وصل دیر آس کے قسم کے لازم و ملزوم ہیں۔ اس جواب سے دوسرے اعتراض کا جواب بھی روشن ہو گیا کیونکہ وصل مطلق آواز ہے اور وصل عریانی اور ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ اور وصل عریانی سے ہماری مراد یہ ہے کہ حجاب سب کے سب اٹھ جائیں۔ اور تمام رکاوٹیں معدوم ہوں اور چونکہ ہر قسم کی تجلیات اور مختلف قسم کے ظہورات بہت بڑے اور قوی حجاب ہیں۔ اس لیے ان سب تجلیات و ظہورات سے گزر جانا اور آگے بڑھنا ضروری ہے۔ خواہ یہ تجلی و ظہور امکانی آئینوں میں ہو۔ خواہ وہ حقیقی مشہود میں۔ کیونکہ اصل حجابوں کے حاصل ہونے میں دونوں برابر ہیں۔ اور اگر کچھ فرق ہے تو شرف اور رتبہ میں ہے۔ اور وہ غائب کی نظر سے خارج ہیں۔

اگرچہ ہمیں کہ اس بیان سے لازم آتا ہے کہ تجلیات کی نہایت ہے۔ حالانکہ مشائخ طریقت نے تصریح کی ہے کہ تجلیات کی نہایت نہیں ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ تجلیات کا بے نہایت ہونا اس ساحت ہے کہ اسما و صفات میں میر مقفل طور پر واقع ہو۔ اس تقدیر پر حضرت ذات تک پہنچنا میسر نہیں ہے۔ اور وصل عریانی حاصل نہیں۔ بلکہ حضرت ذات تک پہنچنا اسما و صفات کو مجمل طور پر طے کرنے سے بہتر ہے۔ پس اس وجہ سے تجلیات کی نہایت ہوگی۔ اور اگر کہا جائے کہ تجلیات نہ ذاتیہ کو بھی بے نہایت کہا ہے۔ چنانچہ مولوی جامی قدس سرہ نے شرح لمعات میں اس کی تصریح کی ہے۔ پس تجلیات کی نہایت کہنا کس وجہ سے درست ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ تجلیات ذاتیہ بھی شیعوں و عقبات کے ملاحظہ کے بغیر نہیں ہے۔ کیونکہ اس ملاحظہ کے بغیر تجلی کا ہونا ممکن نہیں اور جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں۔ وہ ایک ایسا امر ہے جو تجلیات کے ماوراء ہے۔ خواہ وہ تجلیات صفاتی ہوں خواہ ذاتی۔ کیونکہ اس مقام میں تجلی کا اطلاقی جائز نہیں۔ اس لیے تجلی پر تجلی کا ہونا مراد ہے۔ اشیاء کے ظہور سے جو دوسرے یا تیسرے یا چوتھے





اور اس طریقہ علیہ کی خصوصیتوں میں سے ایک سفر در وطن ہے۔ جو سیر النفسی سے مراد ہے۔ اگرچہ سیر النفسی مشائخ کے تمام طریقوں میں ثابت ہے۔ لیکن وہ سیر آفاقی کے قطع کرنے کے بعد نہایت میں سیر ہوتا ہے۔ اور اس طریق میں ابتداء اس سیر سے ہے۔ اور سیر آفاقی اسی کے ضمن میں قطع ہو جاتا ہے۔ پس اس سیر کا منشا جو ابتداء میں حاصل ہوتا ہے۔ ابتداء میں انہماک مستند ہے ہونا ہے اور دوسرا غاۃ غلوت و انجمن ہے۔ جو سفر در وطن پر متفرع و مترتب ہے۔ جب سفر در وطن میسر ہو جائے۔ غلوت و انجمن اس کے ضمن میں میسر ہو جائے گا۔ پس انجمن کا تفرقہ سفر در وطن کے غلوت و انجمن میں تفرقہ نہیں ہوتا۔ اور آفاق کا تفرقہ نفسی کے جہر میں راہ نہیں پاتا۔ یہ غلوت و انجمن اگرچہ دوسرے طریقوں کے منتہیوں کو حاصل ہے لیکن اس طریق میں جو کہ ابتداء ہی میں میسر ہو جاتی ہے اس لیے اس طریق کے خاصوں میں سے ہے۔

اور جانتا چاہیے کہ غلوت و انجمن اس تقدیر پر ہے کہ وطن کے غلوت خانہ کے دعا و نزل کو بند کیا ہو اور تمام سودا و خوں کو مسدود کر دیا ہو یعنی انجمن تفرقہ میں کسی کی طرف متوجہ نہ ہو۔ اور تکلم و مخاطب نہ ہو نہ یہ کہ نگہ کو حواسے اور حواس کو تکلف کے ساتھ بیکار کرے۔ کیونکہ یہ بات اس طریق کے مٹانی ہے۔

اسے برادر ایہ سب حیلہ و تکلف ابتداء و در سطح ہی میں ہے۔ اور انتہا میں اس قسم کا حیلہ و تکلف ظاہر نہیں ہے۔ عین تفرقہ میں جمعیت ہے۔ اور نفس غفلت میں حاضر ہے۔ اس سے کوئی یہ گمان نہ کرے کہ نفس میں تفرقہ و عدم تفرقہ مطلق طور پر سادی ہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ تفرقہ و عدم تفرقہ اس کے باطن کے نفس جمعیت میں برابر ہیں۔ اس کے علاوہ اگر ظاہر کو باطن کے ساتھ جمع کرے اور ظاہر سے بھی تفرقہ کو دفع کرے تو پھر بہت ہی بہتر اور مناسب ہوگا۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امر کرتا ہوا فرماتا ہے۔ **وَادْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ** (الکہ تبتیہ ۱۰) اپنے رب کا نام یاد کر اور سب سے قویٰ کر اس سے جوڑ۔

جانتا چاہیے کہ بعض اوقات ظاہر کے تفرقہ سے چارہ نہیں ہوتا۔ تاکہ خلق کے حقوق ادا ہوں۔ پس تفرقہ ظاہر میں بعض اوقات اچھا ہے۔ لیکن تفرقہ باطن کسی وقت میں جائز نہیں کیونکہ وہ خالص حق تعالیٰ کے لیے ہے۔

پس مسلمان بندوں سے عین حقے خدا کے لیے مقرر ہوئے۔ باطن سب کا سب اور ظاہر سے ایک نصف۔ اور ظاہر کا دوسرا نصف خلق کے حقوق ادا کرنے کے لیے باقی رہا۔ لیکن ان حقوق کے ادا کرنے میں چونکہ حق تعالیٰ کے امر کی بجا آوری ہے اس لیے وہ دوسرا نصف بھی حق تعالیٰ کی طرف راجع ہے۔

۱۔ سہ منزل پر پارہ تبارک الذی ۱۲

إِلَىٰ رِجَّةٍ الْأَرْضِ كُلُّهَا كَأَجْدَدَهُ وَقَوْلُكُمْ عَلَيْهِ دَعَارُكُمْ فَقَائِلَ عَمَّا تَعْمَلُونَ

سب کام اسی کی طرف لوٹتا ہے۔ پس اسی کی عبادت کرو اور اسی پر توکل کرو اور تیرا رب اس سے جو تم کرتے ہو ان میں سے اور اس طریق میں جذبہ سلوک پر مقدم ہے اور سیر کی ابتدا عالم امر سے ہے۔ برخلاف اکثر دوسرے طریقوں کے کہ ان کے سیر کی ابتدا عالم خلق سے ہے۔ اور اس طریق میں سلوک کی منزلیں جذبہ کے مراتب سے کرتے ہیں۔ اور اس طریق میں۔ اور عالم خلق کا سیر عالم امر کے سیر میں میسر ہو جاتا ہے۔ پس اگر اس اعتبار سے بھی کہیں کہ اس طریق میں ابتدا ابتدا میں درج ہے تو گنجائش رکھتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ ابتدا کا سیر اس طریق میں ابتدا کے سیر میں درج ہے نہ کہ ابتدا کے ابتدا کی سیر کے لیے آتے ہیں۔ اور نہایت کا سیر تمام کرنے کے بعد ہدایت کا سیر کرتے ہیں۔

اس مضمون سے اس شخص کا خیال باطل ہو گیا جو کہتا ہے کہ اس طریق کی ابتدا دوسرے مشائخ کلمہ قبول کی ابتدا ہے۔

اور اگر کوئی کہے کہ اس طریق کے بعض مشائخ کی عبارتوں میں واقع ہے کہ اسما وصفات میں ان کا سیر کی نسبت کے تمام ہونے کے بعد واقع ہوتا ہے۔ پس درست ہوا کہ ان کی نہایت دوسروں کی ہدایت ہے کیونکہ اسما وصفات کا سیر تجلیات فائزہ کے سیر کی نسبت میں ابتدا ہے۔ تو ہم جواب میں کہتے ہیں کہ ان کا سیر اسما وصفات میں تجلیات فائزہ کے سیر کے بعد نہیں ہے۔ بلکہ اسی سیر کے ضمن میں وہ سیر بھی واقع ہو جاتا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ جب سیر اسمائی وصفاتی کہیں عائدہ کے پیش آنے کے باعث ظاہر کرتا ہے۔ اور تجلیات ذاتی کا سیر پوشیدہ ہو جاتا ہے۔ تو خیال میں آتا ہے کہ اس سیر کو تمام کے عائدہ کے باعث تجلیات اسمائی وصفاتی میں داخل ہو گیا ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ ہاں ولایت کے عروج میں سیر بعد از کرنے کے بعد خلق کو حق تعالیٰ کی طرف دعوت کرنے کے لیے عالم کی طرف رجوع واقع ہوتا ہے۔ اگر اس رجوع کو وہ کی نہایت سمجھ کر اپنی ہدایت تصور کیا ہو۔ تو ایسا نہیں۔ لیکن فقیر کیا کہ جب کہ اس کے مشائخ ہدایت میں ہی رجوع رکھتے ہیں۔ اور نیز نہایت ولایت سے مراد ولایت کا نہایت ولایت ہے۔ اور یہ رجوع کا سیر ولایت سے تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ مرتبہ دعوت و تبلیغ کا ایک حصہ ہے۔ اور یہ طریق سب طریقوں سے اقرب ہے۔ اور بیشک مقصود رنگ پہنچانے والا ہے۔

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ ہمارا طریق سب طریقوں سے اقرب ہے۔ اور فرمایا

لحمہ سورۃ ہود پارہ ۳۰



حق تعالیٰ سے میں نے ایسا طریق طلب کیا ہے جو بے شک موصل ہے۔ اور آپ کی یہ التجا مستجوب ہو گئی ہوئی ہے۔

چنانچہ رشحات میں حضرت خواجہ احمد قدس سرہ سے منقول ہے کہ یہ طریقہ کمزور اگر قریب اور موصل نہ ہو جب کہ انتہا اس کے ابتدا میں مندرج ہے وہ شخص بہت ہی بد قسمت ہے جو اس طریق میں داخل ہو اور استقامت اختیار نہ کرے اور بے نصیب چلا جائے۔

نور شید نہ مجرم ادکے بیضا نیست

سورج کا کیا تصور اگر کوئی خود ہی ناپا ہو۔

ہاں اگر کوئی طالب کسی ناقص کے ہاتھ پر چھائے تو طریق کا کیا گناہ ہے اور طالب کا کیا قصور کیونکہ حقیقت میں اس طریق کا ہر موصل ہے نفس طریق۔ اور اس راہ میں ابتداء میں ملاوت و وجدان ہے اور انتہا میں جبرگی اور فقدان جبر تا اُمید کی کے لوازمات ہیں سے ہے۔ بر خلاف دوسرے طریقوں کے کہ ابتداء میں بے مزیگی اور فقدان رکھتے ہیں اور انتہا میں ملاوت و وجدان اور ایسے ہی اس طریق کے ابتدا میں قرب و شہود ہے اور انتہا میں بُد و حرمان۔ بر خلاف دوسرے مشائخ کرام کے طریقوں کے۔

پس اس ضمن میں سے طریقوں کے فرق کو قیاس کرنا چاہیے۔ اور اس بلند طریق کی بزرگی کو معلوم کرنا چاہیے کیونکہ قرب و شہود اور ملاوت و وجدان ووری اور مجوسی سے خبر دیتے ہیں۔ اور بُد و حرمان اور بخلاتی اور فقدان نہایت قرب سے خبر دیتے ہیں۔ عقائد لوگ اس بات کو سمجھتے ہیں۔

اس مجیدی کی شرح میں اس قدر بیان کیا جاتا ہے کہ کسی شخص کے لیے اپنے نفس سے زیادہ راپنے نزدیک کوئی چیز نہیں ہے۔ اور قرب و شہود اور ملاوت و وجدان اس کے لیے اپنے نفس کے حق میں مفقود ہیں اور اپنے غیر کی نسبت جس سے جنگا لگی دکھاتا ہے۔ یہ سب نسبتیں موجود ہیں۔ **قَالَ تَأْتِي تَلَكُّهُ وَالْوَلَاةُ** پس عقائد کے لیے ایک ہی اثر دکھائی ہے۔

اور اس طریقہ علیہ کے بزرگواروں نے احوال و معانی کا حکام شریعہ کے تابع کیا ہے اور اذواق و عادات کو علوم و فنیہ کا خادم بنایا ہے۔

احکام شریعہ کے قیمتی موتیوں کو پتھروں کی طرح اوجہ و حال کے اخروط و منقہ کے عوض ہاتھ سے نہیں دیتے۔ اور صوفیہ کے کلمات سکریہ پر غور و غفلت نہیں ہوتے۔ اور ان کے احوال کو جو شرعی ممنوعات اور سنتِ سنید کے خلاف اختیار کر لے سے حاصل ہوں۔ قبول نہیں کرتے۔ اور نہ ہی انہیں چاہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ سماج و دقن کو پسند نہیں کرتے۔ اور ذکرِ جبر کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ ان کا حال دائمی ہے

اور ان کا وقت استمراری۔ وہ عقلی ذاتی جو دوسروں کو برحق مخالفت کی طرح ہے۔ ان کے لیے دائمی ہے۔ اور وہ حضور جس کے پیچھے غیبت ہو۔ ان بزرگواروں کے نزدیک بے اعتبار ہے۔ بلکہ ان کا معاملہ حضور و تعالیٰ سے برتر ہے۔ جیسے کہ اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

حضرت خواجہ احمد قادری سرور نے فرمایا ہے کہ اس طریقہ تعلیم کے خواجگان قدس سرہم ہر ادنیٰ و اعلیٰ کے ساتھ نسبت نہیں رکھتے، ان کا کام اس سے بلند تر ہے۔ اور اس طریق میں پیری و سرمدی طریقہ کے تعلیم و تعلیم پر موقوف ہے نہ صرف کلاہ و شجرہ پر جو مشائخ کے اکثر طریقوں میں مروج ہے۔ حتیٰ کہ ان میں سے متاخرین نے پیری و سرمدی کو کلاہ و شجرہ پر منحصر کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پیر کا تعدد و تجویز نہیں کرتے اور طریق نگھانے والے کو مٹا دیتے ہیں پیر نہیں جانتے۔ اور آداب پیری کا جس کے حق میں مد نظر نہیں رکھتے۔ یہ ان کی بڑی جہالت اور نادانی ہے۔ نہیں جانتے کہ ان کے مشائخ نے پیر تعلیم اور پیر صحبت کو بھی پیر کہا ہے۔ اور پیر کا تعدد و تجویز فرمایا ہے۔ بلکہ پیر اول کی مین حیات میں اگر غالب اپنی ہدایت کسی اور جگہ دیکھے تو اس کو جائز ہے کہ پہلے پیر کے انکار کے بغیر دوسرے پیر کو اختیار کرے۔

حضرت خواجہ نقشبند قدس سرور نے اس بات کی تجویز کے لیے ملٹائے بغیر اسے اس بات کا فتوے دیتے فرمایا تھا۔ ہاں اگر ایک پیر سے خرقہ ارادت لیا ہو تو پھر دوسرے سے خرقہ ارادت نہ لے۔ اور اگر لے تو تبرک کا خرقہ لے۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دوسرا پیر ہرگز نہ پکڑے۔ بلکہ وہ اپنے خرقہ ارادت ایک سے لے۔ اور طریقت کی تعلیم دوسرے سے اور صحبت دوسرے کے ساتھ رکھے۔ اور اگر یہ تینوں دولہاں ایک ہی سے تیسرے ہو جائیں، تو نہ تو ہے محبت و محبت اور جائز ہے کہ مشائخ متعدد وہ سے تعلیم صحبت کا استفادہ کرے۔ جانا چاہیے کہ پیر وہ ہے جو مرید کو حق سبحانہ کی طرف رہنمائی کرے۔ یہ بات تعلیم طریقت میں زیادہ ملحوظ اور واضح ہے۔ کیونکہ پیر تعلیم شریعت کا استاد بھی ہے اور طریقت کا رہنما بھی ہے۔ برخلاف پیر خرقہ کے۔ پس پیر تعلیم کے آداب کی زیادہ تر رعایت کرنی چاہیے۔ اور پیر بننے اور کھلانے کا زیادہ مستحق یہی ہے۔ اور اس طریق میں ریاضتیں اور مجاہدے نفسِ آمارہ کے ساتھ احکام شرعی کے بجالانے اور سنتِ مینہ ملے صاحبِ اقلیٰ و السلام کی متابعت کو لازم پکڑنے سے ہیں۔ کیونکہ پیغمبروں کے پیچھے اور کتابوں کے نازل کرنے سے نفسِ آمارہ کی خواہشوں کو دور کرنا مقصود ہے جو اپنے مولائے جل شانہ کی دشمنی میں قائم ہے۔ پس نفسانی خواہشوں کا دور ہونا احکام شرعی کے بجالانے پر واجب ہے۔ جس قدر شریعت میں راستہ اور نہایت قدم ہو گا۔ اسی قدر خواہشِ نفس سے دور تر ہو گا کیونکہ نفس پر شریعت کے ادا و نفاذ ہی کے بجالانے سے زیادہ دشوار کوئی چیز نہیں ہے۔ اور صاحبِ شریعت کی پیروی کے سوا کسی چیز میں اس کی خرابی متصور



نہیں ہے۔ وہ ریاضتیں اور مجاہدے جو معرفت کی تقلید کے سوا اختیار کریں وہ مستبر نہیں ہیں۔ کیونکہ جوگی اور سنی اور برہمن اور یونان کے فلسفی اس امر میں شریک ہیں اور وہ ریاضتیں ان کے حق میں مگر اسی کے سوا کچھ زیادہ نہیں کرتیں اور سوائے خسارہ کے کچھ فائدہ نہیں دیتیں۔ اور اس طریقہ میں طالب کا سلوک شیخ متقدمہ کی تقلید پر منحصر ہے۔ اس کے تصرف کے بغیر کچھ کام نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ابتدا میں نہایت کا درجہ ہونا اسی کی شریف توجہ کا اثر ہے اور چونکہ اور بچکونی کا حاصل ہونا اسی کے کمال تصرف کا نتیجہ ہے۔ یہ خودی کی وہ کیفیت جس کے لیے انہوں نے عین راستہ اختیار کیا ہے اس کا حاصل ہونا ابتدائی کے اختیار میں نہیں ہے۔ اور وہ قریب پرورش جہت سے مقرر ہے۔ اس کا وجہ طالب کے حوصلہ سے باہر ہے۔

نقشبندیہ مجیب قافلہ سالار اند

کہ بزدان زرد پنہاں بجرم قافلہ را

نقشبندی بزرگ مجیب قافلہ سالار ہیں کہ پوشیدہ پوشیدہ قافلے کو حرم تکسب بچا دیتے ہیں۔

یہ بزرگوار جس طرح نسبت کے عطا کرنے پر کمال طاقت رکھتے ہیں اور تھوڑے وقت میں طالب صادق کو حضور و الہامی بخش دیتے ہیں۔ اسی طرح نسبت کے سلب کرنے میں بھی پوری طاقت رکھتے ہیں اور ایک ہی اختلاف سے صاحب نسبت کو مفلس کر دیتے ہیں۔ بالدرج ہے جو دیتے ہیں وہ لے بھی لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے غضب اور اپنے ادا لیاٹے کلام کے غضب سے بچائے۔

اور اس طریقہ میں زیادہ تر افادہ اور استفادہ خاموشی میں ہے۔ ان بزرگواروں نے فرمایا ہے کہ جس کو ہماری خاموشی سے نفع حاصل نہ ہوا۔ وہ ہمارے کلام سے کیا نفع حاصل کرے گا۔ اور اس خاموشی کو انہوں نے خلعت کے ساتھ اختیار نہیں کیا ہے۔ بلکہ ان کے طریق کے لوازم اور ضروریات سے ہے۔ کیونکہ ان بزرگواروں کی توجہ ابتدا ہی سے اعلیٰ مرتبہ بھرہ کی طرف ہے۔ اور اسم و صفت سے سوائے ذات کے کچھ نہیں چاہتے اور معلوم ہے کہ اس توجہ کے مناسب اور اس مقام کے موافق خاموشی اور گنگا ہونا ہے۔ حق تعالیٰ ان کے گنگا گنگا کے جس نے اللہ کو پہچانا اس کی زبان گنگ ہو گئی، اس بات کی مصداق ہے۔

اسلام اس گفتگو کو اللہ کی حمد اور اس کے حبیب کی صلوة پر ختم کرتے ہیں۔ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَأَمَّا بَعْدُ فَعَلَيْكُمْ بِحَقِّكُمْ

۱۔ علوم ہمارے اللہ کا تصرف کرنا برحق ہے ۱۲

۲۔ اولیاء اللہ کی قدرت و طاقت کے منکر امام ربانی کے ان کلمات کا نور سے ملامت کریں۔

۳۔ یہ سید الطائفہ حضرت خیر اللہ لدای رحمہ اللہ تعالیٰ کا مقولہ ہے۔

”تمام قرآنیں اللہ رب العالمین کے لیے ہیں اور حضرت سید المرسلین اور آپ کی آن پاک پر صلوة و سلام ہو“

## مکتوب نمبر ۲۲۲

خواجہ محمد اشرف کابلی کی طرف صادر فرمایا :

احوال کی غراں اور اپنے حسات کو کم دیکھنا اور متم رکھنا اور اس وید قصور کا ولایت کے

کالات کے ساتھ جمع ہونے بلکہ اس وید کا ان کالات کا اثر ہونے اور اس کے مناسب بیان میں ۔

اللَّهُمَّ وَفَّقْنَا لِمَنْ رَحِمْتَ وَبَشِّرْنَا بِمَا نَحْنُ فِيهِ وَتَقَرَّبْنَا إِلَى رَحْمَتِكَ يَا اللَّهُ تَعَالَى

یوحنا سید الاولین فالخیرین علیہ السلام اور حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل

وَعَلَى آلِهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

اپنی طاعت پر ثابت قدم رہو ۔

ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ مرید صادق وہ ہے کہ میں سال تک اس کی باتیں طرف کے عمل لکھنے والے ہوں  
اس کے عمل نامہ میں کچھ لکھنے رہا ہوں اور یہ فقیر بہ فقیر ذوق سے اپنے حق میں معلوم کرتا ہے کہ کاتب میں معلوم  
نہیں کہ میں سال کی مدت میں بھی کوئی ایسی نیکی پائے جس کے عمل نامہ میں درج کرے خدا کے فضل جاتا ہے کہ  
فقیر اس بات کو بناوٹ اور تکلف سے نہیں لکھتا ۔ اور نیز ذوق کے معلوم کرتا ہے کہ کافر فرنگ اس  
کے کئی درجے بہتر ہے اور اس کا باعث پر حقین کو جواب سے عاجز نہیں ہے ۔ اور نیز ذوق کے طریق پر اپنے  
آپ کو براہیوں کا احاطہ کیے ہوئے جاتا ہے ۔ اور گناہوں کو شامل کیے ہوئے خیال کرتا ہے ۔ اور وہ نیکیاں  
جو سرزد ہوتی ہیں ۔ اپنے کاتب شمال کو ان کے لکھنے کا زیادہ مستحق پاتا ہے ۔ اور معلوم کرتا ہے کہ اس کا کاتب  
شمال ہمیشہ اپنے کام میں مصروف ہے ۔ اور کاتب میں معطل و بیکار ہے اور دین میں طرف کے عمل نامے کو خطا  
اور سفید اور بائیں طرف کے عمل نامہ کو بھرا ہوا اور سیاہ جانتا ہے ۔ رحمت کے سوا اسے کوئی امید نہیں  
اور مغفرت کے سوا کوئی وسیلہ نہیں جانتا ۔

یا اللہ تیری بخشش میرے گناہوں سے زیادہ وسیع

اللَّهُمَّ صَفِّحْ لِي ذُنُوبِي

ہے ۔ اور مجھے اپنے گناہ کی نسبت تیری رحمت پر زیادہ

دَمْرَحْ مَنِّكَ أَسْرَعِي عَمَلِي

امید ہے ۔

عَمَلِي

اس کے حال کے موافق ہے ۔

عجب معاملہ ہے کہ حق تعالیٰ کے فیوض و وارادات جو ہمیشہ کمال اور تکمیل کے درجوں میں فائز اور



دادہ ہیں وہ اس دید قصور کی تائید کرتے ہیں۔ اور اس عیب یعنی کوتاہی دیتے ہیں۔ اور بجائے غرور کے منقصت زیادہ کرتے ہیں، اور بجائے رفعت و تکبر کے تواضع اور فروتنی کو بڑھاتے ہیں۔ اور ایک ہی وقت میں کمالات و ولایت سے بھی مشرف ہے اور دید قصور سے بھی موصوف ہے۔ یہ فقیر جس قدر بلند جاتا ہے۔ اُسی قدر زیادہ نیچے اپنے آپ کو دیکھتا ہے۔ بلکہ وہی اوپر جانا زیادہ نیچے دیکھنے کا سبب ہوتا ہے۔ اور اس بات کا یقین کریں یا نہ کریں۔ اور اگر اس بات کا بھید معلوم کریں۔ تو پھر شاید یقین کریں۔

سوال :- ان دو متضانی باتوں کے جمع ہونے کا کیا ستر ہے۔ اور ایک متضانی کا وجود دوسرے متضانی کے وجود کا کیوں سبب ہے ؟

جواب :- دونوں متضانی چیزوں کا جمع ہونا اس شرط پر محال ہے جب کہ محل دونوں کا واحد ہوا اور جس کا جو ذکر کر رہے ہیں اس میں محل متعدد ہیں۔ انسان کامل سے اوپر جانے والے اس کے عالم امر کے لطائف ہیں۔ اور نیچے آتے والے عالم خلق کے لطائف ہیں۔ اسی قدر عالم خلق سے زیادہ بے مناسب ہوتے جاتے ہیں۔ اور یہی بے مناسبتی عالم خلق کے زیادہ نیچے آنے کا سبب ہے۔ اور عالم خلق جس قدر زیادہ نیچے آتا ہے۔ اُسی قدر سالک کو زیادہ بے مزہ کرتا ہے۔ اور عیوب و قصور کی دید زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سستی سر جوڑنا اس لذت و ملاوت کی آرزو کرتے ہیں جو ابتداء میں ان کو حاصل ہوئی تھی۔ اور انتہا میں ہاتھ سے جاتی رہی اور اس کی جگہ بے مزگی آگئی اور یہی وجہ ہے کہ عارف اپنے آپ سے کافر فرنگ کو بہتر جانتا ہے۔ کیونکہ کافر میں اس کے عالم امر کے عالم خلق میں ملنے کے سبب سے فرائضی ظاہر ہے۔ اور عارف میں یہ ملاوٹ و دھبہ ہو چکی ہے۔ عالم خلق تنہا جس کے باعث عارف سے فاسد ہوتا ہے۔ ہمارا رو گیا ہے۔ جو ہر امر عظمت و کدورت سے پر ہے۔ اور عالم امر کے لطائف خواہ کتنے ہی نیچے آئیں۔ عالم خلق کے ساتھ کوئی اختلاف نہیں رکھتے اور کچھ ملاوٹ حاصل نہیں کرتے، جیسے کہ ابتداء میں رکھتے تھے۔

وہ مکتوب میرا درم خواجہ محمد طاہر کے ہاتھ آپ نے جیسا تھا۔ پتھرا۔ رابطہ کا حاصل ہونا جو پوری مناسبت پرستی ہے۔ غیبت کے زمانہ میں بڑی نعمت سمجھیں اور خواتع کے دُور ہونے تک دلوں کے قرب پر کفایت کریں۔ اور اس قرب کے باوجود بدلوں کے قرب کی خواہش کو ہاتھ سے نہ دیں کیونکہ پوری نعمت اسی قرب پر موقوف ہے۔

خواجہ اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کو باوجود قرب قلبی کے چونکہ قرب بدنی حاصل نہ ہوا۔ اس لیے ان کے تصور مشیخ کامل۔

لوگوں میں سے اونی آدمی کے وجہ سے کو بھی نہیں پہنچا۔ جن کو قرب بدنی حاصل تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اسی کا سونے کا پھاڑ خرچ کرنا ان کے ایک سیر پھر جو خرچ کرنے کے برابر نہیں ہوتا۔ پس صحبت کے برابر کوئی چیز نہیں ہے۔ والسلام

## مکتوب نمبر ۲۲۳

احوال و واقعات کو شیخ بزرگوار کی خدمت میں ظاہر کرنے کی ترغیب میں خواجہ جمال الدین حسین کولہالی کی طرف سے صادر فرمایا ہے۔

برادر م خواجہ جمال الدین حسین نے مدت سے اپنے احوال کی کیفیت سے اطلاع نہیں دی۔ آپ نے نہیں سنا کہ مشائخ کبرویہ، اُس مرید کو جو عین روز تک اپنے احوال و واقعات کو اپنے شیخ کی خدمت میں عرض نہ کرے۔ کف پا، فرماتے ہیں۔ خیر جو کچھ ہوا، ہوا۔ پھر ایسا نہ کریں۔ اور جو کچھ ظاہر ہوتا رہے، لکھتے رہا کریں۔ میرے بزرگ بھائی کا مبارک آنا قیمت سمجھیں اور ان کی خدمت و دیوبندی میں کوشش کریں۔ اور ان کی بزرگ صحبت کو بڑا عزیز بنائیں۔

والدیم تراز گنج مقصود نشان

ہم نے تجھے مقصود کے خزانے کا نشان بنا دیا ہے۔ والسلام

## مکتوب نمبر ۲۲۴

آداب کی رعایت کرنے اور آثار کے ظن کو دور کرنے میں جس کا وہم ہوا تھا۔ اور احتیاد کا امر کرنے اور تعلیم طریقت کے بارے میں تاکید کرنے، اور فقر کی صنعتی اور لامر آدمی برواشت کرنے۔ اور بعض ان تعلیموں اور تعلیموں کے بیان میں جو اُس مکتوب کی پشت پر علی بار محمد قدیم کی طرف تھیں، میر محمد نعمان ویشی کی طرف لکھا۔

میرے سعادت مند بھائی یعنی سیادت پناہ میر محمد نعمان کا مکتوب شریف وصول ہوا۔ ان مقدمات کا حضور جو آپ نے ترتیب دیے تھے۔ اور ان تنگدک کا مطلب جو آپ نے لکھے تھے۔ واضح ہوا لوگ آپ کو زمانہ کا مائل کہتے ہیں۔ پھر اس قسم کی باتیں اُس شخص کے ساتھ جس سے چارہ نہیں ہے درمیان لائی گئی



مناسب ہیں۔ جب کہ اس سے قطع نہیں کر سکتے اور وفاتِ وقت نہیں حاصل کر سکتے۔ باوجود ان باتوں کے خیال نہ کریں کہ اس قسم کی باتوں سے فقیر کے دل میں کسی قسم کا غبار کیا ہو جس کا انجام آزار ہو۔ چر جائے کہ بیزاری کی نوبت پہنچے۔ آپ کی خوبیاں انھوں کے سامنے ہیں اور آپ کی لغزشیں اعتبار سے ماحول ہیں کسی طرح اپنے دل کو پریشان نہ رکھیں۔ اور کسی وجہ سے اس طرف کا آزار تصور نہ کریں۔ کیونکہ کسی وجہ سے آزار واقع نہیں ہے۔ اور آزار کیسے تصور ہو۔ جب کہ آزار کا موجب منتفی ہے۔ وہ امور جو بشریت کے معاملہ سے بھول چوک سے سرزد ہوں موانعہ کے لائق نہیں ہیں۔ آزار کا وہم دل سے دور کر کے طریقت کی تعلیم دینے اور طالبوں کے فائدہ پہنچانے میں سرگرم رہیں۔ اور استخاروں کا حکم اس امر کی تاکید کے لیے ہے نہ کہ اس امر کی نفی کے لیے۔ کیونکہ جب شیطان لعین اور نفس بدترین اس مسکین کی گھات میں لگے ہوئے ہیں۔ تو پھر بڑی احتیاط اور تاکید سے کام لینا چاہیے، ایسا نہ ہو کہ حیلہ سے پھسلادیں اور اپنے ڈھکوسلوں اور فریبوں سے بُرائیوں کو نیکوں کی صورت میں ظاہر کریں۔

اوپر بزرگواروں نے فرمایا ہے کہ دشمن لعین جب طاعت و نصیحت کے رستہ سے اٹھے تو اُس کا دفع کرنا بہت مشکل ہے۔ پس ہمیشہ روتے اور التجا کرتے رہیں۔ اور بڑی عاجزی و نزاری کے ساتھ حق تعالیٰ سے دُعا مانگتے رہیں کہ اس راہ سے آپ کا خرابی اور استبدادِ مطلوب نہ ہو۔ استقامت کا طریق یہی ہے جو رسالتِ ابدی کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

دوسرے یہ امر ہے کہ فقر و نامرادی اس گروہ کا جمال اور حضرت سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتدا ہے۔ حضرت حق تعالیٰ اپنے گناہ گرام سے اپنے بندوں کی روزی کا مزدوار ہوا ہے اور ہم کو اور آپ کو اس مکرور و قدسے غارِ رخ گردیا ہے۔ جس قدر آدمی زیادہ ہوں گے اسی قدر بزرگ زیادہ ہوگا۔ آپ جیتے کے ساتھ حق تعالیٰ کی رضا مندی حاصل کرنے میں متوجہ ہوں۔ اور متعلقین کا فہم حق تعالیٰ کے کرم کے حوالہ کریں باقی ملاقات کے وقت۔

بعض یاروں نے جو اس طرف اُٹھے تھے ظاہر کیا کہ ابھی تک آزار کا وہم میرے دل میں متمکن ہے اس لیے تاکید اور بالعد سے لکھا گیا ہے کہ آزار کے وہم کو دور کر دیں۔

دوسرے یہ کہ ایک خط لکھا یا محمد قدیم کی طرف لکھا تھا، جو چند نصیحتوں پر مشتمل تھا۔ ظاہر ہوا کہ اس خط کا مضمون اس کی طبیعت کے موافق نہیں آیا۔ کیونکہ اس کا جواب نہیں دیا۔ اور دعا مانگے نہیں کی اُسے پسند نہ آئے تو نہ اُٹھے۔ وہ لوگ جو اس فقیر کے ساتھ نسبت رکھتے ہیں۔ اگر اُن کی غفلت اور غلطی انہیں نہ جتلائے اور حق کو باطل سے جدا نہ کرے تو اپنے دُعا سے کس طرح بری ہوگا اور آخرت میں کیا منہ

دکھائے گا۔ آپ اس سے کہہ دیں۔

میں آپ پر شرط بادلغ است با تو میگیرم

تو خواہ از منم پند گیر و خواہ ملال

میں شرط تبلیغ کے تحت — یہ کہ رہا ہوں تو خواہ میری باتوں سے نصیحت گیر ہو خواہ ملال کر۔

جاننا چاہیے کہ شیخ بخنے اور حق کی طرف تعلق کو دعوت کرنے کا مقام بہت ہی عالی ہے آپ نے سنا ہوگا کہ آنحضرتؐ فی توبہ کا لکھنے کا آیت ہے: "شیخ اپنی قوم میں ایسا ہے جیسے نبی اپنی امت میں"۔ ہر بے رسول کو اس بلند مرتبہ سے کیا مناسبت ہے۔

ہر گداٹے مرد میدان کے شود

پشتہ آخر سلیمان کے شود

ہر گداگر مرد میدان نہیں ہو سکتا۔ پھر آخر سلیمان کیسے بن سکتا ہے۔

احوال و مقامات کا مفصل علم ہونا اور مشاہدات و تجلیات کی حقیقت کا پہچاننا۔ اور کشف و الہامات کا حاصل ہونا۔ اور واقعات کی تعبیر کا ظاہر ہونا۔ اس بلند مقام کے لوازمات سے ہے۔ "ویدک و فہم آخروا القضاہ" اور ان کے بغیر بے فائدہ رنج و تکلیف ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ طریقت کے بزرگ و اقدس سرچشمہ میں مریدوں کو پیشتر اس کے کہ وہ مقام شفیق تک پہنچیں کسی مصلحت اور بہتری کے لیے ایک قسم کی اجازت دے دیتے ہیں۔ اور ایک طرح تجویز فرماتے ہیں کہ طلبوں کو طریقہ دکھائیں تاکہ احوال و واقعات پر اطلاع پائیں۔

اس قسم کی تجویز میں شیخ مقتدا کو لازم ہے کہ اس مرید کو نماز کو اس کام میں بڑی احتیاط سے کام کرنے کا حکم کرے اور تاکید کے ساتھ غلطی کے سوا کوئی ظاہر نہ کرے۔ اور بار بار ان کے نقص پر اطلاع دے۔ اور مبالغہ کے ساتھ ان کا ناقص ہونا ظاہر کر دے۔ اس صورت میں اگر شیخ حق کے ظاہر کرنے میں مستی کرے تو خیانت ہے۔ اور اگر مرید کو وہ باتیں بُری معلوم ہوں تو بدقسمت ہے۔ کیا نہیں جانتا کہ حق تعالیٰ کی رضا مندی شیخ کی رضا مندی سے وابستہ ہے۔ اور حق تعالیٰ کا غضب شیخ کے غضب پر موقوف ہے۔ اس پر

سلطہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے العود و المستود میں فرمایا کہ اس روایت کو وہابی نے البرافغ سے باسند وایت کیا نیز امام سیوطی نے جامع صغیر میں الحاف سے ذکر کیا۔ شیخ فی الجملہ کاتبی فی اعتبار ادا میں البرافغ سے بار لفظ نقل کیا شیخ فی الجملہ کاتبی فی اعتبار یاد ہے کہ اس حدیث کو زیادہ سے زیادہ ضعیف کہا جاسکتا جو روایات میں شمار نہ کرنا درست نہیں۔

سلطہ لہذا تعالیٰ کی رضا مندی مرشد کامل کی رضا مندی سے وابستہ ہے اور تعالیٰ کی ناراضگی شیخ کامل کی باقی و صغیر اور



کیا بلا پڑی وہ نہیں سمجھتا کہ ہم سے قطع کرنا اُس کو کہاں تک پہنچا دے گا۔ اور اگر ہم سے قطع کرے گا تو اور کس سے جائے گا۔ اور اگر غور و بات اس قسم کا کوئی امر اسی کے دل میں راہ پائیگا ہو۔ تو بے توقف اس کو کہہ دیں کہ تو بوجہ استغفار کریں اور حق تعالیٰ کی بارگاہ میں عاجزی اور زاری کرے گا اس ابتلا و فتنہ عظیم میں اس کو مبتلا نہ کرے اور اس خطرناک بلا و آزمائش میں اس کو گرفتار نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا احسان ہے کہ یاروں کی اس بے پردائی اور اضطراب کے کسی قسم کا خیال اور آزار فقیر کے دل میں داخل نہیں ہوا۔ اس سبب سے امید وار ہے کہ تمام کاموں کا انجام بخیر ہوگا۔ اور باقی احوال و اوضاع کو برابر مسادت مند مولانا صاحب رحمہ فاضل بیان کریں گے اور آپ بعض شبہوں کے مقام کو اس سے دریافت کر لیں گے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَلٰی مَا يَتَّبِعُ الْهُدٰى وَالْاَمْرُ مَتَابَعَةُ الْمُصْطَفٰى عَلَيْهِ وَعَلٰی اٰلِهِ وَ الطَّوْبَاتُ وَالنَّبِيِّلَاتُ اَمَّتْهَا وَاَقَمَتْهَا اور سلام ہو اس شخص پر جس نے ہدایت کا راستہ اختیار کیا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت کو لازم پکڑا۔

## مکتوب نمبر ۲۲۵

ملاطہر لاہوری کی طرف صادر فرمایا :-

اس بیان میں کہ وہ احوال جو دوسروں کو نہایت ہی میسر ہوتے ہیں۔ اس طریقہ طبع کے ابتداء میں میسر ہو جاتے ہیں۔ لیکن ہدایت میں نہایت مندرج ہونے کے طریق پر جو اس طریقہ طبع کے لوازم سے ہے اور اس قسم کے احوال کا ابتداء میں ظاہر ہونا اس بات کو مستلزم نہیں ہے کہ ایسے احوال والے کو کامل مکمل کیوں اور طریقت کے سکھانے کی اجازت دے دیں۔ اور اس کے مناسب بیان میں۔

تَحْمَدًا وَنَحْمَدُكَ عَلٰی نَبِيِّتِكَ وَنُسَلِّمُ عَلَيْكَ وَعَلٰی اٰلِكَ الْاَكْمَامِ اَرْهَمَ الشُّكِّ حَمْدُكَ تَعْلٰی ہوں اور اس کے نبی اور آپ کی آل بزرگ و اہل صلوة و سلام بھیجتے ہیں۔

آپ کے شریف خط پے در پے پہنچے۔ طالبوں کی ترقی اور ان کی اتذا و اور حقیقت کا حال پڑھ کر بہت ہی خوشی حاصل ہوئی۔

حاصل کلام یہ ہے کہ چونکہ اس طریق میں نہایت ابتداء میں مندرج ہے۔ اس لیے اس طریقہ طبع کے حیدر و باقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ ۵۱۸ ملاحظی پر مرقوم ہے۔ جو لوگ شیخ کامل کو بے بس اور بے اختیار جانتے ہیں انہیں اپنے اس اعتقاد کی اصلاح کرنی چاہیے۔

کو ابتدا میں اس قسم کے احوال ظاہر ہوتے ہیں اور جوتہیوں کے احوال کے ساتھ بیان مکمل مشابہ ہوتے ہیں کہ ان دونوں قسم کے احوال کے درمیان سوائے عادت کے جس کی نظر بصیرت تیز ہو کوئی فرق نہیں کر سکتا۔ پس اس لحاظ سے احوال کے حاصل ہونے کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ ایسے احوال والے کو طریقہ سکھانے کی اجازت نہ دینی چاہیے۔ کیونکہ اس صورت میں طالبوں کے ضرر کی نسبت اس کا اپنا بڑا ضرر ہے۔ ممکن ہے کمال کا خیال کر کے ترقی سے رک جائے۔ یا جاہ و ریاست کے حاصل ہونے سے جو مقام ارشاد کے لیے ضروری ہے فتنہ میں پڑ جائے۔ کیونکہ اس کا نفس بارہ بھی اپنے کفر کی حالت پر ہے۔ اور اس کا تزکیہ نہیں چاہیے خیر جو کچھ ہو سو ہو۔ جن لوگوں کو آپ نے اجازت دی ہے انہیں نرمی اور محبت سے سمجھا دیں کہ اس قسم کی اجازت کمال پر مبنی نہیں ہے۔ ابھی بہت کام درمیش ہے اس قسم کے احوال جو ابتدا میں ظاہر ہوتے ہیں۔ بدایت میں نہایت مندرج ہونے کی قسم سے ہیں۔ اور جو نصیحتیں مناسب چاہیں عمل میں لائیں۔ اعلان کے نقص پر ان کو اطلاع بخشیں۔ اور چونکہ آپ نے ان کو اجازت دے دی ہے اس لیے طریقہ سکھانے سے ان کو منع نہ کریں۔ شاید آپ کی توجہ کی برکت سے مقام ارشاد کی حقیقت تک پہنچ جائیں۔

دوسرے یہ ہے کہ جب آپ نے اس عظیم القدر کام کو شروع کیا ہے تو مبارک ہے۔ اس کام میں بڑی سعی و کوشش بجالائیں۔ اور بڑے سرگرم رہیں تاکہ طالبوں کی زیادہ سے زیادہ ترقی کا باعث ہو۔ والسلام

## مکتوب نمبر ۲۲۶

اس بیان میں زندگی کی فرصت بہت کم ہے اور ہمیشہ کا غلاب اس پر مرتب ہے اور اس کے مناسب امور کے بیان اپنے حقیقی بھائی میاں شیخ محمود و دو کی طرف لکھا ہے :-

میرے عزیز بھائی! کا خط پہنچ کر خوشی کا موجب ہوا۔ اسے بھائی اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم کو توفیق دے۔ زندگی کی فرصت بہت مختصر ہی ہے۔ اور ہمیشہ کا غلاب اس پر آئے والا ہے۔ بڑے انسوس کی بات ہے کہ کوئی اس فرصت کو یہودہ امور کے حاصل کرنے میں صرف کرے اور ہمیشہ کا رنج و الم خریدے۔

اسے بھائی! لوگ دور دور سے دنیاوی اسباب کو چھوڑ کر مودہ طبع کی طرح آہستہ ہیں اور تم اپنے ملک کی دولت کی قدر نہ جان کر دنیا کیسے کی طلب میں بڑے مزے سے باہر دوڑ رہے ہو اور بڑے شوق



سے اس کے حاصل کرنے کے خواہاں ہو :

اَلْحَيَاةُ مِنَ الْاِيْمَانِ - عیار ایمان کی شاخ ہے ۔

عَدِيْثُ بَنِي مَدِيْنَةِ الصَّلَاةِ وَالسَّلَامِ -

اسے بھائی ! اہل اللہ کا اس طرح اکٹھا ہونا ۔ اور اس طرح اللہ فی اللہ کی جمعیت جو آج سر ہند میں مقیم ہے ۔ اگر تمام جہان کے گرو پھر تو بھی معلوم نہیں کہ اس دولت ستواں حصہ بھی کیسے پاسکو ۔ اور اس ماجرا و کیفیت کا کچھ حصہ حاصل کر سکو ۔ تم نے اس دولت کو مفت لائق سے کھو دیا اور قیمتی موتیوں کو چھوڑ کر پتوں کی طرح اخروٹ و منقہ پر کفایت کی وجہ

خرمت بادا ہزار شرمست بادا

تمہیں ہزار بار شرم کرنا چاہیے ۔

اسے بھائی ! آئندہ وقت تک شاید فرصت نہ ویں ۔ اور اگر دیں بھی ۔ تو اس قسم کے اجتماع کو قائم نہ رہنے دیں ۔ تو پھر کیا علاج ہوگا ۔ اور کس طرح تدارک ہو سکے گا ۔ اور کس چیز سے تلافی حاصل ہوگی ۔ تم نے خطا کی ہے اور غلط سمجھے ہو ۔ جو ب و شیشویں قسموں پر فریفتہ نہ ہو جاؤ اور قیمتی اور آراستہ کپڑا پر دھوکا نہ کھا جاؤ ۔ ان کا بیجو دنیا و آخرت میں حسرت و ندامت کے سوا کچھ نہیں ۔ اہل و عیال کی ضمانت کے لیے اپنے آپ کو مصیبت میں ڈالنا اور آخرت کا عذاب اختیار کرنا عقل دور اندیش سے دور ہے ۔ حق تعالیٰ تم کو عقل دے اور آگاہ کر دے ۔

اسے بھائی ! دنیا بے غائی میں ضرب المثل ہے ۔ اور اہل دنیا خست اور کینہہ بن میں مشہور ہیں ۔ پھر بڑے افسوس کی بات ہے کہ انسان اپنی قیمتی عمر کو اس بے وفا اور کینہی کے لیے خرچ کرے :

مَا عَلَى الرَّسُولِ اِلَّا الْبَلَاغُ - تادم کا کام مکمل پہنچا دینا ہے ۔ والسلام

## مکتوب نمبر ۲۲۷

بعض ان پند و نصائح کے بیان میں جو مقام شریفی اور تکمیل سے متعلق رکھتے ہیں ۔ غلط طور پر لکھی

کی طرف گمراہ ہے :-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اسْتَخْلَفُوْا - تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اور اس کے برگزیدہ

سلسلہ بخاری و مسلم شریف بروایت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔

بندوں پر سلام ہو۔ آپ کا مکتوب شریف پچھنچا خوشی کا موجب ہوا۔ اور یاروں کے التذاذ اور صلوات کا حال پر کچھ کر نہایت ہی فرحت حاصل ہوئی۔

اے بھائی! حق تعالیٰ نے آپ کو یہ منصب عطا فرمایا ہے اس نعمت کا شکر پوری طرح ادا کریں اور محافظت کریں کہ کوئی ایسا امر صادر نہ ہو جو مخلوقات کی نفرت کا باعث ہو۔ کیونکہ اس میں بڑی خرابی ہے۔ خلق کی نفرت اس فحاشی گروہ کے حال کے مناسب ہے جن کا دعوت امدیہ شیعی سے کچھ واسطہ نہیں ہے بلکہ ملامت کا مقام شیعی کے مقام کے برخلاف ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ان دونوں مقام کو آپس میں ملاویں اور میں شیعی میں ملامت کی آرزو کریں کہ یہ بڑے ظلم کی بات ہے۔ اور مریدوں کی نظر میں اپنے آپ کو متحمل یعنی رعب و واب سے آراستہ پیراستہ رکھیں۔ اور مریدوں کے ساتھ کثرت سے میل جول اور انس اقیاناً نہ کریں کہ خفت اور سبکی کا موجب ہے اور افادہ اور استفادہ کے منافی ہے۔ اور حدود شرعیہ کی اچھی طرح محافظت کریں۔ اور جہاں تک ہو سکے دست پر عمل کریں کہ یہ بھی اس طریقہ علیہ کے منافی اور سنت سنیت کی تابعداری کے دعوئے کے خلاف ہے۔

ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ **رِیَاضَةُ الْعَالَمِیْنَ خَلْقُ قُلُوبٍ وَخَلَاصُ الْعَالَمِیْنَ** عارفوں کا ریاضہ یوں کے اخلاص سے بہتر ہے۔ کیوں کہ عارفوں کا ریاضہ بالیوں کے دلوں کو حق تعالیٰ کی پاک بانگاہ کی طرف کھینچنے کے لیے ہوتا ہے۔ پس ضرور مریدوں کے اخلاص سے بہتر ہوگا۔ اور نیز عارفوں کے اعمال بالیوں کے ایسا اعمال بجالانے میں موجب تقلید ہیں۔ اگر عارف خود عمل نہ کریں تو طالب محروم رہیں گے۔ پس عارف اس واسطے ریا کرتے ہیں۔ تاکہ طالب ان کی اقتدا کریں۔ یہ ریا عین اخلاص ہے۔ بلکہ انس و اخلاص سے بہتر ہے جو اپنے نفع کے لیے ہو۔

اس بات سے کوئی شخص یہ گمان نہ کرے کہ عارفوں کے عمل محض بالیوں کی تقلید کے لیے ہیں۔ اور عارفوں کو عمل کی حاجت نہیں ہے۔ بقولہ **بِالْمَنَاسِبِ** مناسبات یہاں مذکور ہے۔ بلکہ عارف اعمال کے بجالانے میں عام طالبیوں کے ساتھ برابر ہیں۔ اور اعمال کے بجالانے سے کسی کو چارہ نہیں ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ بسا اوقات عارفوں کے اعمال میں طالبیوں کا نفع مد نظر ہوتا ہے جو تقلید پر ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے اس کو ریا کہتے ہیں۔

غرض قول و فعل میں بڑی محافظت کریں کیوں کہ اس زمانہ میں اکثر لوگ فساد و ہنگامہ کے درپے ہیں۔ کوئی ایسا کام سر نہ نہ ہونے پائے جو اس مقام کے منافی ہو۔ اور جاہل لوگوں کو بزرگوں کے طعن کا موقع مل جائے۔ اور حضرت حق تعالیٰ سے استقامت طلب کرتے رہا کریں۔



دوسرے یہ ہے کہ آپ نے مشائخ کی نسبتوں کے حاصل ہونے کے بارہ میں لکھا تھا۔ اس کی وجہ  
کئی دفعہ درج ہوئی آپ سے بیان ہو چکی ہے۔ اس کے سوا اور کچھ نہ سمجھیں کہ اس میں غیریت نہیں ہے  
اس سے زیادہ کیا لکھا جاوے۔ والسلام

## مکتوب نمبر ۲۲۸

بعض نصیحتوں کے بیان میں جو مقام تکمیل اور تعلیم طریقت سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور ان کے سبب  
امور کے بیان میں میرنماں کی طرف لکھا۔

میرے بھائی سیادت پناہ کا مکتوب پہنچا خوشی کا باعث ہوا۔ اسے بھائی کئی دفعہ کہے  
کہا گیا ہے کہ اس طریق کا مدار دو اصولوں پر ہے۔

ایک شریعت پر اس حد تک استقامت اختیار کرنی کہ اس کے چھوٹے چھوٹے آداب کے  
ترک پر بھی راضی نہ ہوں۔

دوسرے شیخ طریقت کی محبت اور اخلاص پر اس طرح واضح اور ثابت قدم ہوں کہ اس پر  
کسی قسم کا اعتراض نہ کریں۔ بلکہ اس کے تمام حرکات و سکنات سرِ بیک کی نظر میں نہ رہا اور محوِ ثواب نہ رہا۔  
خدا محفوظ رکھے کہ ان امور میں سے جو ان دو اصولوں کے متعلق ہیں کسی امر میں خلل واقع نہ ہو اور اگر  
اللہ کی مہربانی سے یہ دو اصل درست ہو گئے۔ تو دنیا و آخرت کی مساوت فقہ و وقت ہے۔ اور بھی بہت  
نئی نصیحتیں اور حقیقتیں آپ کے کانوں تک پہنچ چکی ہیں۔ ان کو مد نظر رکھنے میں بڑی احتیاط کریں اور  
بڑی عاجزی اور ندامت سے پہلی کوتاہیوں کا تدارک کریں۔ اور رمضان شریف کے اخیر عشرہ کا احتکاف  
جو ایک دفعہ آپ سے ترک ہو گیا تھا۔ اس کی قضا کی نیت پر اس ذی الحج کے عشرہ میں احتکاف نہ ہٹیں  
ساکر اس نیت سے سنت پر عمل کر سکیں۔ اور اس عشرہ احتکاف میں گریہ و زاری اور ہجر و یاس سے اپنی  
تفسیریں اور کوتاہیوں کی غلط خواہی کریں فقیر بھی ان شاء اللہ اس عشرہ میں آپ کی مدد کرے گا۔

اجازت نامہ کے لکھنے میں جو آپ اس قدر جفا اور کوشش کر رہے ہیں۔ اس سے آپ کا تشکر  
کیا ہے۔ طریقہ تعلیم کرنے کی اجازت جو آپ کو دی گئی ہے، اگر وہ کافی نہیں ہے تو اجازت نامہ کیا  
کرے گا۔ یہ لازم نہیں کہ جو کچھ دل میں گزرے اسی کے واسطے کوشش کرنے لگ جائیں۔ کئی ایسی باتیں  
دل میں گزرتی ہیں جن کا ترک کرنا بہتر اور مناسب ہوتا ہے۔ نفس بڑا ضدی ہے جس امر کو اختیار کرنا ہے

اس کے پورا کرنے کے لیے بھی پڑ جاتا ہے اور اس کے سعی و باطل ہونے کا لحاظ نہیں کرتا۔ یہ چند باتیں آپ کی خاطر مکتبی گئی ہیں۔ حق تعالیٰ آپ کو نفع دے۔ بھائی صاحب اپنے کام کا فکر کرنا چاہیے تاکہ جان سے دیکھنا سلامت لے جائیں۔ اجانت نامہ اور دیگر کچھ کام نہیں آئیں گے۔ ہاں اپنے کام کے ضمن میں اگر کوئی شخص سچی طلب سے آجائے تو اس کو طریقہ لکھا دیں۔ نیز کہ طریقت کی تعلیم کو اپنے کام کا اصل خیال کریں اور اپنے معاملہ کو اس کے تابع بنادیں کہ اس میں سراسر ضرر اور خسارہ ہے۔

## مکتوب نمبر ۲۲۹

میرزا سام الدین احمد کی طرف صادر فرمایا۔

اس بیان میں کہ ہمارا طریق بعینہ حضرت ایشاں قدس سرہ کا طریق ہے اور ہمدانی نسبت ہی نسبت ہے۔ لیکن صانعیت کا کامل ہونا اور نسبت کا تمام ہونا نسبت سے ٹکروں کے ملنے اور بہت سی نظروں کے پڑنے اور پھلے آسنے پر موقوف ہے۔

الحمد لله. وسلام على عباده الذين  
تمام توفیق اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور اس کے  
برگزیدہ بندوں پر سلام ہو۔

آپ کے مکتوب شریف جو اپنے محترم مشائخ کے نام لکھے ہوئے تھے اپنے درجے پہنچ کر بڑی خوشی اور نیا وہ محبت کا باعث ہوئے۔ بجز اللہ سبحانہ عطا کثیرہ انجیرا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمدانی طریق سے جڑائے فرمادے۔

مجلہ طرہ پر بعض شبہات و تردیدات جو آپ نے لکھے تھے۔ ان کا جواب یہ ہے کہ ہمارا طریق وہی حضرت ایشاں یعنی حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کا طریق ہے۔ اور ہمدانی نسبت انحضرت ہی کی شریف نسبت ہے۔ اس طریق سے بڑھ کر عالی اور گونا گونا طریق ہے۔ اور اس نسبت سے زیادہ بہتر اور مناسب اور کوئی نسبت ہے کہ کوئی اس کو اختیار کرے۔

اصل بات یہ ہے کہ ہر صانعیت کی تکمیل اور بہ نسبت کی تمیز مختلف ٹکروں کے ملنے اور بہت سی نظروں کے پڑنے پر منحصر ہے۔ مثلاً وہ جو جو سیبویہ کے زمانہ میں تھی۔ وہ اب متاخرین کے ٹکروں کے ملنے سے دو چند زیادہ ہو گئی ہے۔ اور یہ علم بہت کامل اور صاف ہو گیا ہے۔ حالانکہ یہ وہی سیبویہ کی نحو ہے جس کو متاخرین کے ٹکروں نے پہلے کی نسبت زیادہ آراستہ پیراستہ



کر دیا ہے۔

شیخ علاء الدین قدس سرہ کا مقولہ آپ کے مبارک کانوں تک پہنچا ہو گا۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ غلطی اور وسیلہ جس قدر زیادہ ہوگی اسی قدر سستہ زیادہ نزدیک اور روشن ہو گا۔

اس نسبت علیہ پر اس قسم کی زیادتی نے جو آراستگی اور پیرائگی کے طور پر پیدا ہو گئی ہے بہت لوگوں کو تخیلات میں ڈال رکھا ہے۔ اصل معاملہ یہ ہے جس میں تکلف اور بناوٹ کو دخل نہیں۔

آپ اس فقیر کے مکتوبات اور رسالوں کو دیکھیں کہ اس طریق کو اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کا طریق ثابت کیا ہے۔ اور اس نسبت کو سب نسبتوں سے بڑھ کر محل بیان کیا ہے۔ اور اس طریق عالی اور اس طریق کے بزرگواروں کی تعریف اور مدح اس طرح پر کی ہے کہ اس بزرگ خاندان کے خلفائے میں سے کسی کو اس کا سوال حقہ بیان کرنے کی توفیق حاصل نہیں ہوئی اور نیز یہ فقیر و زمرہ اور نشت و برخواست میں اس طریق کے آداب و لوازم کی رہایت پورے طور پر کرتا ہے۔ اور سرخو مخافت اور غی بات کو پسند نہیں کرتا بڑے تعجب کی بات ہے کہ آپ نے یہ سب ہنر نظر انداز کر دیے ہیں اور اگر بالفرض آزاد کے دونوں میں بعض یا دونوں کی نسبت کلمہ و کلام میں کوئی نامناسب بات کہی گئی ہو اور آپ کی نظر میں آئی ہو۔ تو پھر بھی تعجب ہے کہ آپ اس قسم کی باتوں کا یقین کر لیتے ہیں اور صرف اس کو آپ سے باہر ہو جاتے ہیں اگر حسن ظن ہے تو کیا اسی جماعت سے مخصوص ہے یا شاید میں ہی حسن ظن کے قابل نہیں ہوں۔

الفرض اگر گفت و شنود پر ہی ملامت ہے۔ تو پھر جھگڑوں کے ہاتھ سے خلاصی ناممکن ہے اور خلاص کی کوئی توقع نہیں ہے۔ آپ گفت و شنود سے دور گرد کر میں اور گزشتہ امور کو یاد میں نہ لائیں۔ تاکہ اخلاص متصور ہو، اور پرانی تکلفت رفع ہو جائے۔

آپ نے لکھا تھا کہ حضرات پیرزاؤں کی تربیت کا وقت آگیا ہے۔ اور حضرت ایشاں قدس سرہ کی وصیت کو یاد دلایا تھا۔

اسے میرے مخدوم و مکرم! اس میں خاموشی کی سادت ہے کہ اپنے مخدوم زادوں کی خدمت سے لکھا میاں ہوں۔ لیکن اس وقت میں ملامت کا وقتوں کے باعث ظاہری خلعت سے دور رہا۔ اور وصیت کے وقت کے آنے کا انتظار کرتا رہا۔ اور اب اگر آپ جانتے ہیں کہ کوئی مانع نہیں ہے، اور گفت و شنود کا راستہ بند ہو گیا ہے۔ تو فرمایاں تاکہ بندہ چند روز اگر اس خدمت میں مشغول رہے اور اگر اچھی طرح ملاحظہ کرتا ہے تو جانتا ہے کہ اس کام میں صرف وصیت کا حکم بجا لانا مقصود ہے ورنہ آپ کی ظاہری باطنی تربیت ان کے لیے کافی ہے کسی اور کی حاجت نہیں۔

دوسرے یہ ہے کہ ہر آدم مولانا عبد اللطیف فرماتے تھے کہ میں محمد طبع نے جنت محمدیہ کا زادہ کی فکر کیا  
تعلیم و تربیت کو اپنے دماغ سے لیا ہے اور آپ نے بھی اس بات کو پسند فرمایا ہے۔ اس بات کو سن  
کر بہت تعجب ہوا۔ اور اگر وہ اپنی ناساتی کے باعث اس بارہ میں کچھ خیال کرے تو خیر۔ مگر آپ کیسے  
تجزیہ کرتے ہیں۔ مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ ایسا نہ ہو کہ میں محمد طبع کا آزاد کسی اور جگہ سرایت کر جائے۔

## مکتوب نمبر ۲۳

شیخ یوسف برکی کی طرف سے دریافت کیا:

جنت بندہ لکھنا اور اس چیز پر جو حاصل ہو کفایت نہ کرنے میں بلکہ جو کچھ معلوم و مشہود ہو اس  
کی نفی کرنے اور مشہود و یقین دہندگان کے ثابت کرنے میں جو دید و دانش سے باہر ہے۔  
لَا حُجْمَ لَكَ يَا هَاجِرُ وَلَا يَكْفِيكَ الْقَوْلُ قَوْلُكَ يَا هَاجِرُ قَوْلُكَ يَا هَاجِرُ قَوْلُكَ يَا هَاجِرُ  
قَامَ تَرْفِيسُ الشَّعَالِ كَيْ يَكُونَ قَوْلُكَ يَا هَاجِرُ قَوْلُكَ يَا هَاجِرُ قَوْلُكَ يَا هَاجِرُ  
مُنْدُوں پر سلام ہو۔

آپ کے بزرگ احوال میں بالوں نے آپ کے گھنے کے مطابق بتائے اور ان کی حقیقت دریافت فرمائی  
اس لیے چند کلمے لکھے جاتے ہیں۔

میرے محمدیہ! اس قسم کے احوال ابتدائی مراتب میں اس راہ کے مبتدیوں کو بہت حاصل ہوتے  
ہیں۔ لیکن ان کا کچھ اعتبار نہیں کرتے۔ بلکہ ان کی نفی کرتے ہیں۔ واصل کیا اور نہایت کونسی شاعر:

كَيْفَ الْوُضُوءُ إِلَى سَعَادَةٍ وَدُخَانٍ

قُلَّ الْيَمَانُ وَدُخَانُ حَيَوَاتٍ

سعاد مشوقہ تک پہنچنا کس طرح ممکن ہے جب کہ اس کے اور میرے درمیان پہاڑوں کی جند چوٹیاں اور  
ان کے درمیان نشیب و فراز واقع ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہے کیف اور بے مثل ہے۔ اور جو کچھ دید و دانش اور مشہود و مکتشف میں آئے اس کا غیر ہے  
حق سبحانہ و تعالیٰ اس سے ولاء و الراء ہے۔ آپ اس راہ کے جزو و مویزہ (معمولی چیزوں) پر پھول کی  
طرح ہرگز فرقیستہ نہ ہو جائیں۔ اور نہایت گہرا پائین پر مغرور نہ ہوں۔ اور احوال و واقعات کو ناقص و شائع  
میں پاس ظاہر نہ کریں۔ کیونکہ نگریہ اپنی سمجھ کے موافق قصور سے کو بہت خیال کرتے ہیں اور بدایت کو نہایت شمار  
کرتے ہیں پس طالب مستعد اپنے کمال کے خیال میں پڑتا ہے۔ اور اس کی طلب میں غمزدہ رہتا ہے۔



شیخ کامل کی تائید کرنی چاہیے۔ اور اپنے باطنی امراض کا علاج اس سے کرنا چاہیے۔ اور جب تک شیخ کامل نہ پائے گا ان احوال کو لا کے نیچے لاکر نفی کریں اور معتد حق کا جو بیچون و بیچلون سہائبات کریں۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ جو کچھ دیکھا گیا اور سنا گیا اور جانا گیا یہ سب اس کا غیر ہے مگر لا سے اس کی نفی کرنی چاہیے۔ آئندہ جو کچھ نظر آ رہا ہو اس کی نفی بھی کریں کہ وہ حق تعالیٰ دروازہ الوداد ہے۔ اور اثبات کی بابت میں مگر مستثنیٰ کے منکلم کے سوا کچھ باتھ میں نہ ہو۔ اس طریقہ کی طرف توجہ کے بزرگواروں کا طریق ہی ہے۔

سلام ہو اُس شخص پر جو ہدایت کی راہ پر چلا اور  
حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات  
کو لازم پکڑا۔

وَاللَّهُ كَرِيمٌ  
مُتَابِعَةُ الْمُصْطَفَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْإِسْلَامِ  
وَالْغُلَامَاتِ أَتَاهَا وَأَتَاهَا كَمَا كُنَتْ.

## مکتوب نمبر ۲۳

میر محمد نعمان کی طرف صادر فرمایا :

چند سوالوں کے جواب میں جواب سے کیے گئے تھے اور جن میں پوچھا گیا تھا کہ رسول اور نبیوں کے درمیان کیا فرق ہے۔ اور وہ اسما و انبیا علیہم السلام کے تعینات کے مبادی ہیں۔ اولیائے تعینات کے مبادی میں وہی اسم ہیں یا نہیں۔ اور اگر ہیں تو کیا فرق ہے۔ اور آپ پوچھا گیا تھا کہ مشائخ نقشبندیہ اگر ہرے منع کرتے ہیں کہ یہ بدعت ہے حالانکہ ذوق و شوق بخت تاتا ہے۔ اور چیزوں سے جو آنحضرت کے زمانہ میں تھیں۔ مثلاً لباس فرنی اور شال اور سراويل سے کیوں منع نہیں کرتے۔  
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
ہم اللہ کی حمد کرتے ہیں اور نبی اور اُس کی آل  
بزرگوار پر صلوٰۃ والسلام بھیجتے ہیں۔  
وَعَلَى آلِهِ السَّلَامُ

آپ کے دو مکتوب شریف پے در پے پہنچے۔ پہلا مکتوب تو سوز و غم اور اضطراب کی خبر دیتا تھا۔ لیکن دوسرا مکتوب اس سے طوغم اور شوق و سرگرمی سے بھرا ہوا تھا۔

میر سے دوست آپ نے اس وقت جب کہ میر سعد الدین دغانہ ہوشیہ خط کا جواب طلب کیا تب وہ اس وقت یہاں تک بے دماغ اور مقبوض تھا کہ اپنے ہاتھ سے خط نہ لکھ سکتا تھا۔ مولانا یار محمد جدید کو لکھنے کے لیے کہا۔ بے دماغی کے وقت اگر کوئی نامناسب لکھ لکھا گیا تو موصاف فرمائیں آپ کو یہاں سے

کہ مکتوبی سی بات سے نہ بگڑ جائیں اور معاملہ کو دہم پر ہم نہ کریں۔ خدا نہ کرے کہ کسی قسم کا ازار درمیان ہو یا رنجش و دروغرافی کے باعث کچھ لکھا جائے۔ ہاں اگر نصیحت کے طور پر کچھ لکھا جائے تو خوش حال ہونا چاہیے۔

آپ کے دوسرے خط نے بہت ہی خوش کیا۔ حواست ہر کام میں درکار ہے۔ پُر مژدگی اور فزول و شمنوں کے نصیب ہو۔

آپ نے لکھا تھا کہ حصول اور وصول کے درمیان جو فرق ہے وہ سمجھ میں نہیں آتا۔ اسے بھائی حصول باوجود قید کے مقصود ہے اور وصول متعدد و دشوار ہے۔ مطلقاً جب ہم صورت محصورہ سے قفس کرتے ہیں تو کہہ سکتے ہیں کہ مطلقاً ہمارا ہی قوت مدد میں حاصل ہے۔ لیکن مطلقاً کچھ حصول ثابت نہیں ہے۔ کیوں کہ حقیقت جو مزید ثانی میں اُس شے کے ظہور سے مراد ہے۔ اس شے کے حصول کی ممانی نہیں ہے۔ لیکن شے کا وصول حقیقت کی تاب نہیں لاسکتا۔ پس دونوں کے درمیان فرق معلوم ہو گیا۔

اور نیز آپ نے پوچھا تھا کہ وہ اسماء جو انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے تعینات کامبدہ ہیں اور ہی اسماء اولیا کے تعینات کالکھی مبدہ ہیں یا نہیں اور اگر ہیں تو کیا فرق ہے۔

اسے عزیز! انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے تعینات کے مبادی ان اسماء کے کلیات ہیں اور اولیا کے تعینات کے مبادی ان اسماء کی جزئیات ہیں جو ان کلیات کے تحت میں مندرج ہیں۔ اور ان اسماء کی جزئیات سے مراد وہی اسماء ہیں جو قیود میں سے کسی عقیدہ کے ساتھ مانع ہیں۔ جیسے کہ کسی شے کیساتھ ارادہ ہے قیاد ارادہ مقید ہوتا ہے۔ اور چونکہ اولیا کو انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی متابعت کے باعث ترقی واقع ہوتی ہے۔ اس لیے اس قید کو دور کر کے مطلق کے ساتھ مل جائے گا۔ فقیر نے اس فرق کو اپنے بعض مکتوبات میں مفصل ذکر کیا ہے۔ وہاں سے ملاحظہ کر لیں۔

نیز آپ نے پوچھا تھا کہ ذکر جبر سے منع کرتے ہیں کہ بدعت ہے حالانکہ ذوق و شوق بخشتا ہے۔ اور اور چیزوں سے جو آنحضرت علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں نہ تھیں مثل لباس فرجی اور شال اور سراویل سے کیوں منع نہیں کرتے۔

میرے مخدوم! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عمل و مخرج یہ ہے۔ ایک عبادت کے طریق پر دوسرا عرفان اور عبادت کے طریق پر۔ وہ عمل جو عبادت کے طریق پر ہے اس کے خلاف کرنا بدعت منکرہ جانتا ہوں اور اس کے منع کرنے میں بہت مبالغہ کرتا ہوں کہ یہ دین میں نئی بات ہے اور وہ مردود ہے۔



اور وہ عمل جو معرفت و عبادت کے طور پر ہے اس کے خلاف کو بدعت منکرہ نہیں جانتا۔ اور نہ ہی اس کے منع کرنے میں مبالغہ کرتا ہوں کیونکہ وہ دین سے تعلق نہیں رکھتا۔ اس کا ہونا یا نہ ہونا معرفت و عبادت پر مبنی ہے نہ کہ دین و مذہب پر کیونکہ بعض شہروں کا معرفت بعض دوسرے شہروں کے عرف کے برخلاف ہے۔ اور ایسے ہی ایک شہر میں زمانوں کے تفاوت کے اعتبار سے عرف میں تفاوت ظاہر ہے البتہ عادی سنت کو مد نظر رکھنا بھی بہت سے ناکدوں اور سداوتوں کا موجب ہے۔

لَقَدْ شَهِدْنَا اللَّهَ مَا يَأْتِي الْخَلْقَ عَلَى مَثَابِعَ سَيِّدِ الْمُسْلِمِينَ      اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو حضرت  
عَلَيْهِمُ وَعَلَيْكُمْ دَعَى تَابِعِي قَبْلِ قَبْلِ الْقَدَرِ أَقْضَاهَا      سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم  
وَمِنْ التَّحِيَّاتِ أَقْضَاهَا      والسلام کی متابعت پر ثابت قدم رکھے۔

## مکتوب نمبر ۲۳۲

دنیا کیسے کی حقیقت اور اس کی ردی نیربائش کی بُرائی اور اس کیسے دنیا کی محبت کے دور

کرنے کے علاج اور مناسب امور کے بیان میں اعلیٰ مقام کی وضاحت فرمایا:

حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طیفیل ناپسندیدہ کینہ  
دنیا کی حقیقت اور اس کی ردی نیربائش اور صحیح دھج کو آپ کی نظر بصیرت میں منکشف کر کے آخرت  
کے حسن و جمال کو ہمیشہ تلوں اودمان کی شہروں کی ترقی و ترقی اور ان میں پروردگار جل شانہ کے دیدار کی زیادتی  
کے ساتھ جلوہ گر کرے۔ تاکہ اس جلدی دور ہو جانے والی بُری دنیا کی طرف سے بے رغبتی حاصل ہو جائے  
اور نپردہ علم پر عالم بقا کی طرف جو مولیٰ جل شانہ کی رضا کا مقام ہے توجہ مبصر ہو جائے۔ اور جب تک  
اس کینہ کی بُرائی واضح نہ ہو اس کی قید سے نکلتا مشکل ہے۔ جب تک اس کی قید سے خلاصی نہ ہو تب  
تک آخرت کی نجات اور بچاؤ دشوار ہے:

حُبُّ الدُّنْيَا سَأْسَأٌ لِّكُلِّ حَيِّطَةٍ  
دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے۔

مشہور اور دماغی ہولی بات ہے۔ اور چونکہ علاجِ ضد سے ہوتا ہے اس لیے اس کینہی دنیا کی محبت دور کرنے  
کا علاج امورِ آخرت میں رغبت کرنے اور شریعت روشن کرنے کے احکام کے موافق اعمالِ صالحہ بجالانے پر  
وابستہ ہے۔ حق تعالیٰ نے دنیا کی زندگی کو پانچ بلکہ چار چیزوں پر منحصر کیا ہے اور فرمایا ہے:

سَلَامٌ دَرِينِ اَوْرِ مَقْلٰی نَعْتَبُ الذِّمَّانِ مِّنْ رَّوَايَتِہٖ۔ مشکوٰۃ شریف۔





شَهِدْنَا اِنَّكَ عَلَىٰ مَا جَاءَكَ بِهٖ بِخَبْرٍ لَّا يَـُٔوۡدُكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍۭ عَـٰلِمٌ ۝۱۰۷  
عَلَيْهِ وَعَلَىٰ اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ مِنْ الصَّلٰوةِ اَنْتُمْ سَابِقُوۡنَ ۝۱۰۸  
وَمِنَ النَّبِیَّاتِ اَنْتُمْ سَابِقُوۡنَ ۝۱۰۹

میں ثابت قدم رہے۔

حضرت خواجہ قدس سرہ کے عرس شریف کے دنوں میں وہی حاضر ہو کر ارادہ تھا کہ آپ کی خدمت عالی میں بھی پہنچے کہ اسی اثنا میں کربچ کی خبر پھیل گئی۔ اس لیے توقع کر کے چند ٹوٹے پھوٹے کھوں سے آپ کو تکلیف دی گئی ہے۔ فقیر خواہ حضور میں ہو خواہ نیست میں ہر دم آپ کے لیے دعا گو ہے، اگر اللہ تعالیٰ آپ کے ہر نامناسب اور لائق امر سے سلامت رکھے۔ بعض اوقات غیر خواہی کا قلم اس بات پر آمادہ کرتا ہے کہ اللہ ان کی خدمت کو اختیار کر کے ان چیزوں سے جو آپ کی بلند نگاہ کے لائق نہیں تا کید و مبالغہ کے ساتھ آپ کو ان سے منع کرے اور مجلس شریف میں نا اہلوں کو نہ رہنے دے۔ لیکن جانتا ہے کہ سب امیدیں حاصل نہیں ہوتیں ناچار آپ کے حق میں ثابتانہ دعا سے تمیز بان رہتا ہے۔ شاید قبول ہو جائے۔

حضرت خواجہ امیر اہل قدس سرہ اپنی بزرگی اور کلائی کی نسبت فرمایا کرتے تھے کہ ہر چند یہ کھڑے کر کوئی ایسا بڑا ہو جائے کہ اگر وہ برہم ہو جائے تو تمام جہان برہم ہو جائے۔ لیکن کیا کیا جانتے کہ ہم کو ہماری مصلحت کے بغیر بڑا بنایا ہے۔

آج اس قسم کی زندگی اور کلائی نزدیک ہے کہ آپ کی خواب کے بارہ میں صادق آئے۔ کیونکہ آپ مخلوقات کے آرام میں ہیں اور مخلوقات آپ کے آرام میں۔ یہی وجہ ہے کہ لوگوں کی طرف سے آپ کے لیے دعا کے غیر بارش کی طرح برس رہی ہے۔ جو عام مخلوقات کو فائدہ مند ہے۔ پھر افسوس ہے کہ باوجود اس قدر کلائی اور بزرگی کے دار خشخاش کے برابر غالی ہو کر رہ جائے۔ اور یہ داد خشخاش دوستوں اور غیر خواہوں کے دل پر بڑا بھاری بوجھ ہے۔ مہربانی فرما کر ان کو اس بوجھ سے ہلکا کریں۔ مدت ہوئی ہے کہ اس غیر خواہ نے اس بات کی نسبت کچھ نہیں لکھا کہ ایسا نہ ہو کہ تکرار و مبالغہ گراں معلوم ہو۔

یار نازک بدن نہ رہو اسے رنج

جمو گل برگ زامییب صبا سے رنج

میرزا نازک بدن ہے ہوا کے بوجھ سے بھی رنج، ہوتا ہے جس طرح پھولی کا پتہ باد صبا کے آسب سے لڑتا ہوتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت امام ربانی رضی اللہ عنہ مجلس غریب میں شرکت کرتے تھے اور سر بند خیرین سے ملنے آتے تھے۔ اگر یہ غیر اہل علم کی مجلس میں شرکت ہوتا تو آپ کی ایسا نہ کرتے۔ مہین عرس خود فرمائیں۔ یاد رہے کہ اس کی اصل حدیث سے بھی ثابت ہے۔ حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال شہادتے اور کی تہذیب و تشریف لاتی پر فرماتے

محسوس کرتا ہے۔

لیکن دوستی سے وہ معلوم ہوا کہ آپ کے دل مجھے ناراض ہونے کا لحاظ نہ کر کے خاموش رہے ہے

حافظ و طیفه تو دو عالم گفتن است پس

در بند آن نباش که کشید یا مشید

اسے حافظہ تیرا ولیفہم ہے یہ ہے کہ دعا کرتا رہے۔ اس فکر میں دیر نہ کرے۔

کچھ مدت سے حرمین شریفین (کہ خدا نے تعالیٰ ان کو آفات سے محفوظ رکھے،) کی زیارت کا ارادہ و شوق پیدا ہوا۔ اور اس سفر کا باعث میں خواہش ہے۔ اور چونکہ یہ ارادہ آپ کے صلح مشورے اور رضامندی پر وابستہ تھا۔ اس لیے کوچ کی خبر سن کر وہ ارادہ ملتوی ہو گیا :

الْخَيْرُ فِي مَا صَنَعَ اللَّهُ مِنْ جَنَاتِهِ - بہتری اسی بات میں ہے جو اللہ تعالیٰ کرے۔

والسلام -

مکتوب نمبر ۲۳۶۲

حقائق کو جاننے والے معارف کے پہچاننے والے عالم ربانی عارف سبحانی منہدوم زادہ گلداد علی شیع  
محمد صادق رضا اُن کو سلامت اور باقی رکھے اور اعلیٰ مقصود تک پہنچائے، کی طرف حاد فرمایا :  
اس بیان میں کہ واجب الوجود کی حقیقت وجود محض ہے جو ہر چیز و کمال کا منشأ ہے۔ اور  
ممکنات کی حقیقتیں عداوت ہیں جو ہر شے و نقص کا مبدع ہیں۔ اور مَن عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ  
رَبَّهُ کے معنی میں اور تعلیٰ ذاتی کے بیان میں جو تمام نسبتوں اور اعتباروں سے بلند ہے۔ اور آیت کریمہ  
اَللّٰهُ مُوَحِّدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے تاویل معنوں اور اس لیے مناسب بیان میں مع اس سلاطت و جلالت  
کے جو اس مقام کی توضیح کے متعلق ہیں۔ اور مع نبیہات کے جو اس مطلب کی تمغیں کھلاتی ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

خداوند بچوں کی تعداد اور تغیر و تبدل کے درود کے بعد میرے فرزند کو معلوم ہو کہ حق سبحانہ کی حقیقت یہ ہو  
محض ہے کہ اور کوئی امر اس کے ساتھ ملا ہوا نہیں ہے۔ اور وہ وجود تعالیٰ ہر چیز و کمال کا منشاء اور ہر شے  
جمال کا مبدا ہے۔ اور جزئی حقیقی اور بسیط ہے جس کی طرف ترکیب کو ہرگز راہ نہیں ہے نہ ذہنی طور پر  
نہ خارجی طور پر۔ اور حقیقت کے اعتبار سے اس کا تصور میں آنا محال ہے۔ اور وجود ذات تعالیٰ پر اور  
باقی ماضیہ صغیر سابقہ کے جاتے اور فاتحہ شریف پڑھتے اور غنائے شریف پڑھتے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ بِالْکَلِمَةِ الَّتِیْ



مواعلات کے محمول ہے نہ اندوئے اشتقاق کے۔ اگرچہ حمل کی نسبت کو بھی اس مقام میں فی الحقیقت کچھ گنجائش نہیں ہے کیونکہ تمام نسبتیں وہاں ساقل ہو گئی ہیں اور وہ وجود جو عام و مشترک ہے۔ وہ اس وجود خاص کے ظہور میں سے ایک نمل ہے۔ اور یہ نمل ذات تعالیٰ و لغت اس پر محمول ہے۔ اور اشیاء پر تشکیک کے طور پر از روئے اشتقاق کے نہ از روئے مواعلات کے۔ اور اس نمل سے مراد تنزلات کے مرتبوں میں حضرت وجود تعالیٰ و لغت اس کا ظہور ہے۔ اور اس نمل کے افراد میں سے اولیٰ و اقدم و اشرف وہ فرد ہے جو ذات تعالیٰ پر از روئے اشتقاق کے محمول ہے۔ پس اصالت کے ہر مرتبہ میں اللہ تعالیٰ و جود کر سکتے ہیں، نہ کہ اللہ تعالیٰ و جود۔ اور اس نمل کے مرتبہ میں اللہ تعالیٰ و جود صادق ہے نہ اللہ تعالیٰ و جود۔ اور چونکہ کما اور صوفیہ کے ایک گرد سے جو وجود کی غنیت کے قابل ہیں اور اس فرق کی حقیقت سے واقف نہیں ہوئے۔ اور نمل کو اصل سے بعد انہیں کیا۔ حمل اشتقاق اور حمل مواعلات دونوں کو ایک ہی مرتبہ میں ثابت کیا ہے۔ اور حمل اشتقاق کے یصح کرنے میں بے جا تکلف اور حیلہ کے محتاج ہوئے ہیں۔ اور حق دہی ہے جو میں نے اللہ تعالیٰ کے الہام سے ثابت و تحقیق کیا ہے۔ اور یہ اصالت و غنیت تمام حقیقی صفات کی اصالت و غنیت کی طرح ہے۔ کیونکہ ہر مرتبہ اصالت میں جو اجمال اور غیب الغیب کا مقام ہے۔ ان صفات کا حمل کرنا مواعلات کے طریق پر ہے نہ اشتقاق کے طریق پر۔ پس اللہ تعالیٰ و جود کر سکتے ہیں اور اللہ تعالیٰ و جود کر سکتے ہیں کیونکہ حمل اشتقاق میں مخالفت کا ہونا ضروری ہے، اگرچہ بالا اعتبار ہی ہو۔ اور وہ یہاں بالکل مفقود ہے کیونکہ مخالفت غنیت کے مرتبوں میں حمل ہے۔ اور اس جگہ کوئی غنیت نہیں۔ کیونکہ وہ تینوں اول سے کئی درجے برتر ہے۔ اس لیے کہ نسبتیں اس تینوں میں اجمال طور پر ملحوظ ہیں اور اس مقام میں اشیاء میں سے کسی شے کا کسی طرح کا ملاحظہ نہیں ہے اور ہر مرتبہ نمل میں جو اس اجمال کی تفصیل ہے۔ حمل اشتقاق صادق ہے نہ حمل مواعلات۔ لیکن ان صفات کی غنیت اس مرتبہ میں وجود تعالیٰ کی غنیت کی فرع ہے جو ہر خیر و کمال کا مبداء اور حسن و جمال کا منشاء ہے۔ اور اس فقیر نے اپنی کتابوں اور رسالوں میں جس جگہ وجود کی غنیت کی نفی کی ہے۔ اس سے جو علیٰ مراد رکھنا چاہیے۔ جو حمل اشتقاق کا صحیح کرنے والا ہے اور یہ وجود نملی بھی آثار خارجیہ کا مبداء ہے پس وہ امتیں جو مراتب موجودات میں سے ہر مرتبہ میں اس وجود کے ساتھ متصف ہوں خارجیہ ہوں گی

کَاذِبٌ كَاذِبٌ يَلْقَاكَ فِي كُنْهِ قَوْلِ الْمَوَاقِعِ  
پس سمجھ لے کیونکہ بہت جگہ تجھے نفع دے گا

پس صفات حقیقیہ بھی موجودات خارجیہ ہوگی اور ممکنات بھی خارج میں موجود ہوں گی۔

اسے فرمادہ اس پوشیدہ سر کو سن کہ کمالات و آثار حضرت ذات تعالیٰ کے مرتبہ میں حضرت ذات کا

میں ہیں۔ مثلاً علم کی صفت اس مقام میں حضرت ذات کا عین ہے۔ اور ایسے ہی قدرت اور ارادہ اور تمام صفات کا حال ہے۔ اور نیز اس مقام میں حضرت ذات تمامہ علم ہے اور ایسے ہی تمامہ قدرت ہے نیز کہ حضرت ذات کا بعض علم ہے اور بعض قدرت۔ کیونکہ وہاں بعض ہونا اور جزو بننا محال ہے اور ان کمالات نے جو گویا حضرت ذات سے متنزعا اور الگ ہیں۔ حضرت علم کے مرتبہ میں تفصیل پائی ہے اور تمیز پیدا کی ہے۔ اور حضرت ذات تعالیٰ و تقدس اپنا و وحدانیت کی اس اجمالی صرافت پر باقی ہے بعد ازاں اس مقام میں کوئی ایسی چیز نہیں رہی جو اس تفصیل میں داخل نہ ہوئی ہو۔ اور تمیز نہ ہوئی ہو۔ بلکہ تمام وہ کمالات جن میں سے ہر ایک ذات تعالیٰ کا عین ہے مرتبہ علم میں آگئی ہیں۔ اور ان مفصلہ کمالات نے دوسرے مرتبہ میں وجود خلقی پیدا کر کے صفات نام حاصل کیا ہے۔ اور حضرت ذات کے ساتھ جو ان کا اصل ہے بقیہ پیدا کیا ہے۔ اور ایمان ثابتہ صاحب نصوص علیہ الرحمۃ کے نزدیک انہی مفصلہ کمالات سے مراد ہے۔ جنہوں نے غائزہ علم میں وجود علمی حاصل کیا ہے۔ اور فقیر کے نزدیک ممکنات کی حقائق عدم محض ہیں۔ جو جمع ان کمالات کے جو ان میں منعکس ہوئے ہیں۔ ہر شر و نقص کا مبداء و ماوئے ہیں۔

یہ بات تفصیل چاہتی ہے گوش جوش سے سننا چاہیے۔ خدا تجھے ہدایت دے۔

جان لے کہ عدم وجود کے مقابل ہے اور اس کی نقیض ہے۔ پس عدم بالذات ہر شر و نقص کا منشا بلکہ ہر شر و فساد کا عین ہوگا۔ جس نے وجود مرتبہ اجمال میں ہر خیر و کمال کا عین ہے۔ اور جس طرح حضرت وجود اصل الاصل مقام میں ذات تعالیٰ پر اشتقاق کے طریق پر محمول نہیں ہے اسی طرح عدم بھی جو اس وجود کے مقابل ہے ماہیت عدم پر اشتقاق کے طور پر محمول نہیں ہے۔ اسی مرتبہ میں اس ماہیت کو معدوم نہیں کر سکتے بلکہ وہ عدم محض ہے۔ اور تفصیل علمی کے مرتبہ میں کہ جس کے ساتھ ماہیت عدم نے تعلق پایا ہے اس ماہیت کی جزئیات عدم سے متصف ہو جاتی ہیں اور اصل اشتقاق ان میں درست آتا ہے۔ اور عدم کا مفہوم گرگیا اس اجمالیہ عدم پر ماہیت سے متنزع اعداد الگ ہے اور اس ماہیت عدم کے لیے خلل کی مانند ہے۔ اس ماہیت عدم کے تمام مفصلہ افراد پر اشتقاق کے طریق پر حمل پاتا ہے جیسے کہ آگے آئے گا اور جو کردہ عدم مرتبہ اجمال شر و فساد کا عین تھا۔ اور اللہ تعالیٰ کے علم میں ہر شر و دوسرے شر سے جدا اور ہر فساد و دوسرے فساد سے الگ ہو گیا۔ جیسے کہ وجود کی جانب میں اجمال کے مرتبہ میں حضرت وجود ہر خیر و کمال کا عین تھا۔ اور تفصیل علمی کے مرتبہ میں ہر کمال سے الگ اور ہر خیر دوسرے خیر سے جدا ہو گیا۔ پس ان وجود و کمالات میں سے ہر ایک کمال ان نقائص عدم میں سے ہر ایک نقص میں جو اس کے مقابل ہے، غائزہ علم میں منعکس ہوا ہے اور ایک دوسرے کی علیحدہ صورتیں باہم مل جاتی ہیں۔ اور وہ علامات جو شر و نقائص



سے مراد ہیں، اُن کمالات متعکسہ کے ممکنات کی ماہیتیں ہیں۔ حاصل کلام یہ کہ وہ علامات ان ماہیتوں کے اصول و مواد ہیں۔ اور وہ کمالات ان میں حلول کی جو فی صورتوں کی مانند ہیں۔

پس ایمانِ ثابِتہ اس فقیر کے نزدیک ان علامات اور کمالات سے مراد ہے جو ایک دوسرے کے ساتھ باہم مل گئے ہیں۔ اور جب قادر مختار جل شانہ نے چاہا ان مدیہ ماہیات کو بجمع اُن کے لوازم اور جوہر ظلال کے کمالات کے جو ان میں حضرت علم میں منعکس ہو کر ممکنات کی ماہیات نام پایا ہے۔ اس وجودِ ظلی کے رنگ میں کہ موجودات خارجیہ بنایا اور آثار خارجیہ کا مبدع کر دیا۔

جاننا چاہیے کہ صورتِ علم کا جو ممکنات کے ایمانِ ثابِتہ اور ان کی ماہیات سے مراد ہیں۔ رنگ دار کرنا ان معنوں میں نہیں ہے کہ صورتِ علم نے خاندانِ علم سے نکل کر وجود خارجی پیدا کیا ہے۔ کیونکہ یہ محال ہے اور اصل کو مستلزم ہے۔

تَعَالَى اللَّهُ عَنْ خَلْقِ خَلْقٍ عَالَمٍ ۝۱۰۰ اللہ تعالیٰ اس سے بہت بلند ہے۔

بلکہ ان معنوں میں ہے کہ ممکنات نے خالص میں ان صورتِ علم کے مطابق وجود پیدا کیا ہے اور وجودِ ظلی کے سوا اس وجودِ ظلی کے موافق وجود خارجی حاصل کیا ہے۔ جیسے کہ کارگرِ نجار تخت کی صورت کو ذہن میں تصور کر کے خالص میں اس کا اختراع کرتا ہے۔ اس صورت میں تخت کی وہ فہنیہ صورت جو حقیقت میں اس تخت کی ماہیت ہے۔ اس نجار کے خاندانِ علم سے باہر نہیں نکلی۔ بلکہ خارجی میں اس تخت نے اس صورت فہنیہ کے مطابق وجود پیدا کیا ہے، فافہم۔

جاننا چاہیے کہ ہر عدم نے کمالات وجودیہ کے ظلال میں سے ایک ظل کے ساتھ جو اس کے مقابل ہے اور اس میں منعکس اور منعکس ہے۔ خالص میں وجود فہنی پیدا کیا ہے۔ بخلاف عدم صرف کے کہ وہ ان ظلال سے متاثر نہیں ہوا۔ اور ان کا رنگ نہیں پکڑا۔ اور وہ کیسے رنگ پکڑے جب کہ وہ ان ظلال کے مقابل نہیں ہے۔ اگر مقابلہ رکھتا ہے تو حضرت وجود سے صرف رکھتا ہے۔

پس عارفِ تامم المعروف جب حضرت وجود سے ترقی کر کے عدم صرف کے مقام میں فزول کرتا ہے تو اس کے وسیلہ سے یہ عدم بھی اس حضرت سے انصافِ پدید کر کے مزین و متعین ہو جاتا ہے۔ اس وقت اس عارف کے تمام عدم کے مراتب نے جو فی الحقیقت اس کی تمام اجمال اور تفصیلی مراتب ذاتیہ ہیں۔ حسن و خیریت پیدا کی ہے۔ اور کمال حاصل کیا ہے۔ اور یہ خیریت جو تمام ذاتیہ میں سرایت کرتی ہے اس قسم کے عارف سے مخصوص ہے۔ اور اس کے غیر کے لیے اگر خیریت نے سرایت کی ہے۔ تو وہ اس کے اعلام ذاتیہ کے بعض تفصیلی مراتب تک ہی منحصر ہے۔ بالفاظِ اختلاف درجات کے اس کے تمام تفصیلی مراتب میں پھیل جاتا

ہے۔ اور یہ قسم اخیر بھی نامدار وجود ہے۔ لیکن عدم کے مترادف اجمال میں جو شر و نقص کا ہیں ہے اس عارف کے سرا اور کسی نے خیریت کی برہنیں پائی اور نہ ہی حسن کا کوئی رنگ پیدا کیا ہے۔

پس ناچار ایسے عارف کا جو خیریت نام سے متصف ہے۔ شیطان بھی حسن اسلام پیدا کر لیتا ہے اور اس کا نفس امارہ مطمئن ہو کر اپنے مولیٰ سے راضی ہو جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سید المرسلین علیہ السلام و علیہم السلام و التسلیمات سے فرمایا ہے کہ:

أَسْكَنَ شَيْطَانِي - میرا شیطان بھی مسلمان ہو گیا ہے۔

پس کوئی غازی غزا میں اس سے بہت متنبہ نہ کرے۔ اور شیطان جیسے کہ خیر کی طرف اللہ متنبہ کرتا۔

بُحَّانُ اللَّهِ اَوْ مَعَارِفُ جِوْاسِ فَقِيرٍ حَقِيرَةٍ بَعْدَ ارَادِهِ وَبَعْدَ تَكْهَفِ ظَاهِرٍ بَدُوْرٍ هِيَ - اگر بہت سے لوگ جمع ہو کر ان کی تصویر میں کوشش کریں تو معلوم نہیں کریں گے۔ فقیر کا یقین ہے کہ ان عارف کا بہت سادہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے نصیب ہو گا۔

اگر پادشاہ بدویر پیر زن

بیاید کر اسے خواہر شہبشت لکن

اگر بادشاہ برصیا کے دروازے پر آجائے تو اسے خواہر توحید سے ان کی کوئی پچی و آدھی نہ ہو

فَقَبَّاسُ لَقِ اللَّهَ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ - میں کیا ہی بزرگ اور بزرگ ہے وہ اللہ تعالیٰ جبرتر

وَالْحَمْدُ لِلَّهِ سَرَّحَ الْعَالَمِينَ - پیدا کرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جو تمام جہاں

کا پالنے والا ہے۔

پس نہایت ہرگز ذوات ممکنات عبادات میں کہ جو وہی کمالات کے ظلال نے ان میں منکس ہو کر ان کو مزین کر دیا ہے۔ پس ناچار ممکنات بالذات ہر شر و فساد کا موٹے اور ہر شر و نقص کی پانچ پناہ ہوئیں۔ اور ہر خیر و کمال جو ان میں آراستہ اور پوشیدہ فرمایا ہے وہ عارف ہی ہے جو حضرت وجود سے جو خیر محض ہے غازی ہوتا ہے:

مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنْ اللَّهِ وَمَا

صَابَكَ مِنْ شَرٍّ فَكَفَى بِكَ نَفْسِكَ - جو تجھے بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو تجھے بلائی پہنچے وہ تیرے نفس سے ہے۔

۱۰ سلم شریف روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۱

۱۲ ۵۱۷۲ - سورۃ النساء - ۱۳



اس مضمون کی شائبہ ہے۔ اور جب خداوند تعالیٰ کے فضل سے یہ وید غلبہ پاماتی ہے۔ اور اپنے کمالات کو ٹھیک اسی طرف دیکھتا ہے۔ تو اپنے آپ کو شرمناک معلوم کرتا ہے اور خالص نقص جانتا ہے۔ اور کوئی کمال اپنے آپ میں مشاہدہ نہیں کرتا۔ اگرچہ انکاس کے طریق یہ ہو۔ اُس شخص کی طرح جو کہ تنگ جوار اور اُس نے عاریت کا لباس پہنا ہو۔ اور یہ وید عاریت اس پر اس قدر غالب آجائے کہ وہ اپنے خیال میں اپنا سارا لباس اس لباس کے مالک سمجھے۔ تو بالضرور وہ شخص اپنے آپ کو ذوق میں تنگ معلوم کرے گا۔ اگرچہ عاریت و ربیان واسطہ ہے اس وید کا صاحب نظام عبودیت سے شرف ہوتا ہے جو تمام کمالات ولایت سے بزرگ ہے۔

تنبیہ یہ خیر و شر اور نقص و کمال کا اجتماع جو در حقیقت وجود و عدم کا اجتماع ہے۔ جمیع نقیضین کی قسم ہے کہ تو اس کو محال جانے کیونکہ وجود صرف کی نقیض عدم صرف ہے۔ اور ان ظنی مراتب نے جس طرح وجود کی جانب میں اصل کی بلندی سے نزلات کی پستی میں نزول فرمایا ہے۔ اسی طرح عدم کی جانب میں بھی ان ظنی مراتب نے عدم صرف کی پستی سے اوپر کی طرف عروج کیا ہے۔ ان کا اجتماع عناصر متضادہ کے اجتماع کی طرح ہے کہ ہر ایک کے ضد بغلبہ و تیزی کو توڑ کر ان کو جمع فرمایا ہے :

فَسَبَّحُوا بِحَمْدِ رَبِّكَ نهارًا وَ لَیْلًا وَ کُنْ مِنَ السَّاجِدِیْنَ  
پس پاک سے وہ ذات جس نے اندر سے اور  
خارج سے۔

اگر کہا جائے کہ تو نے اوپر، عدم صرف کے لیے بھی وجود صرف کے ساتھ جو اس کی ضد ہے منسوخ اور ناسخ دار ہونے کا حکم کیا ہے۔ پس اجتماع نقیضین پیدا ہوا۔

اس کے جواب میں نہیں کہتا ہوں کہ دو نقیضوں کا جمع ہونا ایک محل میں محال ہے لیکن ایک نقیض کا دوسرے نقیض کے ساتھ قیام کرنا اولیٰ ایک دوسرے سے منصف ہونا محال نہیں ہے جیسے کہ معقول والوں نے کہا ہے کہ وجود کے کو جو دوسرے ہے اور وجود کا عدم کے ساتھ متصف ہونا محال نہیں ہے پس اگر عدم موجود ہو۔ اور وجود کے ساتھ تنگ جائے۔ تو کیوں محال ہوگا تو اس کے جواب میں میں کہتا ہوں کہ عدم کے مفہوم کو معقولات ثانیہ سے کہا ہے۔ لیکن اگر عدم کے افراد میں سے کوئی فرد وجود کے نصف ہو جائے تو کیا نساوبہ جس طرح معقول والوں نے وجود کے بارہ میں اشکال کے طریق پر کہا ہے کہ وجود کو کہا ہے کہ واجب الوجود تعالیٰ کی ذات کا عین نہ ہو کیوں کہ وجود معقولات ثانیہ سے ہے جو وجود خارجی نہیں رکھتا۔ اور واجب الوجود کی ذات خارج میں موجود ہے پس میں نہ ہوگا اور اس کے جواب میں انہوں نے کہا ہے کہ وجود کا مفہوم معقولات ثانیہ سے ہے ذکر اس کی جزئیات۔ پس اس کی جزئیات میں سے جزئی وجود خارجی کے منافی نہ ہوگی۔ اور ہو سکتا ہے کہ خارج میں موجود ہو۔

## سوال :

پہلی تحقیق سے معلوم ہوا کہ صفات حقیقہ کا وجود ظلال کے مرتبوں میں ہے اور مرتبہ اصل میں ان کا کوئی وجود حاصل نہیں ہے۔ یہ بات اہل حق شکر اللہ تعالیٰ بے غم کی رائے کے مخالفت ہے۔ کیونکہ وہ صفات کو کسی وقت ذات مقدس سے جدا نہیں جانتے اور مقتنع الافکار کہ "یعنی ان کا ذات سے جدا ہونا محال تصور کرتے ہیں۔"

جواب :- اس کا یہ ہے کہ اس بیان سے افکار کا جواز لازم نہیں آتا کیونکہ یہ نفل اس اصل کے لازم ہے۔ پس افکار نہ رہا۔

حاصل کلام یہ ہے کہ وہ عادت جس کی توجہ کا قبلہ احدیت ذات ہے۔ اور اسما و صفات میں سے کچھ اس کے مد نظر نہیں ہے۔ اس مقام میں ذات تعالیٰ ہی کو رہتا ہے۔ اور صفات کے کچھ ملحوظ نہیں ہوتا نہ یہ کہ صفات اس وقت حاصل نہیں ہیں۔ پس حضرت ذات تعالیٰ و تقدس سے صفات کا الگ ہونا نہ ہی عادت سے ملاحظہ کے اعتبار سے ثابت ہوگا۔ اور نہ ہی حقیقت امر کے اعتبار سے یتاکہ اہل سنت و جماعت کے مخالفت ہو۔ ناختم

## اس بیان سے :

قَوْلُ عَزَّ وَجَلَّ فَقَدْ عَلِمْتَ رَبِّكَ۔ جس نے اپنے نفس کو پہچانا اس نے رب کو پہچان لیا۔  
اسے جسے بھی ظاہر ہو گئے۔ کیوں کہ جس نے اپنی حقیقت کو شراعت و نقص کے ساتھ پہچان لیا۔ اور جان لیا کہ ہر خیر و کمال جو اس میں پوشیدہ کیا گیا ہے۔ وہ حضرت واجب الوجود کی طرف سے عاریت کے طور پر ہے۔ پس وہ ضرور ہی حق سبحانہ کو خیر و کمال و حسن و جمال سے پہچان لے گا۔ اس تحقیقات سے آیت کریمہ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** کو دراستہ حقیقت کے تاویل سے بھی واضح ہو گئے۔ کیونکہ جب ظاہر ہر کمال ممکنات سب کے سب عبادات ہیں۔ جو سر اہل طاعت و شراعت ہیں۔ اور ان میں خیر و کمال اور حسن و جمال حضرت وجود کی طرح ہے جو نفس ذات تعالیٰ ہے اور ہر خیر و کمال اور حسن و جمال کا مین ہے۔ تو بالضرور آسمانوں اور زمینوں کا نور حضرت وجود ہی ہوگا جو واجب تعالیٰ و تقدس کی حقیقت ہے اور چونکہ یہ نور آسمانوں اور زمین میں ظلال کے واسطے سے ہے اس لیے ان وہم کرنے والوں کے وہم کو دور کرنے کے لیے جو بواسطہ سمجھتے ہیں۔ اس نور کے لیے مثال بیان کی اور اس طرح فرمایا :

لے آسمان فرماتے ہیں یہ بجلی بن سدا و آری محمد اللہ علیہ کا قول ہے اب جہر نے کیا یہ حضرت کا کلام ہے۔ لیکن کتاب مادی میں ہے کہ حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ انشاء بیان فرمایا ہے



مِثْلُ قَوْمٍ كَانَ كِدِّهِمْ كَقَدْحٍ دَفَعْنَاهُ فَأَصْلَبَ مِنْ حَدِيدٍ أَلَمْ تَكُنْ فِي رُجَا جَنَّةٍ

اے آخر آیت الکریمہ تاکہ واسطوں کا ثبوت ہو جائے۔ اور اس آیت کریمہ کے تاویل میں معنی مفصل طور پر ان شاء اللہ تعالیٰ کسی اور جگہ پر لکھے جائیں گے کیونکہ اس میں سخن کی بہت مجال ہے۔ اور یہ مکتوب اس کی تفصیل کی گنجائش نہیں رکھتا اور یہ جو ہم نے کہا ہے کہ آیت کریمہ کی تاویل میں معنی ہیں۔ اس لیے کہا ہے کہ تفسیر میں معنی نقل و سماع پر مشروط ہیں :

مَنْ تَشْتَرِ الْقُرْآنَ بِوَأَيِّ قَعَدٍ  
جس نے قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کی وہ  
کھڑے۔ کافر ہو گیا۔

تم نے سنا ہو گا۔ اور تاویل میں صرف احتمال کافی ہے۔ بشرطیکہ کتاب و سنت کے مخالفت نہ ہو۔ پس ثابت ہو گا کہ ممکنات کے دعوات و اصول دعوات ہیں۔ اور ان کی ناقص اور ذیل صفات ان دعوات کی نقصان ہیں جو تاویل و تفسیر کے اسلاف کے ایجاد سے وجود میں آئی ہیں۔ اور صفات کاملہ ان میں حضرت وجود تعالیٰ کے کمالات کے نقل سے عاریت کے طور پر ہیں جو انکس کے طریق پر ظہور پا کر تاویل و تفسیر میں نشانہ کی ایجاد سے موجود ہوئی ہیں۔ اور انکیبائے حسن و قبح کا مصادیق یہ ہے کہ جو چیز آخرت سے تعلق رکھتی ہے اور دنیا کے لیے ذریعہ و وسیلہ ہے۔ وہ حسن ہے اگرچہ بظاہر اچھی دکھائی نہ دے۔ اور جو چیز دنیا سے تعلق رکھتی ہے اور دنیا کے لیے وسیلہ و ذریعہ ہے وہ قبح ہے اگرچہ بظاہر حسن و خوب دکھائی دے۔ اور ملاوت و طراوت سے ظاہر ہو۔ دنیا کی مضر نفات یعنی بے حودہ و زریبہ زینت کا یہی حال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت مصطفوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و التہتہ میں ائمہ و اولیاء یعنی بے ریشوں اور بیگانی عورتوں کے حسن اور دنیاوی زیبہ زینت کی طرف رغبت و خواہش سے نظر کرنا منع فرمایا گیا ہے کیونکہ یہ حسن و طراوت عقیدت و ایمان سے ہے جو ہر شے کا اصل ہے۔ اور اگر حسن و جمال کا منتہا کمالات وجودیہ ہوتے تو اس سے منع نہ فرماتے۔ مگر اس سبب سے کہ اصل کے ہوتے نقل کی طرف تو برکت ناگزیر ہے۔ یہ منع منع استحالی ہے۔ نہ وجوبی برکات پہلی منع کے پس وہ حسن جو دنیا کے مظاہر و جملہ میں ظاہر ہے۔ وہ اس ذات تعالیٰ کے حسن ظلال سے نہیں ہے

۱۵ سورہ نور پارہ ۱۵

۱۶ اس مضمون کی عادیث ترمذی، ابوداؤد، مسند الفروغی، بروایت حضرت ابومریدہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما میں موجود ہے

۱۷ رواۃ التبریس ہے تعالیٰ فی الہندیۃ، و الغلام اداہلہ، و مبلغ الرجال، و لعلہ یکن جلیلاً، و حکم الرجال، و ان کان جلیلاً

فحکمہ حکم اللہ، و مہر حوقۃ من نور الی قدر، و لا یجوز النقل الیہ عن تہمۃ، یعنی جو جب مردوں کے مقام کو پہنچ جائے وہ سب سے زیادہ  
نہ ہو تو اس کا حکم مردوں کا ہے اور اگر بیچ اور خوبصورت ہو تو وہ عورتوں کے حکم میں ہے اور نہ ہے مگر باقی تک اس کے کسی جو حکم کو شریعت سے کیا

بلکہ لازم نام سے ہے جس نے حسن کی مجاہدات کے باعث ظاہر میں حسن پیدا کر لیا ہے اور حقیقت میں قبیح و ناقص ہے جس طرح نہر کو شکر کے خلاف میں رکھیں۔ اور خواست کو نڈر سے منہ صیں۔ اور یہ جو منکر و مشہور و معروف اور بدنامیوں سے قبیح حاصل کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ وہ اولاد کے حاصل کرنے اور نسل کے باقی رکھنے کے لیے ہے جو اس نظام عالم کے باقی رکھنے کے لیے مطلوب ہے۔

پس بعض سو فیہ جو نظام جمیلہ اور عمدہ علم و فنون میں اس خیال سے گرفتار ہیں کہ یہ حسن و جمال حضرت واجب الوجود تعالیٰ کے کمالات سے مستعار ہے جو ان ظاہر میں ظاہر ہو رہے۔ اور اس گرفتاری اور غفلت کو نیک اور بہتر سمجھتے ہیں۔ بلکہ راہ وصول تصور کرتے ہیں۔ اس فقیر کے نزدیک ان کے یہ خلاف صادق و ثابت ہوا ہے چنانچہ اس قسم کا تصور اس مضمون اور پرندہ گرد ہو چکا ہے۔ بڑے تعجب کی بات ہے کہ ان میں سے بعض اپنے مطلب کے لیے اس قول کو بطور سند پیش کرتے ہیں، جو کہ گویا ہے کہ:

وَاللّٰهُ كَذَّابٌ وَمُنْكَرٌ قَاتٍ يَصْحَحُ كَوْنًا كَلَوْنَ

تم بے ریشیوں سے چوکو کہ ان میں نیک ہے

اللہ۔

کہہ کَلَوْنَ اَلْقَوُ اُن کو شیعہ میں ڈال دیتا ہے اور نہیں جانتے کہ یہ قول ان کی طلب کے منافی ہے اور اس فقیر کی معرفت کی تائید کرتا ہے کیونکہ کَلَوْ نہ دیر لایا گیا ہے جس سے ان کی طرف توجہ کرنے سے ان کو منع کیا گیا ہے۔ اور اس غلط فہمی کا منشا بیان فرمایا ہے کہ ان کا حسن حتیٰ بحال کے حسن و جمال کے مشابہ اور ماخذ ذکر عینہ اُس کا حسن، تاکہ غفلت میں نہ پڑ جائیں۔

آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:

مَا الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ إِلَّا كَهَاتَيْنِ اِنَّ رَجُلًا

دنیا اور آخرت دو سونکھیں ہیں یعنی دو ٹھنڈی ہر ایک

مروگے مکان میں جوں ال ایک راسی جو نور و رمی مارگی

يَتَخَذُ مِمَّا سَتَ عَلَيْهِ الْآخِرَةُ۔

اس حدیث میں ہم اس امر کی تصریح ہے کہ دنیا و آخرت کا حسن و جمال ایک دوسرے کا لقیض اور قید ہے اور مفرد ہے کہ دنیا و حسن ناپسند ہے اور حسن اخروی پسند۔ پس شر و دنیاوی حسن کے لازم ہوگا۔ اور خیر حسن آخرت کے لازم۔ پس ناچار اول کا منشا عدم ہوگا اور دوسرے کا منشا وجود۔ ہاں بعض چیزیں ایسی ہیں جو ایک دوسرے دنیا کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں اور ایک وجہ سے آخرت کے ساتھ یہ استنباط پہلی وجہ کے لحاظ سے قبیح ہیں۔ اور دوسری وجہ کے اعتبار سے حسن۔ اور ان ہر دو وجہ کے درمیان اور ہر ایک کے حسن و قبیح کے درمیان تمیز کرنا علم شریعت پر موقوف ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:



مَا أَتَاهُ الرَّسُولُ تَخَذُوهُ وَمَا خَسِرَكُمْ عَنْهُ فَأَنْتُمْ خَائِرُونَ  
جو کچھ رسول تمہارے پاس آئے اس کو لے لو۔ اور جس سے  
خسار کے اس سے بہت خواہو۔

حدیث میں آیا ہے کہ جب دنیا پیدا ہوئی ہے حضرت حق سبحانہ نے اس پر نظر نہیں کی اور اس پر حق تعالیٰ کا عجب ہے۔

یہ سب کچھ اس کی قیامت اور شرارت اور فساد کے باعث ہے جو عدم کے مقنیات سے ہے۔ جو ہم شر و فساد کا مادی ہے۔ دنیاوی حسن و جمال اور اس کی علالت و ظراوت و رستہ میں پھینکے ہوئے کوڑے کرکٹ کی طرح ہیں۔ اور منظورِ نظر نہیں ہیں۔ وہ آخرت کا جمال ہی ہے، جو نظر کے لائق اور حق تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہے۔

اللہ تعالیٰ دنیا و ابدوں کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے:

يَوْمَ يُدْفَنُ عَنْ عَرَضٍ الْعَالَمِيَّةِ وَاللَّهُ يُرِيدُ الْآخِرَةَ  
وہ دنیا کا مال و اسباب چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ آخرت چاہتا ہے۔

اللَّهُمَّ صَغِيرَ الدُّنْيَا يَا عِزَّنَا وَكَبِيرَ الْآخِرَةِ فِي مَلَكُوتِنَا عَزُّوهُنَّ الْفَتَرَةُ الْفَقِيرَةُ وَجَنَّبَ عَنِ الْفِتَنِ عَلَيْهِ وَعَلَى أَيْدِي الْمَلَكُوتِ أَعْمَاهَا وَأَكْمَلَهَا  
یا اللہ تو دنیا کو ہماری آنکھوں میں خیر کر دے اور آخرت کو ہمارے دلوں میں دولت بنا دے۔ رسول کی ظلیل میں خیر سے مانتے ہوئے۔ اور دولت دنیا سے الگ۔ ہمارے پرانے کی ال پرانہ و اکمل صلاح و عظم

اور جو کچھ شیخ اجل شیخ محمد الدین بن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی شرارت اور نقص اور فساد کی حقیقت پر نظر نہیں ڈالی۔ اور ممکنات کے حقائق کو حق بل و علما کی علیہ صوری میں مقرر کی ہیں۔ کیونکہ ان کی صورتوں نے حضرت تعالیٰ و تقدس کے آئینہ میں کہ غاصق میں اس کے سوا کچھ موجود نہیں جانتا۔ ان کا اس پیدا کر کے خارج ہی خود و غلو حاصل کیا ہے۔ اور ان علیہ صورتوں کو واجب تعالیٰ کی صفات اور شیعوں کی صورتوں کے غیر نہیں سمجھا ہے اس لیے وحدت وجود کا حکم کیا ہے۔ اور ممکنات کے وجود کو واجب تعالیٰ و تقدس کے وجود کا عین کہا ہے اور شر و نقص کو اضافی اور نسبی کہ شر و شرارت مطلق اور نقص محض کی نفی کی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی چیز کو فی نفسہ قبیح نہیں جانتا۔ جتنی کہ کفر و فساد کو ایمان و ہدایت کی نسبت بڑا یا تنہا نہ اپنی ذات کی نسبت سے کہ اس کو عین صلاح و خیر سمجھتا ہے۔ اور اباب کفر کی نسبت ان کے لیے استقامت کا حکم کرتا ہے۔ اور آیت کریمہ و مَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا أَتَتْهُ آجَلٌ مَّيَّسَةٌ

اِنَّ رَبِّيْ عَلٰی شَيْءٍ مُّقْتَدِرٌ  
 پڑنے والے نہیں ہے۔ بیشک وہ ہر شے پر مقتدر ہے  
 کو ان معجزہ شاہدات ہے۔ ان جو کوئی وحدت وجود کے سوا کلمہ نہ پائے۔ وہ اس قسم کی باتوں سے کہوں  
 گناہ کہے۔

اور جو کچھ اس فقیر پر ظاہر کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ممکنات کی باتیں مع ان کے کلاہت وجود پر کے جو  
 ان میں منکس ہو کر ان سے مل گئی ہیں، عداوت ہیں جیسے کہ مفصل طور پر گزر چکا،  
 مَا لَكَ سُبْحَانَكَ يُعْزِزُ الْحَقَّ هُوَ  
 اور تعالیٰ ہی حق ظاہر کرتا اور وہی راہ راست کی  
 بقدری السبیل۔  
 ہدایت دیتا ہے۔

اسے فرزند! یہ علوم و معارف جن کی نسبت کسی اہل الشریعہ نہ ہی صلاحیت سے اور نہ ہی اشارہ سے  
 ممکن ہو سکتی ہے۔ بڑے اعلیٰ سارف اور اکمل علوم ہیں جو ہزار سال کے بعد ظہور میں آئے ہیں اور وجہ  
 ثانی و ممکنات کی حقیقت کو جیسے کہ ممکن اور لائق ہے، بیان فرمایا۔ اور جو نہ ہی کتابت مدت کی مخالفت  
 رکھتے ہیں۔ اور نہ ہی اہل حق کے اقوال کے مخالف ہیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس دعا میں جو آپ نے گویا تعلیم کے لیے فرمائی ہے  
 اَللّٰهُمَّ اِنَّا حَقَّقْنَا اَنَّ الشَّيْءَ كَمَا هُوَ  
 یا اللہ تو اشیاء کی حقیقتیں کا حق دیکھا۔

حقائق سے مراد یہی حقائق ہیں جو ان علوم کے ضمن میں بیان ہوئے ہیں۔ اور جو کہ مقام عبودیت کے مناسب  
 ہیں۔ اور جو کہ نقص و ذلت و انکسار پر جو بندگی کے حال کے مناسب ہے دلالت کرتی ہیں۔ بندہ عاجز ہو  
 اپنے آپ کو اپنے مولائے قادر کا عین جانے، کمال ہے ادبی ہے۔

اسے فرزند! یہ وہ وقت ہے جب کہ پہلی امتوں میں سے ایسی خلعت سے بھرے ہوئے وقت  
 میں اولا العزم پیغمبر مبعوث ہوتا تھا۔ اور دینی شریعت کو زندہ کرتا تھا۔ اور اس امت میں جو ہزار اہم ہے اور  
 اس امت کا پیغمبر خاتم الرسل صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے۔ اس کے علم کا مافیائے بنی اسرائیل کا مرتبہ دیا  
 ہے۔ اور علمائے وجود کے ساتھ انبیاء کے وجود سے کفایت کی ہے۔ اسی واسطے ہر صدی کے بعد  
 اس امت کے علمائے ایک مجدد مقرر کرتے ہیں۔ تاکہ شریعت کو زندہ کرے۔ خاص کر ہزار سال کے  
 بعد جو کہ اولا العزم پیغمبر کے پیدا ہونے کا وقت ہے اور ہر پیغمبر پر اس وقت کفایت نہیں کی ہے۔ اسی

لے اس ہدایت کو امام غزالی نے علیٰ مفسرین اور حضرت شاہ ولی اللہ حق محقق و دیوبند کے علیہ التبت میں ذکر کیا ہے  
 کہ بخاری شریف میں ہے العلماء و دینہ الانبیاء اور ختمائے کبر میں ہے ان علماء و دینہ الانبیاء کا نبی ہی استیلا  
 اللہ اور اور درجہ معجزات حضرت امام احمد رضا راقی حنفی۔ مشکوٰۃ۔ ۱۵۰



طرح اس وقت ایک تائم العرفہ عالم و عارف و رکار ہے جو گزشتہ امتوں کے اولو العزم پر تیسرے کے قائم مقام ہو رہے

فیض روح القدس اور باوند و فریاد

دیگراں نیز کنند آنچه مسیحی کرد!

روح القدس کا فیض اگر آپ بھی مدد کرے تو دوسرے بھی حکام کر سکتے ہیں جو حضرت مسیح علیہ السلام کرتے تھے

اسے فرزند وجود صرف عدم صرف کے مقابل ہے۔ اور اوپر اگر چکا کر وجود صرف واجب الوجود تعالیٰ و تقدس کی حقیقت اور بر خیر و کمال کا تین ہے۔ اگرچہ یہ عنایت بھی خواہ اجمال کے طور پر ہی ہو اس مقام میں گنجائش نہیں رکھتی۔ کیونکہ ظلیت کی آمیزش رکھتی ہے۔ اور عدم جو صرف اس وجود کے مقابل ہے وہ عدم ہے۔ جس کی طرف کسی نہایت اور اضافت نے راہ نہیں پایا۔ اور وہ ہر ضرورت نقص کا مین ہے۔ اگرچہ یہ عنایت بھی وہاں گنجائش نہیں رکھتی۔ کیونکہ اضافت کی بُر رکھتی ہے۔

اور معلوم ہے کہ کسی شے کا غنودہ پورے طور پر اس شے کے حقیقی مقابل میں ظاہر ہوتا ہے:

وَبِصَدِّهَا تَتَّبِعُونَ الْأَشْيَاءَ  
أَشْيَاءَ الْبَنِي عَدُوٍّ ظَاهِرٍ جَدِّهِ

پس بالضرور وجود صرف کا غنودہ پورے طور پر عدم صرف کے آئینہ میں حاصل ہوگا۔ اور مقرر ہے کہ نزول و رُوح کے اندازہ سے ہے۔ پس جس کا عروج اللہ تعالیٰ کی عنایت سے وجود صرف تک ثابت ہو۔ اچھا اس کا نزول عدم صرف میں ہوگا۔ جو اس کے مقابل ہے۔ لیکن عروج کے وقت وہاں عارف کا استعمال ہے جس کو اصل لازم ہے۔ اور نزول کے وقت صورت تحقیق ہے جو علم و معرفت کا مقام ہے۔ اس وقت اس کے صحو کو اس تجلی ذاتی سے جو ظلیت کی آمیزش سے منزہ اور حائث شیعوں و اعتبارات کے ملاحظہ سے منزہ ہے شرف کہتے ہیں۔ اور اس کو حبت لامیت ہیں کہ اس سے پہلے جو تجلی حاصل ہوئی تھی۔ وہ اسما و صفات و شیعوں و اعتبارات کے ظلال میں کسی نخل کے پودہ میں تھی۔ اگرچہ عارف اس کو اسما و شیعوں کے ملاحظہ کے بغیر جانتا ہے۔ اور حضرت وجود صرف کی تجلی گنتا ہے۔ سبحان اللہ! اس عدم نے جو ہر ضرورت نقص کا ماویٰ ہے۔ حضرت وجود تعالیٰ کے غنودہ تمام کے باعث حسن کے معنی پیدا کیے۔ اور وہ کچھ پایا جو کسی نے نہ پایا۔ اور جو فی انفسہ قبیح تھا۔ جس عارضی کے سبب مستحسن ہو گیا۔ نفس آمار کا انسانی جو بالذات شریعت کی طرف مائل ہے۔ اس عدم کے ساتھ سبب زیادہ کامل مناسبت رکھتا ہے۔ اسی واسطے تجلی خاص میں سب سے خالق ہو گیا۔ اور سب پر ترقی پائی

کہ مستحق کرامت گنہگارانند

جاننا چاہیے کہ نام العرفت عارف جب عروج کے مقامات اور نزول کے مراتب کو مفصل طور پر طے کرنے کے بعد عدم معرفت میں نزول فرمائے گا اور حضرت وجود کی آئینہ داری کرے گا۔ تو اس وقت تمام اسمائے وصفاتی کمالات اس میں نمود پائیں گے۔ اور مفصل طور پر سب کو ایسے لطافت کے ساتھ ظاہر کرے گا کہ مقام اجمال جن کا متضمن ہے اور یہ دعوات اس کے سوا کسی دوسرے کو تسلیم نہیں ہے اور یہ آئینہ داری ایک قیمتی لباس ہے جو اس کے قدر پر بتایا ہوا ہے۔ اس تفصیل نے اگرچہ حضرت علم کے خزینہ میں صورت حاصل کی ہے۔ لیکن وہ آئینہ داری مرتبہ علم میں ہے۔ اور اس عارف کا آئینہ مرتبہ عارفی میں ہے جس نے غایب میں تمام کمالات کو ظاہر کیا ہے۔

سوال :- ہر آیت قدم کے کیا معنی ہیں۔ اور قدم کو بولاشے محض ہے کس اعتبار سے وجود کا آئینہ کہا ہے ؟

جواب :- عدم باعتبار عارف کے لاشے محض ہے۔ لیکن اس نے علم میں امتیاز پیدا کی ہے بلکہ وجود فہمی کے ثابت کرنے والوں کے نزدیک اس نے وجود علمی بھی حاصل کیا ہے۔ اور اس کو وجود کا آئینہ اس اعتبار سے کہا ہے کہ مرتبہ عدم میں ہر نقص و شرارت جو وجود سے جو اس کی اقیض ہے ثابت ہو۔ ضرور مسلوب ہوگا۔ اور ہر کمال جو مرتبہ عدم میں مسلوب ہو۔ وہ حضرت وجود میں مثبت ہوگا۔ پس ناپاچار عدم کمالات وجودی کے نمود کا سبب ہوا۔ اور آئینہ ہونے کے یہی معنی ہیں اس کے سوا اور مضمر کچھ نہیں :  
 قَالَهُمْ قَوْلَهُ خَرِيقٌ وَاللَّهُ مُبْتَدِئُ الْخَلْقِ  
 لیکن ہمہ کے کہہ کر ایک مطلب ہے اور اللہ تعالیٰ  
 العالم کہنے والا ہے۔

اسے فرزند ایچ جو معارف کھچے گئے ہیں امید ہے کہ رحمانی الہامات سے ہوں گے جن میں ہرگز شیطانی وسوسوں کی آمیزش نہیں ہے۔ اور اس مطلب پر دلیل یہ ہے کہ جب فقیرانِ علوم کے کھنسنے کے ورپے مجرا اور اللہ تعالیٰ کی پاک بارگاہ میں التجا کی تو دیکھا کہ گویا ملائکہ کرام علیہم السلام اس مقام کے گرد و فراز سے شیطان کو دفع کرتے ہیں۔ اور اس مکان کے گرد نہیں آنے دیتے۔ وَاللَّهُ مُبْتَدِئُ الْخَلْقِ  
 یَحْيٰی قَوْلَ الْغَالِیْ اور چونکہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمتوں کا ظاہر کرنا بڑی اعلیٰ درجہ کی مشگر گزاری ہے۔ اس لیے اس نعمت غفلت کے ظاہر کرنے کی دلیوری کی۔ امید ہے کہ بات عجیب اور خود بینی کے گمان سے پاک ہوگی۔ اور خود بینی کی گنجائش کیسے ہو سکے جب کہ اللہ تعالیٰ کی فتاوت سے اپنا ذاتی نقص و شرارت ہر وقت اپنی آنکھوں کے سامنے ہے۔ اور کمالات سب اللہ تعالیٰ ہی کی طرف منسوب ہیں :

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اَوْلٰٓئِہِمْ اَحْسَنُ  
 اولیٰ آخر میں میں اللہ سب اسمائیں کی حمد سے اور



وَالصَّلَاةَ وَالزَّكَاةَ عَلَى رُسُلِهِمَا لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ  
سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا إِلَى اللَّهِ الْمَكِينِ وَأَمْثَلُهَا الْيُطْلَى  
وَالزَّكَاةَ عَلَى سَائِرِينَ أَجْمَعِينَ الْهَدْيُ وَالزَّكَاةُ  
الْمُطْلَقُ عَلَيْهِ عَلَى الْإِبْرَصَاتِ وَالْمُسْتَقِيمِ  
اس کے رسول اور اُمس کی کل بزرگوار اور اصحاب  
عظام پر ہمیشہ صلوة و سلام ہو۔ اور سلام جو ان  
سب پر جو ہدایت کے راستہ پر چلے۔ اور حضرت عیسیٰ  
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی قیامت کو لازم ہو گا۔

مکتوب نمبر ۲۳۵

اس بیان میں کہ سس خائفہ کی محبت دنیا و آخرت کی مساوت کا سراپا ہے اور احکام شریعہ کے مبرا لانے اور باطنی جمعیت کے حاصل کرنے کی توفیق اس محبت کا ثمرہ ہے۔ اور اس کے خدائے عظیم میں ملو عبد الغفور سرمدی اور حاجی بیگ نرگشی اور خواجہ محمد شرف کابلی کی طرف صادر فرمایا ہے۔

حمد و صلوات اور دعوات کے بعد دوستانِ حقیقی اور شرفیاءِ حق کو معلوم شریف ہو کر آپ کے مکتوبات شریفہ جو فرطِ محبت اور کمالِ اشتیاق سے مجھ سے ہوئے تھے، ان کے پہنچنے سے بہت خوشی حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اسی محبت پر ثابتِ قائم رکھے۔ اس محبت کو دیا اور آخرت کی سعادت کا سرمایہ جان کر حق سبحانہ و تعالیٰ سے اس پر ثابت اور قائم رہنے کی دعا مانگتے رہا کریں۔ اور احکامِ شریفہ کے بحالانے کی توفیق اسی محبت کا نتیجہ ہے۔ اور باطنی جمعیت کا حاصل ہونا اسی دوستی کا ثمرہ ہے۔ اگر تمام جہانِ متعلقِ قلبتیں اور کندہ تئیں باطن میں گرا دیں لیکن اس محبت کو قائم رکھیں تو کچھ غم نہ کرنا چاہیے۔ بلکہ امیدوار رہنا چاہیے۔ اور اگر تمام پناہوں کے برابر انوار و احوال کو باطن میں زیادہ کر دیں لیکن اس محبت سے بال کے برابر بھی دور کر دیں۔ تو سوائے خرابی کے کچھ نہ بپا سنا چاہیے۔ اور اس کو استدرای شمار کرنا چاہیے۔ اس سرِ رشتہ کو مضبوط کر کے اگر اپنے کام میں متوجہ رہیں اور قیمتی عمر کو بے فائدہ کاموں میں ضائع نہ کریں۔

همه اندر ز من بنوا این است

مگر تو طفل و خانہ پر نگاہیں است

نیربی سادہ فیضیت یہی ہے کہ تو بچہ ہے اور بچکانہ رنگیں اور بچہ شگفتہ ہے

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلَىٰ سَائِرِ مَنَاقِبِ آيَةِ الْاَهْدَىٰ  
وَالْتَّوَكُّلِ سَابِقَةِ الْمُصْطَفَىٰ عَلِيٍّ عَنِ الْاَبِيْنَ  
الصَّلَوَاتِ اَفْضَلُهُمْ مِنْ النَّسَبَاتِ اَكْمَلُهَا

## مکتوب نمبر ۲۳۶

بعض اہل اسکے بیان میں مخدوم زادہ میاں شیخ محمد مائع سید اللہ تعالیٰ کی طرف سے صادر فرمایا :-

حمد و صلوة کے بعد میرے فرزند ارشد کو معلوم ہو کہ تمہارے خط سے جو تم نے احوال کی شرح میں لکھا  
ہوا تھا۔ ایسا معلوم ہوا تھا کہ تم کو ولایت خاصہ جو تیرے علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ نسبت پیدا  
ہو گئی ہے۔ اس بات سے خداوند جل جلالہ کا شکر بجا لایا کہ بہت مدت سے یہ آرڈر حق کر یہ دولت تعین  
حاصل ہو جائے۔ اب امید وار ہو کہ اس طرف متوجہ ہوتا ہے کہ تم کو اس دولت کی طرف جذبہ کسے۔  
آغا خان اس جستجو میں تم کو ولایت محسوس ملے نینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام میں داخل پایا۔ اور وہاں سے کچھ کر  
واثر و ولایت خاصہ میں داخل کیا۔ **بِسْمِ اللَّهِ مُحَمَّدٌ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ** اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا  
احسان ہے۔ اور جب تم کو قسرو جبر سے اس ولایت میں لائے ہیں۔ اس لیے میں رونے سے زیادہ جوش  
ہوں کہ تم کو اپنی نفل میں نگاہ رکھ کر پرورش کرنا ہے۔ معلوم نہیں کہ اس نسبت کے ضعف سے تمہیں معلوم ہوا  
ہوگا۔ اور اس پر جو کہ یہ نسبت قوی ہو گئی ہے امید ہے کہ تم کو بھی معلوم ہو جائے گا۔ اور حضرت حق سبحانہ کے  
انعامات کی نسبت جو پے درپے اس عامی کے حق میں پہنچ رہے ہیں، کیا لکھے۔

من آں خاکم کہ ایر تو بہاری      کند از لطف بر من قطرہ باری  
اگر بر رویہ از تن صد زبانی      چو سبزہ مشکو لطفش کے تو انم

میں وہ خاک ہوں کہ زبان کا بدل لطف و مہربانی سے چھ پر برس رہا ہے۔

اگر تم سے حق پر سوز نہاں بھی ہوگا اس پر پھر بھی میں سبزے کی طرح اس کی مہربانی کا شکر کیسے ادا

کر سکتا ہوں۔

دوسرے یہ کہ جسے کہ فرزند عزیز محمد سعید نے جو اپنے مکتوب میں اپنے احوال کو ظاہر کیا تھا، بہت  
عشیک ہیں۔ اور اس خصوصیت کے ساتھ یاروں میں سے کسی کو حاصل ہوئے ہیں۔ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ  
اس کو بھی ولایت خاصہ سے مشرف فرمائے گا۔ اور فرزند کی محمد معصوم بالذات اس دولت کے قابل  
ہے۔ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے قوت سے فضل میں لائے۔



## مکتوب نمبر ۲۳۷

سنت سنۃ اہل ماجرا الصلوٰۃ والسلام والتوبۃ کی تابکاری پر تڑپ دینے اور طریقہ علیہ نقشبندیہ

قدس اللہ تعالیٰ اصرار میں کہ میں یہ مکتوب رسائی کی طرت عباد فرمایا :-

بِسْمِ اللّٰهِ وَآيَاتُ الْکُوفِ عَلٰی جَادَةِ الشُّرُوعِ وَالْحَقِّقَةِ  
 اللّٰهُ کَافٍ بِیْکُمْ عَلٰی صَاحِبِهَا الْعَقْلُ وَالسَّلَامُ  
 وَالْحَقِّقَةُ وَالْاِیَّامُ وَالْاَعْقَابُ بِالْاَعْظَامِ  
 اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو حضرت مصطفیٰ صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام علیہم السلام کی شریعت حق کے  
 سیدھے راستے پر ثابت قدم رکھے۔

میرے مساوت منہ بھائی! طریقہ علیہ نقشبندیہ قدس سرہم کے بزرگواروں نے سنت منیہ کو لازم پکڑا ہے  
 اور عزیمت پر عمل اختیار کیا ہے۔ اگر اس التزام اور اختیار کے ساتھ ان کو احوال و مواجد سے شرفت کراویں تو  
 ان کو نعمت عظیم ملے گی۔ اور اگر احوال و مواجد تو ان کو بخشیں۔ مگر اس التزام اور اختیار میں فتور معلوم کریں تو  
 ان احوال کو پسند نہیں کرتے۔ اور ان مواجد کو نہیں چاہتے۔ اور اس فقرہ میں اپنی سراسر خرابی جانتے ہیں۔  
 کیونکہ برہمنوں اور ہندو جوگیوں اور یونانی فلاسفہ کو علم تو محدود ہے بہت قسم کی تجلیات و صورتیں اور کائناتیں مثالی  
 ہوتی ہیں۔ لیکن سوائے خدائی اور رسوائی کے ان سے کچھ نتیجہ حاصل نہ ہوا۔ اور سوائے ہندو و حمان کے ان کے  
 ہاتھ کچھ نہ آیا۔

اے بھائی! جب آپ نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان بزرگواروں کی ارادات کے سنگ  
 میں داخل کیا ہے تو چاہیے کہ ان کی متابعت کو لازم پکڑیں اور سر توان کی مخالفت نہ کریں۔ تاکہ ان کے کمالات  
 سے فائدہ مند اور برخوردار ہوں۔ اقل اپنے عقاید کو اہل سنت و جماعت کثر ثم اللہ تعالیٰ کے عقاید کے  
 موافق درست کریں۔

دوسرے فرض و سنت و واجبات و مندوب و مکرہ و مستحب کا علم جو فقہ میں مذکور ہے  
 حاصل کریں اور اس علم کے موافق عمل درست کریں۔

تیسرے درجے پر علوم صوفیہ کی تربیت پہنچتی ہے جب تک وہ دوسرے درست نہ کریں عالم قدس میں ان کا  
 حال ہے۔ اور اگر ان کو کاموں کے حاصل ہونے کے لیے احوال و مواجد حیرانوں تو ان میں اپنی سراسر خرابی ظاہر  
 چاہیے۔ اور ایسے احوال و مواجد سے بناء مانگنی چاہیے۔ ج

کار این است قیر این جہرہ سیح

رسول کا کام مکمل ہونا ہے۔

مَا عَلَى الْمُسْلِمِ إِلَّا الْبَلَاغُ

براہم یہاں شیخ داؤد وہاں آئے ہوئے ہیں۔ ان کی صحبت کو غنیمت جانیں اور نچو نصیحت اور دلالت کبریٰ بجالائیں۔ کیونکہ وہ ان بزرگواروں کے مریدوں کی صحبت میں بہت مدت رہے ہیں۔ اور انہیں ان کا ماہ و مہینہ معلوم ہو چکا ہے۔ اس جگہ کے ان یاروں کو جو میر نعمانی کے ذریعے اس طریقہ علیہ میں داخل ہوئے ہیں۔ چاہیے کہ مشائخ الیہ (شیخ داؤد) کی صحبت کو غنیمت جانیں۔ اور حلقہ میں ایک ہی جگہ بیٹھیں۔ اور ایک دوسرے میں غانی ہوں تاکہ جمعیت حاصل ہو۔ اور ماضی ترقی پائے۔ اور مکتوب کا مطالعہ کیا کریں کہ بہت فائدہ مند ہے و

و ادریم تر از پنج مقصود و نشان

ہم نے تجھے پنج مقصود کا نشان بتا دیا ہے۔

وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ آمَنَ الْهُدَىٰ وَالْقُرْآنَ  
مَنْ آمَنَ الْهُدَىٰ وَالْقُرْآنَ  
وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ آمَنَ الْهُدَىٰ وَالْقُرْآنَ  
وَالسَّلَامُ عَلَى مَنْ آمَنَ الْهُدَىٰ وَالْقُرْآنَ

## مکتوب نمبر ۲۳۸

میر نعمان کی طرف ماضی فرمایا۔

اس بیان میں کہ کچھ ایسے نیک دوستوں کے زیادہ مجھے ہیں بہت سی امیدیں ہیں۔ اور اس ہم کی تکلیف میں کہ ایسا نہ ہو کہ یہی کے احوال و معارف ہر دوں کے توقف اور عجب کا موجب بنیں۔ اور اس بیان میں کہ مریدوں کے احوال جیسا کہ موجب بنتے ہیں۔ تاکہ ترتیبات پر مدد فرمادیں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ  
عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ عَلٰی اٰلِہٖ الطَّیِّبِیْنَ  
وَعَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ عَلٰی اٰلِہٖ الطَّیِّبِیْنَ  
وَعَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ عَلٰی اٰلِہٖ الطَّیِّبِیْنَ

سلام ہو۔

آپ کا مکتوب شریف جو خوابہ رحمی کی خدمت گزار کے ہمراہ ارسال کیا تھا پہنچ کر نہایت ہی خوشی کا باعث ہوا اور چونکہ آپ کے مریدوں کے احوال مفصل طور پر درج تھے۔ اسی لیے خوشی پر خوشی حاصل ہوئی۔ کیونکہ کچھ ایسوں کے زیادہ ہونے میں :



اپنے دینی بھائیوں کو زیادہ بناؤ۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ

کے بوجب بہت بہت امیدیں ہیں۔ اور آیت کریمہ:

مَسْكُوْنًاۤ اَعْدُوْا لِّمَاۤ اٰتٰیكُمۡ

تیرے باند کو ترسے بھائی سے قویٰ کریں گے۔

بھی اسی ضمن میں کہ مرتبہ ہے۔ لیکن چاہیے کہ اپنے احوال و اعمال مشکوٰۃ نظر ہوں اور اپنی حرکت و سکون ملحوظ ہو۔

ایسا نہ ہو کہ مریدوں کی ترقیاں پیروں کے توقف کا باعث بن جائیں۔ اور ستر مشعلوں اور مریدوں کی گونج

مشرشت مدد کے گھنٹوں مروی ڈال دے۔ اس بات سے بہت ڈرتے رہنا چاہیے۔ اور مریدوں کے اعمال

و مقامات کو شیر و ببر کی طرح جانا چاہیے۔ اور اُن پر فقر و مباحات نہ کرنا چاہیے۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ اس وجہ سے

محبتِ خود کا دروازہ کھل جائے۔ بلکہ چاہیے کہ:

اَلْحَيٰةُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاٰیۡمَانِ

حیا ایمان کی جزو ہے۔

کے موافق مریدوں کی ترقیاں ضرورت کی وجہ سے کا باعث ہوں۔ اور طالبوں کی گرمی صبر و غیرت کا موجب

ہو۔ اور چاہیے کہ اپنے اعمال کو قاصر اور اپنی نیت کو کوتاہہ سمجھیں۔ اور حال و حال کی زبان کلمہ

سے ترسے۔ اگرچہ آپ کے پسندیدہ الطوار سے امید ہے کہ آپ اس طرح مسامحہ کریں گے۔ لیکن دینی

و ممنوع فی نفس امارہ اور شیطان لعین کا خیال کرتے ہوئے تاکید کے طور پر سبالتذکیہ کیا ہے۔ تاکہ ایسا

نہ ہو کہ طالبوں کی توجہ کی سرگرمی میں مروی پڑ جائے۔ کیونکہ مقصود ان دونوں حالتوں کا جمع کرنا ہے۔ صرف

ایک ہی کے فکر میں لگا رہنا مقصود میں داخل ہے۔

خواہر دینی و دنیا اہل کو آپ کی خدمت میں حاضر رہنا چاہیے۔ اور آپ ان کے حال پر پورے طور

سے توجہ فرماتے ہیں۔ میر عبدالمطیف نے بھی اگر توجہ کی توفیق پائی ہو۔ تو اس کی بھی مدد کریں۔ تاکہ

استقامت حاصل کرے۔

آپ نے بھی تھا کہ بعض طالب طریقہ قادریہ کی اہتمام کرتے ہیں۔ چاہیے کہ طریقہ نقش بندہ کے سوا

اور کوئی طریقہ کسی کو نہ سکھائیں۔ تاکہ وہ طریقہ باہم مل نہ جائیں۔ ہاں اگر کلاہ و شجرہ طلب کریں۔ اور استخارہ

کی اجازت دیں تو مرید بنالیں۔

وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ عَلٰی سَاۡتِرِیْہِمْ اٰخَرًا بِکُمْ وَ اٰخَرًا بِکُمْ

وَعَلٰی سَاۡتِرِیْہِمْ اٰخَرًا بِکُمْ وَ اٰخَرًا بِکُمْ

وَعَلٰی سَاۡتِرِیْہِمْ اٰخَرًا بِکُمْ وَ اٰخَرًا بِکُمْ

۵۵۵

۵۵۵

کی متابعت کو لازم پکڑا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ اَعْلٰیہٗ

## مکتوب نمبر ۲۳۹

مقام احمدیہ کی طرف اُس کے اس خط کے جواب میں جو اُس نے لکھا تھا اور اسی میں چند سوال استفسار کیے تھے، لکھا :-

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَ  
السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاٰلِہٖ  
اَحْصَاہُ وَالصَّالِحِیْنَ اَجْمَعِیْنَ۔  
اشترک الداعیہ کے لیے عمل ہے۔ اور  
مسئد المرسلین انسان کی آل و اصحاب پاک پر  
صلوٰۃ و سلام ہو۔

آپ کا مکتوب گرامی جواز روئے شفقت و مہربانی ارسال کیا تھا۔ اس کے مضمون کا مطالعہ کر کے بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ آپ نے لکھا تھا کہ احوال کا عرض کرنا احوال کے اندازہ پر ہے۔

میرے مخدوم! احوال کے حاصل ہونے سے مقصود یہ ہے کہ محول احوال یعنی احوال کے پھرنے والے اشخاص کے ساتھ گرفتاری اور تعلق حاصل ہو جائے۔ جب یہ گرفتاری حاصل ہو تو پھر اگر احوال حاصل ہوں یا نہ ہوں کچھ پروا نہیں۔

آپ نے لکھا تھا کہ حضور میں مذکور تھا کہ آپ کے حق میں ہم نے بہت تخم ریزی کی الخ  
میرے مخدوم! واقعی اسی طرح ہے۔ لیکن ثمرات کا غلبہ زندگی اور مرنے کے بعد بے شمار مافول کے گزرنے پر موقوف ہے۔ آئینہ کا کَلْعَلْ یہ۔ (خوش ہوا و بدی نگر)۔

مولانا محمد صالح کے مقولہ کی نسبت آپ نے لکھا تھا۔ چونکہ مولانا مذکور حاضر نہ تھے تاکہ ان کی مراد سمجھی جاسکے اس لیے اس مقولہ سے معترض نہ ہوا۔ لیکن خیر ہے کہ اس طرح کا نگہ دل میں ملائیں اور بے ادبی کی نسبت جو آپ نے لکھا تھا، سو وہ سطور کی خطائیں معاف ہیں دل میں کچھ فکر اندیشہ نہ کریں۔

آپ نے اپنے احوال کی نسبت تعقیب و تعیش کی تھی۔ اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا احسان ہے کہ آپ مقبولوں میں سے ہیں۔

قُلْ مَنْ یُّدْرِیْ بِیَوْمِ الْحِسَابِ۔  
جو خدا کی کیا غیاورہ دولت قبول کیا گیا۔

آپ نے لکھا تھا کہ وہ شیخ خاصے آئے تھے تاکہ ذکر کی تلقین حاصل کریں الخ  
میرے مخدوم! استغفار ہر کام میں مسنون و مبارک ہے۔ لیکن ضروری نہیں ہے کہ استغفار



کے بعد خواب یا واقعہ یا بیداری میں ایسا امر ظاہر ہو۔ جو اس کام کے کرنے یا نہ کرنے پر ولایت کے۔ بلکہ استخارہ کے بعد دل کی طرف رجوع کرنی چاہیے۔ اگر اس کام کی طرف پہلے سے زیادہ توجہ ہے تو اس کام کرنے پر ولایت لگتا ہے۔ اور اگر توجہ اسی قدر ہے جس قدر کہ پہلے تھی اور کچھ کم نہیں ہوئی۔ تب بھی منع نہیں ہے اس صورت میں استخارہ کو دوبارہ دوبارہ کرے۔ تاکہ توجہ کی زیادتی مفوم ہو جائے۔ استخارہ کے سگوار کی نسبتاً سات مرتبہ تک ہے۔ اور اگر استخارہ کے ادا کرنے کے بعد پہلی توجہ میں نقصان مفوم ہو۔ تو منع پر ولایت ہے اس صورت میں بھی اگر استخارہ کرے۔ گنجائش ہے۔ بلکہ ہر تقدیر پر استخارہ کو مکرر کرنا بدست بہتر اور مناسب ہے۔ اور اس امر کے کرنے یا نہ کرنے میں احتیاط ہے۔

رسالہ مجدد و معاد کی اس عبارت کے صفحہ جو اس جلد کے بیان میں لکھی گئی ہے۔ جو رجوع کے مکتب ہے آپ نے پڑھی تھی۔

میرے مقدم! روح کا ایسا افعال کا اختیار کرنا اور کرنا جو اجسام کے افعال کے مناسب ہیں جیسے کہ مشنوں کا مالک کرنا اور دوستوں کی مدد کرنا وغیرہ وغیرہ اسی قسم سے ہے۔

ظالموں کے فتنہ سے آپ نے اسن طلب کیا تھا۔ حق تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کے اہل بیت کو بلکہ آپ کی جگہ کو ان ظالموں کی شرارت سے محفوظ رکھا ہے۔ خاطر جمع ہو کہ حق تعالیٰ کی پاک بناب کی طرف مشورہ ہیں اور امید ہے کہ اس حفظ کو کسی خاص وقت تک معین نہیں کریں گے۔

إِنَّ رَبَّكَ ذَا يَمِينٍ الْعَظِيمِ - تیرا رب بڑی بخشش والا ہے۔

لیکن اُس جگہ کے رہنے والوں کو نصیحت کریں کہ مسلمانوں کی بہتری اور خیر خواہی کی وضع کو نہ بدلیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

لَا تَأْتُوا مَعَ الْفِتْرِ مَا يَقُومُ حَقُّ تَعْبُدُوا - اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی حالت کو خود نہ بدلائیں۔

## مکتوب نمبر ۲۴

شیخ یوسف برکی کی طرف معاد فرمایا:

۱۷ ملزم جو اگر علیہ اللہ کی رو میں مذکور ہیں ۱۲ سورۃ النجم، پارہ ۱۱۳

۱۷ سورۃ النجم، پارہ ۱۳

اس جہت کی بنیاد پر اور کلمہ لا اِلهَ اِلَّا اللهُ کے بعض فائدوں کے بیان میں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَائِرِ الْاَزْمِنِ اَصْلَحَ الشُّكْرِ مَحْصَدٌ اور اس کے بکریہ بندوں پر سلام ہو وہ سالہ جو آپ کے شریعت کے انجام والے احوال پر شامل تھا پہنچا اور اس کا مطالعہ شریعت کا باعث بنجا

در عشق چنیں بر العیسیٰ باشد

ع

عشق میں اس طرح کے بہت سے تعجب انگیز کام ہوتے ہیں

لیکن چاہیے کہ احوال سے گزر کر محول احوال یعنی احوال کے پٹانے والے (اللہ) تک پہنچنا چاہیے کہ وہاں سر اسرجالت و نادانی ہے۔ بعد ازاں اگر معرفت سے مشرت فرمائیں تو رہے دولت و سعادت۔ غرض جو کچھ دید و دانش میں آئے نفی کے قابل ہے۔ خواہ کثرت میں وحدت کا مشاہدہ ہی ہو۔ کیونکہ اس وحدت کی کثرت میں گنجائش نہیں ہے۔ جو کچھ دکھائی دیتا ہے اس وحدت کا شیخ و مثال ہے نہ ذات خود وحدت پس اس وقت آپ کے حال کے مناسب کلمہ لا اِلهَ اِلَّا اللهُ کا ذکر اور تکرار ہے۔ اس حد تک دید و دانش میں کچھ نہ چھوٹے اور حیرت و جہالت میں ڈال دے۔ اور معاملہ کو فنا تک پہنچا دے۔ جب تک جمل و حیرت میں رہیں۔ فنا فیہ نہیں ہوتی۔ جس کو آپ نے فنا تصور کیا ہے۔ اس فنا کو دم سے تغیر کرتے ہیں۔ نہ فنا ہے۔ اور جب جمل تک پہنچے گئے بعد فنا حاصل ہوگی۔ تب پہلا قدم اس راہ میں رکھا جائے گا۔ وصل کہاں اور اتصال کس کے لیے ہے

كَيْفَ الْمَوْصُولُ اِلٰی سَعَادَةٍ وَدَوُّهَا

قُلُّ الْاَجْبَالِ وَدَوُّهَا حَيْرَتٌ

سعادت مشق تک پہنچنا کس طرح ممکن ہے جب کہ اس کے اور میرے درمیان پہاڑوں کی بلند چوٹیاں اور

فیض قرار دیتے ہیں۔

آپ کے احوال درست ہیں لیکن ان سے گزرنا لازم ہے۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی سَائِرِ الْاَزْمِنِ اَصْلَحَ الشُّكْرِ مَحْصَدٌ اور سلام ہو اس شخص پر جو ہدایت کے راہ پر چلا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَائِرِ الْاَزْمِنِ اَصْلَحَ الشُّكْرِ مَحْصَدٌ اور حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت

کو لازم ہے۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی سَائِرِ الْاَزْمِنِ اَصْلَحَ الشُّكْرِ مَحْصَدٌ

دوسری نصیحت یہ ہے کہ آپ شریعت پر استقامت اختیار کریں اور اپنے احوال کو معلوم و اصول شریعت

کے مطابق درست کریں۔ اگر عیاذ باللہ کسی قول و فعل میں شریعت کا خلاف پیدا ہو تو اس میں اپنی خرابی کھنسن

چاہیے۔ استقامت والوں کا یہی طریق ہے۔ والسلام



## مکتوب نمبر ۲۴۱

بعض ماموں کی ترقی کے بیان میں مولانا محمد صالح کی طرف لکھا :

میرے معاونات مند بھائی کو حمد و صلوة کے بعد معلوم ہو کہ ان حدود کے احوال حمد کے لائق ہیں اور اس جگہ کے سب یا خوش و خرم ہیں۔ بالخصوص مولانا محمد صدیق ان دونوں اللہ تعالیٰ کی عنایت سے ولایت خاند کے ساتھ مشرف ہوئے۔ اور اسم جزئی سے اسم کلی کے ساتھ ملحق ہوئے باوجود اس کے نظریات کی جانب رکھتے ہیں۔ وہاں سے نصیب وافر حاصل کر کے شاید رجوع کی طرف میلان کریں :

وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَن يَّشَاءُ۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اپنا رحمت سے خاص

(آیت۔ سورہ بقرہ) کرتا ہے۔

کبھی کبھی اپنے اور ان دوستوں کے احوال جو طریقہ میں داخل ہوئے ہیں اور ہوتے ہیں۔ لکھتے رہا کریں۔ اور چند روز کسی جگہ استقامت اختیار کریں۔ والسلام

## مکتوب نمبر ۲۴۲

بعض سوالوں کے جواب میں قادیان الدین کی طرف صادر فرمایا :

حمد و صلوة کے بعد میرے عزیز بھائی کو معلوم ہو کہ درویش کمال نے آپ کا مکتوب شریف پہنچایا۔ بڑی خوشی کا موجب ہوا۔ آپ نے جو اپنے اعمال کو تمام اذیتوں کو کوتاہی سمجھنے کے واسطے میں لکھا ہوا تھا۔ واضح ہوا۔ حق تعالیٰ سے التجا ہے کہ اس مدد کو زیادہ کرے۔ اور اس امام کو کمال تک پہنچائے۔ کیونکہ اس راہ میں یہ دونوں دلائل اصل مقصود میں سے ہیں۔

آپ نے لکھا اور دریافت کیا تھا کہ اس مقامات کا شغل کہاں تک ہے۔ اور اس مبارک شغل کی معاونت سے کس قدر پردے دور ہوتے ہیں۔ اور نفی و اثبات کی نہایت کہاں تک ہے۔ اور اس کلمہ مبارک سے کیا وسعت حاصل ہوتی ہے اور کس قدر جہاب دور ہوتے ہیں۔

جاننا چاہیے کہ ذکر سے کم اور غفلت کا دور کرنا ہے۔ اور چونکہ ظاہر کو غفلت سے پرہیز نہیں ہے۔ خواہ ابتلا میں جو خواہ انہما میں۔ اس لیے ظاہر ہر وقت ذکر کا محتاج ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ بعض اوقات ذکر اسم ذات نفع دیتا ہے اور بعض اوقات ذکر لفظی واخبارات مناسب ہوتا ہے۔ باقی رہا معاملہ باطن کا۔ وہاں بھی جب تک بالکل غفلت و غور نہ ہو جائے تب تک ذکر کرنے سے چارہ نہیں ان اس وقت کہ ابتدا میں یہ دونوں ذکر متعین ہیں اور توسط و انتہا میں یہ دونوں ذکر متعین نہیں ہیں۔ اگر قرآن مجید کی تلاوت اور نماز کے ادا کرنے سے غفلت و غور نہ ہو جائے تو ہو سکتا ہے۔ لیکن قرآن مجید کی تلاوت توسط کے حال کے مناسب ہے۔ اور نماز نوافل کا ادا کرنا سنتی کے حال کے مناسب ہے۔

جاننا چاہیے کہ حضرت ذات کا وہ حضور جو اسماء و صفات کے ملاحظہ سے ہو۔ اگرچہ دائمی ہو۔ احدیت مجرہ کی طرف توجہ کرنے والوں کے نزدیک غفلت میں داخل ہے۔ اس غفلت کو بھی دور کرنا چاہیے اور داد الوداد کی طرف جانا چاہیے۔

فراق دوست اگر اندک است اندک نیست

درد دل ویدہ اگر ہم دوست بسیار است

دوست کا فراق اگر تھوڑا سا بھی ہو تو تھوڑا نہیں ہے، اگر کہیں اگر آدھا یاں بھی پڑ جائے تو بہت ہے

آپ نے ان واقعات کی نسبت جو ظاہر ہوئے ہیں لکھا تھا۔ اس سے پہلے میں جواب میں یہی لکھا تھا کہ یہ بشارات ہیں ابھی ان کے ظہور کا وقت نہیں آیا۔ منتظر ہیں اور کام کرتے بائیں۔

كَيْفَ الْوُضُوءُ إِلَى سَعَادَةٍ وَدَوْنَهَا

فَكُلُّ الْوَجِبَالِ وَدَوْنَهُنَّ حَيُوفٌ

مسافر مشورہ تک پہنچ کر کس طرح ممکن ہے جب کہ اس کے اور سرے درمیان پانیوں کی بند و چوٹیاں اور

نشیب و فراغات ہیں۔ والسلام

## مکتوب نمبر ۲۴۳

طریقہ عارفانہ بندہ کی ترغیب میں تھوڑا سا مطلب کی طرف ملاحظہ فرمایا :

حمد و صلوة اور تبلیغ و دعوات کے بعد میرے مقررہ بھائی کو معلوم ہو کہ کئی دفعہ آپ نے اپنے متعدد خطوں میں نصیحتیں طلب فرمائی تھیں۔ لیکن جب بار بار یہی طلب آپ کی طرف سے ظہور میں آیا۔ اس پر پھر چند ٹوٹے پھوٹے فقرے لکھے جاتے ہیں، ان کو غور سے سنیں۔ اور جان لیں کہ جو کچھ طالب کے لیے ضروری ہے اور اس کے ساتھ مکلف ہے وہ وہاں کا بھلا نا ادا کرنا ہی ہے۔ یہاں تک کہ یہ :



عَمَّا أَتَتْكَ الرَّسُولَ فَحُذِرْهُ وَمَا تَكُنْ لَهُ  
عِندَهُ مَأْتِكُمْ ۖ

اس نے تمہیں منع کیا ہے اس سے بہت باڈ۔

اس مطلب پر شاہ ہے۔ اور جب طالب کو اغلاص کا حکم ہے :

أَلَا فَتَقُولُوا لِمَنْ أَغْلَظَ  
خبر وادین مخالفین اللہ ہی کے لیے ہے۔

اور وہ بغیر فنا کے حاصل نہیں ہوتا۔ اور محبت ذاتیہ کے سوا مقصد نہیں اس لیے طریق صوفیہ کا سرک بھی جس سے فنا اور محبت ذاتیہ حاصل ہوتی ہے۔ ضروری ہے۔ تاکہ اغلاص کی حقیقت ہاتھ آئے۔ اور چونکہ صوفیہ کے طریقے کمال تکمیل کے مرتبوں میں اساتذہ متفاوت ہیں۔ اس لیے ایسے طریق کا اختیار کرنا جس میں سنت نبویہ کی نسبت زیادہ لازم احکام شریعت کے بحال لانے کے زیادہ موافق ہو۔ بہت ہی بہتر اور مناسب ہے۔ اور وہ طریقہ مشائخ نقشبندیہ قدس سرہم کا طریق ہے۔ کیونکہ ان بزرگواروں نے اس طریق میں سنت کو لازم کر دیا ہے اور بدعت سے اجتناب فرمایا ہے۔ جہاں تک ہو سکے رخصت پر عمل کرنا پسند نہیں کرتے۔ اگرچہ بظاہر اس کا بغض باطن میں معلوم کریں۔ اور عزیمت پر عمل کرنا نہیں چھوڑتے اگرچہ بظاہر اس کو باطن میں نظر جانیں۔ انہوں نے کمال درجہ کمال احکام شریعت کے تابع کیا ہے۔ اور ذوق و معارف کو عظم و غیب کا خادم جانتے ہیں۔ احکام شریعت کے قیمتی تہیوں کو پھول کی طرح و جلد و حال کے جوڑ و جوڑ کے بدلے ہاتھ سے نہیں دیتے۔ اور صوفیہ کی بے فائدہ باتوں پر ضرور و مفتون نہیں ہوتے۔ نص کو چھوڑ کر نفس کی طرف خواہش نہیں کرتے۔ اور خواہات مدنیہ کو چھوڑ کر شہوات کیسے کی طرف التفات نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا مال و اقمنی اور مال کا وقت استمراری ہے۔ ماسوائے اللہ کے نقش ان کے باطن سے اس طرح محو ہو جاتے ہیں کہ اگر ماسوائے کے سامنے کرنے میں ہزار سال تک توقف کریں تو بھی میسر نہ ہو۔ اور وہ تجلی ذاتی جو در سروں کے لیے برقی کی طرح ہے۔ ان بزرگواروں کے لیے داعی ہے۔ اور وہ حضور جس کے لیے خضبت ہو۔ ان عزیزوں کے نزدیک اعتبار سے ماقط ہے :

رَبِّكَ أَلَا تَلْهَىكَ فِخْخَاةٌ وَذُرَّاقِعٌ  
وہ ایسے مرد ہیں کہ تجارت اور خرید و فروخت ان کو لگا کر غافل نہیں کرتی۔

ان کے حال کا بیان ہے۔

اس کے علاوہ ان کا طریق سب طریقوں سے اقرب اور ضرور موصل ہے۔ اور وہ سروں کی نہایت اللہ کی

۱۔ سورتہ حشر ۱۰ بارہ تہم اللہ۔ ۲۔ سورتہ زمر ۱۰ بارہ ۲۳۔

۳۔ نص سے کتاب خصوص الکفر کی طرف اشارہ ہے جو شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ کی مرکز الاداء تصنیف ہے ۱۳

۴۔ سورتہ نذر ۱۰ بارہ ۱۸۔

ہدایت میں درستی ہے۔ انسان کی نسبت جو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔ تمام مشائخ کی نسبتوں سے بڑھ کر ہے۔ لیکن ہر کسی کا فہم ان بزرگواروں کے مذاق تک نہیں پہنچتا۔ بلکہ ممکن ہے کہ اس طریقہ علیہ کے کم ہمت لوگ بھی ان کے بعض کمالات سے انکار کریں۔

قاصر سے گزرتا اس طائفہ را طعن قصور

عاشق شد کہ بر ارم بربان این گھر را !

لوگو! گناہ اندیش اگر اس گروہ نقشبندیہ پر اعتراض کرے تو کہتا ہے۔ میں تو ہرگز ان کا گمراہ نہ ہوں۔

شاعر عرب فرماتا ہے شعر

أَوَيْتُكَ أَبَايَ عَيَّ قَدْ جِئْتُ بِمِثْلِهِ

إِذَا جَعَلْتَنِي يَا جَوْنُ ثَوْبًا مَجَامِعًا

میرے آباؤ اجداد تو یہ ہیں، تو بھی ان کی مثل ہے۔ جبکہ ہاں منقذ ہوں۔

حضرت خواجہ احمد رضا قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ اس سلسلہ علیہ کے مشائخ قدس سرہم ہر مذاق اور تقاضا و فریب کو نہ دانتے اور نقص کرنے والے کے ساتھ نسبت نہیں رکھتے۔ ان کا افانہ بند ہے۔

حیف باشد شرح ادا اندر جہاں ہم چو راہ عشق باید در نہاں

لیک گفتم وصف افتادہ بر بند پیش ازاں کہ فوت حسرتاں خورد

اس کی شرح جہاں میں نہیں ہو سکتی اور وہ راہ عشق کی طرح پوشیدہ ہے۔ لیکن میں نے اس کی صفت

بیان کی ہے تاکہ لوگ اس کا سراغ لگائیں اس سے قبل کہ ہاتھ سے نکل جانے کے بعد انہیں س کریں۔

اگر ان بزرگواروں کے خصائص و کمالات میں دقتوں کے دفتر کھیں تو وہ یا تو دیا لے بے نہایت سے قطرہ کی طرح ہیں۔

و ارم تر از گنج مقصود نشان

ہم نے تجھ گنج مقصود کا نشان بتلا دیا ہے۔

وَالسَّلَامُ عَلَى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى وَالْأَوَّلُ مَنَابِتُ

الْمُصْطَفَى عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ مِنَ الصَّالِحِينَ أَفْضَلُهَا

وَمِنْ النَّبِيِّاتِ أَكْثَلُهَا۔

اور سلام ہو اس شخص پر جو ہدایت کے راستہ پر چلا۔ اور حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کو لازم بخدا۔



## مکتوب نمبر ۲۴۴

محمد صالح کو لالی کی طرف اُس کے اُس خط کے جواب میں جو اس نے اپنے مال کی خرابی کے بیان میں تحریر کیا تھا،  
مداثر فرمایا :-

میرے سعادت مند بھائی خواجہ محمد صالح کا مکتوب شریف پہنچا جو آپ نے اپنے احوال کی خرابی کی نسبت  
لکھا ہوا تھا، اُمید ہے کہ اس سے بس زیادہ خواب ہو گا۔ اور اس خرابی کی نہایت اس مکتوب میں جو انہی دنوں  
میں میرے فرزند ارشد کے نام لکھا ہے۔ درج ہو چکی ہے۔ وہاں سے معلوم کر لیں۔ اگر آپ جانتے ہیں کہ کچھ  
وہاں چند روز ہنسیاروں کی جمعیت کا باعث ہے۔ تو بہتر ہے کہ چند روز وہاں ٹھہریں۔ یہ فقیر بھی فقیر ہے  
حضرت ولی کے سفر کا ارادہ رکھتا ہے۔ اکثر استخارے اور توجہات اس سفر کا باعث ہیں۔ اور یہ مقام میرے  
فرزند ارشد کو عنایت فرمایا ہے اور ان کی ولایت میں داخل کیا ہے۔ فقیر اس جگہ مسافروں کی طرح ان کی ولایت  
میں بیٹھا ہے۔ وہاں جو طریقہ علیہ میں داخل ہوئے ہیں خاص کر میرے سید مرتضیٰ و مولانا شکر اللہ اور میر سید  
نظام بہت بہت دعاؤں سے مخصوص ہیں۔ فرزند میری خواجہ محمد صادق اور سب بھائی آپ کو اور تمام یاروں  
کو سلام دے گا کہ دعا کرتے ہیں۔

## مکتوب نمبر ۲۴۵

محمد صالح کی طرف بعض استفساروں کے جواب میں لکھا ہے :-

حد و مصلوٰۃ و تبلیغ و حیات کے بعد واضح ہو کہ مکتوب شریف جو قادم کے ہمراہ ارسال کیا تھا پہنچا اور  
بڑی خوشی کا باعث ہوا۔

آپ نے لکھا تھا کہ ذکر لفظی و اثبات اکیس عدد لکھا پہنچا ہے۔ لیکن ہمیشگی نہیں ہو سکتی اور قیامت بھی کبھی  
کبھی ظاہر ہوتا ہے۔ میرے محبت آنکارہ ذکر کرنے میں ظاہر اکوئی نہ کوئی شرط مفقود ہے جس کے باعث اس  
عدد پر کوئی نتیجہ ترتیب نہیں ہوا۔ رو بروا ان شاء اللہ دریافت کر لیں گے۔

دوسرے آپ نے اس قول کے معنی دریافت کیے تھے اور لکھا تھا کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے  
اپنے کام کو تمام کر کے فرمایا کہ :

ذُكِرَ الْإِسْلَامَ لِقَلْبِهِ وَذُكِرَ الْقَلْبُ  
وَمُسَوِّدٌ وَذُكِرَ الْإِسْلَامَ لِقَلْبِهِ وَذُكِرَ الْقَلْبُ  
زبان کا ذکر کجا اس اور قلب کا ذکر دوسرے اور دوح  
کا ذکر شرک اور سر کا ذکر کفر ہے۔

کیونکہ عیب ذکر، فکر اور ذکر کی خبر دینے والا ہے خواہ کوئی ذکر ہو۔ اور اصل مقصود ذکر میں ذکر و فکر کا فنا ہونا ہے  
اس لیے ذکر کر لقلقہ و دوسرے شرک و کفر فرمایا ہے

بہرچہ اندوشت و ایانی چہ کفر آن حرف و چہ ایمان

بہرچہ از راہ و آفتی چہ زشت آن حرف و چہ زیبا

ہم چیز کے باعث تم دوست سے دور ہو جاؤ، وہ چاہے کفر ہو یا چہ ایمان یکساں ہے۔ اور جس چیز

تم راستے سے ہٹک جاؤ، اس کی چھائی اور پائی برابر ہے۔

لیکن ذکر کے لیے ان ناموں کا ماضی ہونا فنا و بقا کے حاصل ہونے سے پہلے جانا چاہیے۔ کیونکہ بقا کے حاصل  
ہونے کے بعد ذکر کا وجود اور ذکر کا ثبوت اس سے مذہوم نہیں ہے۔ اگر اس میں کچھ پوشیدگی رہی ہو۔ توحید  
میں دریافت فرمائیں گے۔ کیونکہ تحریر کا حوصلہ تنگ ہے تو اس قول کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب  
کرنا خاص کر کام کے تمام ہونے کے بعد اچھا نہیں ہے۔

دوسرا استفسار یہ تھا کہ آپ نے لکھا تھا کہ شیخ ابوسعید ابوالخیر نے ابوعلی سینا کے مقصود پر  
دلیل طلب کی تھی اور اس نے جواب میں لکھا تھا کہ کفر حقیقی میں آیا اور اسلام مجازی سے نکل جا۔ اور شیخ  
ابوسعید نے عین القضاۃ کی طرف لکھا کہ اگر میں لاکھ برس تک عبادت کرنا تو مجھے وہ فائدہ حاصل نہ ہوتا جو مجھے  
ابوعلی سینا کے اس کلمہ سے حاصل ہوا۔ عین القضاۃ نے لکھا کہ اگر آپ سمجھتے تو اس بے پراں کی طرح مملوک  
و ظالم کیوں ہوتے۔

جاننا چاہیے کہ کفر حقیقی دوئی کے بالکل دور ہو جانے اور کثرت کے کھل طوع پر چھپ جانے سے مراد ہے  
جو کہ فنا کا مقام ہے۔ اور اس کفر حقیقی کے اور اسلام حقیقی کا مقام ہے جو بقا کا محل ہے کفر حقیقی کو اسلام  
حقیقی سے نسبت دینی سراسر نقص و عیب ہے۔ یہاں ہی سینا کی کوتاہ نظری ہے کہ اس نے اسلام حقیقی کی  
طرف دلالت نہیں کی ہے۔ اور حقیقت میں اس کو کفر حقیقی سے بھی کچھ نصیب نہیں ہوا۔ اس نے صرف اپنے غلط  
تہم و تشدید کے کہ دیا اور کھ دیا ہے۔ بلکہ اس کو تو اسلام مجازی سے بھی خط وافر حاصل نہ ہوا۔ اور فلسفی  
بکھیر طوں میں عمر بسر کر دی۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تکفیر کرتے ہیں اور واقعی اس کے فلسفی اصول اصول  
اسلام کے منافی و مخالف ہیں۔ نیز شیخ ابوسعید، عین القضاۃ سے بہت مقدم ہے وہ اس کی طرف کیا گئے  
اگر کچھ شبہ باقی رہا ہو تو تصحیح میں اگر وہ دریافت فرمائیں گے۔ و اسلام



مکتوب نمبر ۲۲۶

حیدر محمد نعمانی کی طریت صاف فرمایا +

اُس مقام کے حاصل ہونے کے بیان میں جو کمال و تکمیل کے درجوں میں متوقع اور حس کی انتظار رہی ہے اور اس تجزیہ کی ذیل کے بیان میں جو بعض اوقات ظاہری ہوجاتی ہے۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

أَلْحَدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى  
الرَّسُولِ الْعَالَمِينَ كَمَا مَدَّحَهُ أَوْصِيَاءُ الْعَالَمِينَ

سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَأَصْحَابِهِ الطَّاهِرِينَ أَجْمَعِينَ اودان کی آل و اصحاب پاک پر صلوة و سلام جو۔

آپ کے مکتوب شریف کے بعد دیگرے معاودہ ہوئے۔ بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ ان معاودہ کی طرف سے  
کوئی شرط نہ کر رکھی کہ جواب الگ الگ لکھا جاتا۔ امید ہے کہ بعد در فرمادیں گے۔ اس مکتوب کے پہنچنے  
کے بعد جرمیر داؤ کے ہمراہ ارسال کیا تھا۔ ایک دن صبح کی نماز کے بعد دوستوں کے ملحقہ میں بیٹھا تھا کہ چھوڑا  
آپ کی طرف توجہ پیدا ہوئی۔ اور بقایا آثارِ بظہر میں آتے تھے ان کے دور کرنے کے واسطے ہوا۔ اور وہ  
ظلمتیں اور کدورتیں جو عموماً سوس ہو رہی تھیں ان کے دفع کرنے میں کوشش کرنے لگا۔ یہاں تک کہ آپ کے  
کمال کا جلال بدر کمال بن گیا۔ اور جبکہ ہدایت کے آفتاب میں امانت رکھا تھا سب اس بدر میں منعکس ہوا  
تھی کہ کمال کی جانب میں کچھ متوقع اور فطرہ نہ رہا :

إِلَّا أَنْ يَتَّخِذَ الظُّلُفُ وَيَأْخُذُ بِقَدِيرٍ سوائے اس کے کہ ظریف و رسیع ہو جائے اور اپنی

وَسَيُجِيبُكَ سَيِّدُنَا قَسِيْمًا .  
 وصوت کے موافق کچھ غامض کرے .

تو ویرنگ اس معنی کی شایہ صورت نظر میں رہی۔ یہاں تک کہ وہ یقین جو صدق کا مصداق ہے

محمد رشید بیجاوی علی قرائت

اس دولت کا حاصل ہونا اس واقعہ کی تاویل سے جڑ آپ نے دیکھا تھا۔ اور اس کے حاصل ہونے کے لیے بڑے مہارت اور تاکید کے ساتھ سوال کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اور احسان ہے کہ آپ کا قرض سب کا ادا ہو گیا۔ اور وعدہ پورا ہوا۔ اب امیدوار ہے کہ اس کمال کے انداز پر تکمیل حاصل ہوگی۔ اور اس طرف کے دشت و صحرا آپ کے جوش و شریعت سے متوجہ ہوں گے۔

آپ نے اپنی بے توقیفی کی نسبت کلمہ تشاغلہ بڑا اس کا سبب قبض کی زیادت ہے اور حیلوں کے





اختلاف طحاہ منظر کے ہے۔ بلکہ وہاں استقلال اور برہان کی گنجائش نہیں ہے۔ کیونکہ حق سبحانہ کے وجود میں کوئی پرستیدگی اور اس کے ظہور میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔ اور وہ تمام بدیہیات سے زیادہ روشن ہے۔ اور یہ بات سوائے اُن شخص کے کہ جس کے دل میں مرض اور اُس کی آنکھوں پر پردہ ہو کسی پر پرستیدگی نہیں ہے اور تمام اشیاء اس ظاہری سے محسوس ہیں۔ اور ضروری طور پر معلوم ہے کہ ان سب کا وجود اُسی ذات پاک کی طرف سے ہے جو مطلوب میں مضرب نہیں ہے۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلَىٰ سَائِرِ مَنْ آمَنَ الْهَدَىٰ  
وَالَّذِينَ مَاتُوا بِهَا وَالْعُظَمَاءُ عَلَيْهِمْ وَعَلَىٰ آلِهِ  
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَتَمَّهَا وَكَمَّلَهَا

اور سلام جو آپ پر اور اُن سب پر جو ہدایت پر چلے  
اور حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت  
کو لازم کر دیا۔

## مکتوب نمبر ۲۴۸

مالی جناب سرزا حسام الدین احمد کی طرف صادر فرمایا :

اس بیان میں کہ انبیائے علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کامل تا بعد ازاں کو ان کے تمام کلمات سے بطریق  
تبیقہ کچھ کچھ حاصل ہے۔ اور اس بیان میں کہ کوئی ولی خدا کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ اور اس امر کی  
تحقیق میں کہ عقل ذاتی برحق حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخصوص ہے، کس معنی سے ہے۔ اور اس کے  
شائبہ بیان میں :

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا  
لِنُفْقِدَهُ لَوْلَا أَنَّهُ هَدَانَا اللَّهُ لَفَقَدْنَا  
جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ صَلَوَاتُ  
اللَّهِ تَعَالَىٰ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِمْ وَعَلَىٰ  
آلِهِمْ وَآلِهِمْ وَأَعْوَابِهِمْ وَحَرَمَاتِهِمْ  
آمین

اللہ تعالیٰ کی حمد جس نے ہم کو اس طرف ہدایت  
کا گروہ ہم کو ہدایت و رستہ ہم کو ہدایت نہ پاتے  
ہے شک ہمارے سب کا کہ مشول حق کے مانتے  
ہیں اُن پر اور ان کے ابھاروں اور مددگاروں  
اور ان کے اسرار کے خزانہ پر اللہ تعالیٰ کی  
عزت سے صلوٰۃ و سلام ہو۔

انبیائے علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کامل تا بعد ازاں کی شائستگی اور زیادہ محبت کے باعث بلکہ محض ہدایت

حاشیہ صفحہ ۵۶۶ : یہ کہ علت سے علت کی طرف دلیل پھر اس اور ذاتی یہ کہ علت سے علت کی طرف دلیل پھر اس  
حاشیہ صفحہ ۵۶۷ : اس سلسلہ احوال، بارہ دہانہ۔

بخشش سے اپنے متعلق انبیاء کے تمام کمالات کو بذریعہ لکھتے ہیں۔ اور پھر اسے طور پر ان کے رنگ میں رنگے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ کتابوں اور مقبولوں کے درمیان مساوات اور تبعیت اور اولیت اور آخریت کے ہر فرق نہیں رہتا۔ باوجود اس امر کے کہ انبیاء اگرچہ افضل الرسل کے تابعداروں سے جو کسی نبی کے پیروں کو اگرچہ وہ تمام انبیاء سے کم درجہ کا ہوں نہیں پہنچ سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ جو انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام انسانوں سے افضل ہیں ان کا سر ہمیشہ اس پیغمبر کے نیچے رہتا ہے جو تمام پیغمبروں سے نیچے درجہ کا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ تمام انبیاء اور ان کے ارباب کے تعینات کے مبادی مقام اصل سے ہیں۔ اور تمام انبیاء و افضل انہوں اور ان کے ارباب کے مبادی تعینات اس اصل کے ظلال کے تحت ہی ہے۔ اپنے اپنے درجہ کے موافق ہیں۔ پھر اصل و نقل کے درمیان کس طرح مساوات ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْغَايِبِينَ  
أَقُولُ لَهُمْ السَّلَامَ وَمَا كَانُوا بِأَعْيُنِنَا  
لَهُمْ أَفْقَالُ لِيُونَا۔

غالب ہے۔

اور یہ جڑ کہتے ہیں کہ تعجبی ذات جو تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے درمیان حضرت خاتم الرسل سے مخصوص ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کامل تابعداروں کو بھی اس تعجبی سے حصہ حاصل ہے۔ وہ اس سننے کے لحاظ سے نہیں ہے کہ تعجبی ذات انبیاء کے نصیب نہیں ہے۔ اور تابعداری کے سبب ان کے کامل کو نصیب ہے۔ عاقل و کلا کہ کوئی اس سے یہ مطلب تصور کرے۔ کیونکہ اس میں اولیاء کی انبیاء پر زیادت ہے بلکہ اس تعجبی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخصوص ہونا اس معنی کے اقتدار سے ہے۔ کہ دوسروں کو اس کا حاصل ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کی طفیل اور تبعیت سے ہے۔ یعنی انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اس تعجبی کا حاصل ہونا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طفیل ہے۔ اور اس اہمیت کے کامل اولیاء کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تابعداری کے سبب سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت عظمیٰ کے دسترخوان پر اس کیلئے طفیلی اور عیس ہیں۔ اور اولیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم ہیں خوردہ کھانے والے۔ اور عیس طفیلی اور خادم ہیں خوردہ کھانے والے کے درمیان بہت فرق ہے۔ اس مقام پر قدم لغزش کشا جاتا ہے۔

اس شبہ کی تحقیق میں اس فقر نے اپنے مکتوبات اور رسائل میں کئی قسم کی چیزیں ذکر کی ہیں۔



حق وہی ہے جس میں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس موقع میں تحقیق کیا ہے۔

آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ اگرچہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طفیل اس تجلی سے کامل حصہ حاصل ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اس ولایت خاصہ نے ان کی امتوں کے ادایا میں اثر نہیں کیا ہے۔ اور اس تجلی سے وافر حصہ حاصل نہیں ہوا ہے۔ کیونکہ جب ان کی اصلوں میں یہ دولت طفیلی اور انکاسی ہو تو فروغ میں عکس العکس کے طریق پر کیا پہنچے۔ اس مسئلہ کا مصداق کشف صریح ہے نہ استدلال عقلی۔

اور یہ جو پہلے مذکور ہوا ہے کہ کامل تابعدار کمال متابعت کے سبب اپنے قبوعوں کے کمالات جذب کر لیتے ہیں، امر ادا ان سے قبوعوں کے اصل کمالات ہیں نہ کہ مطلقاً تاکر تناقض پیدا نہ ہو۔ بلکہ یہ لوگ انبیاء میں سے اپنے ہر ایک نبی کی مخصوص ولایت سے بہرہ ور ہو گئے ہیں۔ اور سب امتوں کے درمیان یہی اُمت تابعداری کے سبب اس تجلی سے مخصوص ہے۔ اور اس دولت عظمیٰ سے شرف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ اُمت خیر الامم ہے۔ اور اس اُمت کے مطابق اسرائیل کی طرح ہیں :

ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ۝  
یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔  
اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

دل نہ چاہا کہ اس ولایت خاصہ کے کچھ فضائل وخصائص لکھے۔ لیکن وقت کی تنگی نے مدد نہ کی اور کلمہ نے کوتاہی کی۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت سے علوم و معارف بھاری بھر پور کی طرح برس رہے ہیں۔ اور عجیب غریب املار پر اطلاع بخش رہے ہیں۔ اس دانہ کے محرم اپنی اپنی استعداد کے موافق میرے بزرگوار فرزند ہیں۔ اور دوسرے دوست چند روز حضور میں ہیں اور چند روز غیبت میں۔ اسی واسطے کہتے ہیں کہ ولی ہر چند ولی ہو صحابی کے درجے کو نہیں پہنچتا۔

آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا شوق حد سے بڑھ کر ہے۔ صحیفہ گرامی جو اس حقیر کے نامزد و قریب تھا اس کے پہنچنے سے شرف ہوا۔ اعمال کو تا صبر و کھنسا بڑی بھاری نعمت ہے۔ لیکن تو سوا احوال تمام امور میں اچھا ہے۔ افراط و تفریط کی طرح مداقتال سے باہر ہے۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلَىٰ سَائِرِ مَنِ اتَّبَعَ  
اور سلام ہو آپ پر اور ان سب پر جو ولایت  
پر پہلے اور حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کی متابعت کو لازم کر لیا۔  
الْهَدَىٰ وَالَّذِينَ آمَنُوا تَتَابَعَهُ الْمُصْطَفَىٰ عَلَيْهِ  
وَعَلَىٰ آلِهِ الصَّلَوَاتُ وَالتَّلَامَاتُ

## مکتوب نمبر ۲۴۹

میرزا و اداب کی طرف صادر فرمایا :

حضرت سید المرسلین و الآخرین کی متابعت کے فضائل اور اس پر شریعت کمالات اور اس کے ساتھ

خصوص مراتب کے بیان میں۔

الحمد لله وسلاطین علی جلالہ الذین اصطفی اللہ تعالیٰ کی صمد اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام

آخرت کی نہایت اور ہمیشہ کی خلاصی حضرت سید الاولین و الآخرین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی متابعت پر وابستہ ہے۔ آپ ہی کی متابعت سے حق تعالیٰ کی عبودیت کے مقام میں پہنچتے ہیں۔ اور آپ ہی کی متابعت سے تجل ذات سے مشرف ہوتے ہیں خلافت آپ ہی کی متابعت سے مرتبہ عبدیت میں حرکات کے مراتب سے اوپر اور مقام محبوبیت کے حاصل ہونے کے بعد ہے سرفراز فرماتے ہیں۔ اور آپ کے کامل تابعان کو بنی اسرائیل کے پیغمبروں کی طرح فرماتے ہیں۔ اور ان کو العزم پیغمبر آپ کی متابعت کی آرزو کرتے ہیں۔ اور اگر مومن علی الصلوٰۃ والسلام آپ کے زمانہ میں زندہ ہوتے تو آپ ہی کی تابعداری کرتے۔ اور بیٹے روح اللہ کے نازل ہونے اور حضرت حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کرنے کا قصہ مشہور و معلوم ہے۔ آپ کی اُمت آپ کی متابعت کے سبب خیر الالم ہوتی ہے۔ اور اس میں سے اکثر اہل جنت ہیں۔ قیامت کے دن آپ کی تلبیہ کی بدولت تمام اُمتوں سے پہلے آپ کے اُمتی بہشت میں جایں گے۔ اور ناز و نعمت حاصل کریں گے۔ پس آپ کو لازم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی متابعت اور سنت کو لازم پکڑیں اور شریعت حق کے موافق احوال بجالائیں۔

دوسرے یہ کہ شیخ اسماعیل کی سفارش کرتا ہے جو معارف آگاہ حاجی عبدالحق کے دوستوں میں سے ہے۔ والسلام۔

## مکتوب نمبر ۲۵۰

بعض مستفادوں کے حل میں مولا احمد برک کی طرف صادر فرمایا :

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ممد و صلوات اور تبلیغ و دعوات کے بعد واضح ہو کہ اس طرف کے فقرائے احوال و اوضاع حمد کے لائق ہیں



اور آپ کی ماقبالت حق تعالیٰ سے مطلوب و مستولی ہے۔

آپ کا مکتوب شریف صا و درہنہ، آپ نے لکھا تھا کہ وہ ذوق و خوشی جو اہل حاصل مقلی، اب اپنے آپ میں نہیں پاتا۔ اور اس بات کو اپنا تسلی جانتا ہے، سو میرے بھائی کو معلوم ہو کہ پہلی حالت اہل وجد و سماج کی طرح تھی۔ جس میں جسدِ کرکامل داخل تھا۔ اور جو حالت اب حاصل ہوئی ہے اس میں جسدِ کاکوئی حصہ نہیں ہے اس کا زیادہ تر تعلق قلب و روح کے ساتھ ہے۔ اس معنی کا بیان کرنا تفصیل چاہتا ہے حاصل یہ کہ دوسری حالت پہلی حالت سے کئی مرتبہ بڑھ کر ہے۔ اور ذوق کا نہ پانا اور خوشی کا اور جونا، ذوق و خوشی کے پانے سے بڑتر ہے۔ کیونکہ نسبت جس قدر جہالت اور حیرت میں ترقی کرتے اور جسد سے دور تر ہو۔ اسی قدر حاصل اور مقصود حاصل ہونے کے نزدیک تر ہے۔ اس لیے کہ اس مقام میں عجز و جہل کے سوا کسی اور چیز کی گنجائش نہیں ہے۔ جہل کو معرفت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور بجز کا نام اور اک دیکھتے ہیں۔

آپ نے لکھا تھا کہ اس نسبت کی وہ تاثیر پچھلے مقلی اب نہیں رہی۔ بلکہ تاثیر جلدی نہیں رہی، لیکن تاثیر روح زیادہ تر حاصل ہو گئی ہے۔ لیکن ہر ایک شخص اس کا اور اک نہیں کر سکتا۔ لیکن کیا کیا بانٹے آپ کی صحبت اس فقیر کے ساتھ بہت کم ہوئی ہے۔ اور علوم و معارف خاصہ بہت کم مذکور ہوئے ہیں۔ شاید اللہ تعالیٰ کو منظور ہو گا کہ دوبارہ صحبت حاصل ہو۔ اور پھر چند لفظ باہم لکھتے رہیں۔

نیز آپ نے دریافت کیا تھا کہ باوجود زرا و دراصلہ کے اس زمانہ میں کیا عقلمر جانا فرض ہے یا نہیں؟ میرے مفہوم اس بارہ میں فقہ کی روایتوں میں بہت اختلاف ہے۔ اور اس مسئلہ میں مختار فقہاء ثلاثہ و امت الشریعہ کا فتوئے ہے۔ جو اس نے کہا ہے کہ اگر راستہ میں اسن اور عدم ہلاک کا تعلق غالب ہے تو اس کی اذیت ثابت ہے۔ ورنہ نہیں۔ لیکن بشرطِ وجوبِ ادا کی شرط ہے نہ کہ نفس و وجوب کی۔ کہا ہوا صحیح۔ پس اس صحت میں حج کی وصیت واجب نہیں ہوتی۔ چونکہ وقت نے موافقت نہ کی۔ اس لیے آپ کے دوسرے استفساروں کے جواب کو کسی دوسرے مکتوب پر موقوف رکھا۔ والسلام

## مکتوب نمبر ۲۵۱

مولانا محمد شرف کی طرف صا و درہنہ:

علاء اللہ علیہ السلام کے فضائل اور حضرت عیسیٰ کی فضیلت اور حضرت امیر کے بعض خاصہ اوصاف و اصحاب کرام علیہم السلام کی تعظیم و توقیر اعدان کے درمیان جھگڑوں اور لڑائیوں کو ختم بھیج پر عمل کرنے اور

آپ کے متعلق بیان میں۔

حدود صلوة اور تبلیغ دعوات کے بعد میرے سعادت مند بھائی محمد اشرف کو معلوم ہو کر بعض علوم غریبہ اور اسرار عجیبہ اور مواہب اللطیفہ اور سعادت شریعت میں سے اکثر حضرات شیخین ذی النورین و حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے فضائل و کمالات سے تعلق رکھتے ہیں اپنی ناقص سمجھ کے موافق لکھتا ہے، گو مشہور شخص نہیں۔ حضرت صدیق اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہما کمالات محمدی کے حاصل ہوئے اور ولایت مصطفوی علیہ وسلم آؤ السلام کے درجوں کے پہنچنے کے باوجود جو شہادت انبیاء کے درمیان جانب ولایت میں حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں اور جانب دعوت میں جو مقام نبوت کے مناسب ہے حضرت محمد صلی علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے مناسبت رکھتے ہیں۔ اور حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ دونوں طرف میں حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں۔ اور حضرت امیر رضی اللہ عنہ دونوں طرف میں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں۔ اور چونکہ حضرت عیسیٰ روح اللہ اور کلمہ اللہ ہیں۔ اس لیے نبوت کی جانب سے ولایت کی جانب ان میں غالب ہے۔ اور حضرت امیر میں بھی اس مناسبت کے باعث ولایت کی جانب غالب ہے۔ اور خلفائے اربعہ کے قیادت کے مبادی جہالت کے اختلاف کے بموجب اجمال اور تفصیل طور پر صفت العلم ہے۔ اور وہ صفت باعتبار اجمال حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب ہے۔ اور باعتبار تفصیل کے حضرت خلیل علیہ السلام کا رب اور اجمال و تفصیل کی برزخیت کے اعتبار سے حضرت نوح علیہ السلام کا رب ہے۔ جیسے کہ موسیٰ علیہ السلام کا رب صفت الکلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رب صفت القدرت اور حضرت آدم علیہ السلام کا رب صفت التکوین ہے۔

اب ہم اصل بات کو بیان کرتے ہیں کہ حضرت صدیق، اور حضرت فاروق، اور انبیا کے اختلاف کے موافق نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برہنہ کو اٹھانے والے ہیں۔ اور حضرت امیر و حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مناسبت اور جانب ولایت کے غلبہ کے باعث ولایت محمدی کے برہنہ کو اٹھانے والے ہیں اور حضرت ذی النورین کو برزخیت کے اعتبار سے ہر دو طرف کے برہنہ اٹھانے والا فرمایا ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس اعتبار سے بھی ان کو ذی النورین کہیں۔ اور چونکہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما بار نبوت اٹھانے والے ہیں۔ اس لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ مناسبت رکھتے ہیں۔ کیونکہ مقام دعوت جرم نبیہ نبوت سے پیدا ہوا ہے۔ ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد باقی تمام انبیاء کے درمیان ان میں اتم و اکمل ہے اور ان کی کتاب قرآن مجید تمام نازل شدہ کتابوں سے بہتر ہے۔ اسی واسطے ان کی



امت گذشتہ امتوں کی نسبت زیادہ بہشت میں جائے گی۔ اگر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی امت تمام فرشتوں اور مفلحوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام پیغمبروں میں سے افضل پیغمبر کو اس کی امت کی متابعت کا امر کیا گیا ہے۔ آیت کریمہ:

فَقَدْ آتَيْنَاكَ الْيَقِيْنَ اَنْ اَتَّبِعَكَ عَلٰى اَنْزِلْ كَهَيْمِ

پھر ہم نے تیری طرف وحی بھی کر دی کہ تیرے پیغمبر کی تابعداری جوئیگا۔

کرورد راہ راست پر چلنے والا ہے۔

اس مضمون کی شائد ہے اور حضرت مہدی موعود کو اس کا سبب بھی صفت اعظم ہے حضرت امیرؑ کی طرح حضرت عیسیٰ سے مناسبت رکھتے ہیں۔ مگر ایک قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے سر پر ہے اور دوسرا قدم حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے سر پر۔

اور جانا چاہیے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولایت، ولایت مہدی صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں طرف واقع ہوئی ہے اور ولایت عیسیٰؑ اس ولایت کے بائیں طرف اور چونکہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ ولایت مہدی صلی اللہ علیہ وسلم کے حامل ہیں۔ اس لیے شائع و اولیا کے اکثر سلسلے ان سے منتسب ہوئے ہیں۔ اور حضرت امیر کے کمالات حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے کمالات کی نسبت اکثر اولیا نے عظام پر جو کمالات ولایت سے مخصوص ہیں۔ زیادہ تر ظاہر ہوئے ہیں۔ اگر شیخینؑ کی افضلیت پر اہل سنت کا اجماع نہ ہوتا تو اکثر اولیا نے عظام کا کشف حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کا حکم کر دیتا۔ کیونکہ حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کے کمالات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے کمالات کے مشابہ ہیں۔ اور صاحبان ولایت کا ہاتھ ان کے کمالات کے طعن سے کرتا ہے۔ اور اہل کشف کا کشف ان کے کمالات کے درجوں کی بلند کی باعث راہ میں ہیں۔ ولایت کے کمالات ان کے کمالات کے مقابلہ میں طبع و فی الطریق راہ میں چھینکے ہوئے کی طرح ہیں۔ کمالات ولایت کمالات نبوت پر چڑھنے کے لیے بمنزلہ تزیین کے ہیں۔ پس مقدمات کو مقاصد کی کیا خبر ہے۔ اور طالب کو مبادی سے کیا شعور۔ آج یہ بات عند نبوت کے بعد کے باعث اکثر لوگوں کو ناگوار اور قبول سے دور معلوم ہوتی ہے لیکن کیا کیا جائے۔

وہیں آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند

ہر چہ است و ازل گفت جہاں میگویم

مجھے آئینہ کے جیسے طوطی کا لہجہ رکھا ہوا ہے۔ جو کماست و ازل نے کہا میں وہی کہتا ہوں۔

لیکن اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا احسان ہے کہ اس گفتگو میں ملانے اہل سنت و شکر اللہ تعالیٰ میہم کے ساتھ

موافق ہوں۔ اور ان کے اجماع سے متفق ہوں۔ ان کے استدلالی علم کو مجھ پر کشفی اور اجمال کو تفہیمی کیا ہے۔

اس فقیر کو جب تک کو مقام نبوت کے کمالات تک اپنے نبی کی متابعت میں نہ پہنچایا۔ اور کمالات سے پرور حاصل نہ فرمایا تھا۔ تب تک شیخین کے فضائل پر کشف کے طور پر اطلاع نہ بخشی تھی۔ اور تقلید کے سوا کچھ کوئی راہ نہ دکھایا تھا۔

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلٌ مِّنْ سِوَا الْحَقِّ

اللہ تعالیٰ کی مدد سے جس نے ہم کو اس کی ہدایت دی اگر اللہ تعالیٰ ہم کو ہدایت نہ دیتا تو ہم بھی گمراہ ہوتے۔ بیشک ہمارے سب کے رسول حق کے ساتھ آئے ہیں۔

ایک دن کسی شخص نے بیان کیا کہ گناہ ہے کہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ کا نام بہشت کے دروازہ پر لکھا ہوا ہے دل میں گور کر حضرت اہل شیخین رضی اللہ عنہما کے لیے اس مقام کی کیا خصوصیتیں ہوں گی۔ تو میرے تمام کے بعد ظاہر ہوا کہ بہشت میں اس امت کا داخل ہونا ان دو بزرگواروں کی رائے اور تجویز سے ہوگا اگر یا حضرت صدیق بہشت کے دروازے پر کھڑے ہیں۔ اور لوگوں کے داخل ہونے کی تجویز فرماتے ہیں۔ اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہما کے پڑوسر اندر لے جاتے ہیں۔ اور ایسا مشہور ہوتا ہے کہ گویا تمام بہشت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے نور سے بھرا ہوا ہے۔

اس حقیر کی نظر میں حضرت شیخین کے لیے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان علیہ و شاہ اور ابوبکر و عمر ہے۔ گویا یہ دونوں کسی کے ساتھ مشارکت نہیں رکھتے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ حضرت پیغمبر علیہ السلام کے ساتھ گویا ہم نماز ہیں۔ اگر فرق ہے تو صرف علو و سفلی یعنی بلندی اور پستی کا ہے۔ اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ بھی حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی طویل اس ولایت سے مشرف ہیں۔ اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آنحضرت کے ساتھ رسولی یا اہم شہر ہونے کی نسبت رکھتے ہیں۔ پھر اولیائے امت کا درجہ ان کی داخل ہے۔

ابن ابی بنی کہ رسول خود بانگ برسم!

یہ کافی ہے کہ اللہ سے گشتی کی کاواڑ سنائی دیتی ہے۔

یہ لوگ کمالات شیخین رضی اللہ عنہ سے کیا حاصل کریں۔ یہ دونوں بزرگوار اپنی بزرگی و کفایت کی وجہ سے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں محدود اور ان کے فضائل کے ساتھ موصوف ہیں۔

حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے :-

لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيٌّ لَّكَانَ خَلْفًا

اگر میرے پیچھے کوئی نبی ہوتا تو البتہ میرا ہوتا۔



امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی باتوں پر کسی کے دونوں میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ صحابہ کی مجلس میں کہا کہ :

مَا كُنَّا نَسْتَعِينُكَ إِلَّا بِمَا نَسْتَعِينُكَ  
آج کے علم و فہم ہو گیا۔

جب بعض میں اس معنی کے سمجھنے میں توقف دیکھا تو کہا کہ میری مراد علم سے علم یا اللہ ہے نہ مسلم حیض و نفاس۔

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی نسبت کیا بیان کیا جائے جب کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تمام نیکیاں ان کی ایک نیکی کے برابر ہیں۔ جیسے کہ مخیر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نسبت خبر دی ہے۔ اور وہ غلط یعنی کی جو حضرت فاروقؓ کو حضرت صدیقؓ کے ہے اس غلطی و کمی سے زیادہ ہے۔ جو حضرت صدیقؓ کو حضرت پیغمبر علیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے۔ پھر قیاس کرنا چاہیے کہ وہ سبوں کا حضرت صدیقؓ سے غلطی کس قدر ہو گا۔ اور حضرات شیعینؓ موت کے بعد بھی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جدا نہ ہوتے اور ان کا حضورؐ بھی ہو گا۔ جیسے کہ فرمایا ہے۔ پس ان کی فضیلت قرمیت کے باعث ہو گی۔

تفصیل ایضاً صحت یعنی بے سروسامان ان کے کمالات کو کیا بیان کرے اور ان کے فضائل کیا قلم کرے ذرہ کی کیا طاقت کہ آسمان کی نسبت گفتگو کرے۔ اور قطرہ کی کیا مجال کہ بحر عمان کی بات زبان پر لائے۔

ان اولیائے جو دعوتِ خلق کی طرف راجع ہیں اور ولایت و دعوت کی دونوں طرفوں سے حصہ رکھتے ہیں۔ اور تابعین اور تبع تابعین میں سے علمائے مجتہدین نے کشفِ صحیح کے نور اور اخبارِ صادقہ اور آثارِ متاخرہ کے شیعین رضی اللہ عنہم کے کمالات کو دریافت کیا ہے۔ اور ان کے فضائل کو پہچان کر ان کے افضل ہونے کا حکم دیا ہے۔ اور اس پر اجماع کیا ہے۔ اور اس کشف کو جو اس اجماع کے برخلاف ظاہر ہو، غلط خیال کر کے اس کا کچھ اعتبار نہیں کیا ہے۔ اور کس طرح ایسے کشف کا اعتبار کیا جائے جب کہ صدرِ اول میں ان کی فضیلت صحیح ہو چکی ہے۔ چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے :-

قَالَ كُنَّا فِي زَمَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ  
وَأَلِهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْبَلُ بَابِي بَنِي أَحَدٍ شَرَّ  
عَمْرٍاءَ ثُمَّ عُمَانُ ثُمَّ تَوَكُّلُ أَصْحَابِ  
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْبَلُ  
ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم کے زمانہ میں کسی کو اگر کچھ پیر مرد یا پھر مشرک  
کے برابر نہیں سمجھتے تھے۔ پھر ہم نبی صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم کے اصحاب کو بھڑکتے تھے۔ یعنی ان کے  
درمیان ایک دوسرے کو فضیلت دیتے تھے۔

وہاں شیعہ صوفیہ و سنیہ و اہلِ فرائض و اہلِ طہارت و اہلِ احکام و اہلِ انیسیم۔

اور اہل بدو اور مرتدہ علیہ کی ایک روایت میں ہے :

قَالَ كُنَّا نَقُولُ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقًّا أَفْضَلُ أَهْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ بَعْدَهُ لَا يُولُو كُنْكَ تَوْحِيدًا لَكَ  
ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں کہا کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب امت میں سے افضل ابو بکرؓ ہیں پھر عمرؓ پھر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اور جنہوں نے کہا ہے کہ ولایت نبوت سے افضل ہے وہ ارباب سکر اور اولیائے غیر جوع میں سے ہیں جن کو کمالات نبوت سے زیادہ حقہ حاصل نہیں ہے۔ اور آپ کی نظر میں آیا ہوگا کہ فقیر نے اپنے بعض رسالوں میں تحقیق کی ہے کہ نبوت و ولایت سے افضل ہے اگرچہ اسی ہی کی ولایت جو۔ اور یہی حق ہے اور جس نے اس کے برخلاف کہا وہ مقام نبوت کے کمالات سے جاہل ہے۔ جیسے کہ اوپر ذکر چکا۔

اور آپ کو معلوم ہے کہ اولیائے تمام سلسلوں کے درمیان سلسلہ علی نقیہ شہید حضرت صدیق ہدیٰ کی طرف منسوب ہے۔ پس صحیحی نسبت ان میں غالب ہوگی اور ان کی دعوت اتم ہوگی۔ اور حضرت صدیق ذی الشہدہ کے کمالات ان پر ظاہر ہوں گے۔ ناچار ان کی نسبت تمام سلسلوں کی نسبتوں سے بڑھ کر ہوگی۔ دوسروں کو ان کے کمالات کا کیا پتہ اور ان کے معاملہ کی حقیقت کی کیا خبر۔ میں نہیں کہتا کہ تمام مشائخ نقشبندیہ اس معاملہ میں برابر ہیں۔ ہرگز ایسا نہیں ہے۔ بلکہ اگر ہزار اولیائے اس سے ایک بھی اس صفت کا بل جانے تو غریت ہے میرا خیال ہے کہ حضرت ممدی سرمد جو ولایت کی اکیلیت کے لیے تقرر ہیں ان کی نسبت حاصل ہوگی۔ اور اس سلسلہ علیہ کی تیسرے و چھٹے فرمائیں گے۔ کیونکہ تمام ولایتوں کی نسبت اس نسبت علیہ سے نیچے ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ باقی سب ولایتوں کو مرتبہ نبوت کے کمالات سے بہت کم حقہ حاصل ہے۔ اور یہ ولایت حضرت صدیق کی طرف منسوب ہونے کے باعث ان کمالات سے وافر حقہ رکھتی ہے۔ جیسے کہ ابھی بیان ہو چکا۔ ج

یہ ہیں تفاوت در از کمباست تا کجبا

و کچھ دونوں راستوں میں کس قدر فرق ہے۔

اسے بھائی ! چونکہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ ولایت محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا پیر و اُستاد ہے اس لیے اقطاب ابدال و اوتاد و جواریائے عزت میں سے ہیں۔ اور کمالات ولایت کی جانب ان میں غالب ہے، کے مقام کی تربیت حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی اُلو و امانت کے سپرد ہے۔  
سطح اولیاء کی دنیا کے انکار کرنے والے حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کے اس عقیدہ پر غور فرمائیں۔



قطب الاقطاب یعنی قطب مدار کا سر حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے قدم کے نیچے ہے۔ قطب مدار انہی کی حمایت و دعایت سے اپنے ضروری امور کو سرانجام کرتا اور دعایت سے جلد براہوتا ہے۔ حضرت علامہ اوسامینؒ بھی اس مقام میں حضرت امیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ شریک ہیں۔

یاد رکھنا چاہیے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سب کے سب بزرگ ہیں اور سب کو بزرگی سے یاد کرنا چاہیے۔

خلیب رمتہ اللہ علیہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے :

إِنَّ اللَّهَ اخْتَارَنِي وَأَخْتَارَنِي أَصْحَابًا  
وَأَخْتَارَنِي وَمِنْهُمْ أَهْلًا مَّا قَاتِلُ أَهْلًا مَّا  
فَمَنْ حَقَّقَ فِيهِمْ حَقَّقَ اللَّهُ وَفَن  
أَذَانِي فِيهِمْ أَذَاةُ اللَّهِ تَعَالَى۔  
اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لیے اصحاب کو چن لیا اور ان میں سے بعض کو میرے لیے کشتہ دار اور  
دشمن کا رپ لگایا پس جو شخص نے ان کے حق میں مجھے محفوظ  
رکھا اس کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا اور جس نے ان کے  
حق میں مجھے ایذا دی اس کو اللہ تعالیٰ نے ایذا دی۔

طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کہ :

مَنْ سَبَّ أَصْحَابِي فَقَدْ سَبَّ اللَّهَ  
وَالنَّبِيَّ وَالنَّاسَ أَجْمَعِينَ۔  
جس نے میرے اصحاب کی کلمہ دی اس پر اللہ تعالیٰ  
اور فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت ہے۔

اور ابن سعدی نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ :

إِنَّ أَسْرَ أَوْ أَقْبَحَ آخِرَةٍ هُمْ عَلَى أَصْحَابِي  
يَرِي أَسْتَمِينَ سَيَّئَرِينَ وَهَ لَوَّكٍ يَوْمَ يَسْطَرُّ  
پروا ہے۔

اور ان لڑائی جھگڑیوں کو جو ان کے درمیان واقع ہوئے ہیں۔ نیک محفل پر محمول کرنا چاہیے۔ اور جولوہ  
تقصیب سے دور رکھنا چاہیے۔ کیونکہ وہ مخالفین تاویل و اجتہاد پر مبنی تھیں اللہ جو انہیں سید پر۔ یہی  
اہل سنت کا مذہب ہے۔

لیکن جاننا چاہیے کہ حضرت امیر کرم اللہ وجہہ کے ساتھ لڑائی کرنے والے خطا پر تھے۔ اور حق حضرت  
امیر کی طرف تھا۔ لیکن چونکہ یہ خطا، خطا ہے اجتماع کی طرف تھی۔ اس لیے ملامت سے دور ہے اور اس کی

کوئی سواغہ نہیں ہے، جیسے کہ شائع موافقہ، آدمی کے نقل کرتا ہے کہ جملہ مصنفین کے واقعات اجتہاد سے ہوئے ہیں۔

اور شیخ البرٹ کوشلی نے تہذیب میں تصریح کی ہے اہل سنت و جماعت اس بات پر بھی کہ معاویہ رضی اللہ عنہ بین ان کے تمام اصحاب کے جو ان کے ہمراہ تھے سب خطا پر تھے لیکن ان کی خطا اجتہادی تھی۔ اور شیخ ابن جریر نے صراحت میں کہا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان جھگڑے اور دشمنی اجتہاد کے باعث ہیں۔ اور اس قول کو اہل سنت کے معتقدات سے فرمایا ہے۔

اور شائع موافقہ نے جو یہ کہا ہے کہ ہمارے بہت سے اصحاب اس بات پر بھی کہ وہ منافقات اور دشمنی اجتہاد کے نہیں ہوئے۔

معلوم نہیں اصحاب سے اس کی مراد کونسا گروہ ہے۔ جبکہ اہل سنت اس کے برخلاف حکم دیتے ہیں۔ جیسے کہ گورچکا۔ اور قوم کی کتاب میں خطائے اجتہادی سے بھری پڑی ہیں۔ جیسے کہ امام غزالی رحمہ اور فتاویٰ البرکہ وغیرہ نے تصریح کی ہے۔ پس حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑائی کہنے والوں کے حق میں فسق و فساد کا گمان جائز نہیں ہے۔

قاضی نے شفا میں بیان کیا ہے:

قَالَ مَا لَكَ رَحِمَیَ اللّٰہُ حَذَّہُ مِنْ مَّشَقَّةِ	حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ نے کہا ہے
اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ	کو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب
عَلِیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمُ اَبَا یُکْرَمُ وَوَعْمَرُ	میں کسی کو نہیں ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ وغیرہ
وَعُمَّانُ وَعُمَرُوہُ مِنَ الْعَاصِیْنَ اِنْ مَّا لَ	بنی العاصی کو نکال دی۔ اور کہا کہ وہ کفر اور کفری
کَا فَاَوْ اَکْثَرُ اَیُّهَا الَّذِیْنَ اَدْرَا اَنْ شَعْرَہُمْ	ہوئے یا اس کے سوا اور کوئی کال نکالی جس طرح
ہَذَا مِنْ مَّشَقَّةِ النَّاسِ لِحَصْلِ	نوکھ ایک دوسرے کو کال نکالتے ہیں۔ خود سنت
لَمَّا لَا تَسْتَبِیْہُ اَفَلَا یَکُوْنُ لِمَا رُوِّیَ عَلَیْ	غلاب کا سنی ہوا۔ کہہ کہ حضرت امیرؓ کے ساتھ
اَلْکَلْبِ کَمَا رَوَّیَہُ النَّاسُ اَنَّہُ	لڑائی کرنے والے کفر پر نہ تھے۔ جیسے کہ مسند مالک

سلف یعنی میرے پیشروین علی بن محمد و بن سنی

۱۰ یعنی سیف الدین ابو الحسن علی بن ابی محمد بن سالم نقشبندی علیہ السلام متوفی ۶۳۶ھ و زیات الامیان۔

۱۱ محمد بن اسید بن شیبہ الخفی۔

۱۲ یعنی شیخ شباب ابوبن احمد بن محمد البیہقی زہری کو مفسر۔



الرَّذِيضَةُ وَلَا تَسْقَةَ كَمَا زَعَمَ الْبَعْثُ  
وَلَسَبَةُ شَارِحُ الْمَوَاقِفِ إِنْ كُنْزِهِ  
فَمِنْ أَهْوَائِهِمْ كَيْفَ وَقَدْ كَانَتْ  
الْحَيَاةُ يَفْقَهُهُ وَطَلَحَهُ بِالزُّبَيْرِ  
وَكَثِيرٌ مِنَ أَهْوَائِهِمْ مَنَعَهُ  
وَقَدْ قُتِلَ الْعَالِمُ وَالزُّبَيْرِيُّ قَالِ  
الْجَمَلِ قَبْلَ نَحْوِهِ مُعَاوِيَةُ مَمْلُوكَةٌ  
عَشْرًا لِقَاتِنِ الْقَتْلِ فَتَضِلُّ لَهُمْ وَ  
تَفْسِدُ لَهُمْ مِمَّا لَا يَجُوزُ عَيْنُ السَّلَامِ  
إِلَّا أَنْ يَكُونُ فِي قَلْبِهِ قَرْنٌ دَفِ  
بِاطْنِهِ خُبْرٌ

ما فہمیدوں کا خیال ہے۔ اور نہ ہی فہم پر تھے جیسے  
کہ بعض نے خیال کیا ہے، اور بہت سے اصحاب کی  
طوفاً ان کو منسوب کیا ہے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے  
جب کہ حضرت صدیقہ اور طلحہ اور زبیر اور  
سے اصحاب کرام اسی میں سے تھے۔ اور طلحہ اور  
اور زبیر اور جمل کی لڑائی میں معاویہ کے خروج سے  
پچھلے تھے وہ بڑے مقتولوں کے ساتھ تھک ہو کر  
ان کو رسالت اور فسق کی طوفاً منسوب کر رہے  
سوائے اس شخص کے کہ جس نے دل میں ہرگز اور  
اس کے باطن میں نہایت جو کوئی مسلمان و لبر  
نہیں کرتا۔

اور یہ جو بعض فقہاء کی عبارتوں میں خود کا لفظ سامیہ رضی اللہ عنہ کے حق میں واقعی ہوا ہے اور کہا ہے کہ  
معاویہ جو گرنے والا امام تھے تو اس جوڑے سے مراد یہ ہے کہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ  
میں وہ خلافت کا حق دار نہ تھے۔ نہ کہ وہ خود جس کا انجام فسق و ضلالت ہے تاکہ اہل سنت کے اقوال کے  
موافق ہو۔ اور نیز استقامت والے لوگ ایسے الفاظ لبرنے سے جن سے مقصود کے برخلاف وہ ہم پیدا  
ہو رہے ہیں کرتے ہیں۔ اور خطا سے زیادہ کتنا پسند نہیں کرتے۔ اور وہ کس طرح جائز ہو سکتے ہیں جبکہ  
صحیح و تحقیق ہو چکا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق اور مسلمانوں کے حقوق میں امام عادل تھے۔ جیسے کہ صواعق میں ہے  
اور حضرت معاویہ نے جو خط لکھے منکر کہا ہے اس سے بھی زیادتی کی ہے۔ خطا پر جو کچھ زیادہ کریں خطا  
ہے اور جو کچھ اس کے بعد کہا ہے کہ اگر وہ لعنت کا مستحق ہے تو یہ بھی نامناسب کہا ہے۔ اس کی تردید کیا  
حاجت ہے۔ اور اس میں کتنا محل اشتباہ ہے۔ اگر یہ بات مزید کہتی ہیں کہ توبہ شک جائز تھا  
لیکن حضرت معاویہ کے حق میں کتنا برا ہے۔ اور ادا و رشتہ نو میں معتبر اور شفا کی اسناد سے مراد ہے  
کہ حضرت جعفر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے معاویہ کے حق میں یہ دعا کی ہے :

أَقْبَلَهُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ وَالْحِسَابُ  
وَقَوْلُ الْعَذَابِ

یا اللہ تو اس کو کتاب و حساب لکھا اور عذاب  
سے بچا۔

اور دوسری جگہ دعا میں فرمایا :

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا وَ مُقْدِيًا - یا اللہ تو اس کو ہادی اور مقدی بنا۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا مقبول ہے۔

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات مولانا سے سو فیسیان کے طور پر مرزد جوئی ہوگی۔ اور نیز مولانا نے انہی بات میں نام کی تصریح نہ کر کے کہا ہے کہ وہ سوال اور ہے۔ اور یہ عبارت بھی ناخوشی سے خبر دیتی ہے:

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ لَمْ يَسْمَعْ فَكُنَا لَا نَسْمَعُ اَوْ اَخْطَا نَا

یا اللہ ہم کو بخوبی چھوڑ کر ہر غلطی نہ کر۔

اور جو بعض نے امام شیعہ سے معاویہ کی مذمت میں نقل کیا گیا ہے۔ اور اس کی بڑائی کو فسق سے برتر بیان کیا ہے۔ اس نقل کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اور اگر بالفرض اس بات کو صحیح بھی مان لیا جائے تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جو اس کے شاگردوں میں سے ہیں اس نقل کے زیادہ مستحق تھے۔ اور امام مالک نے جرتائیں میں سے ہیں۔ اور اس کے معاصر اور علما نے مدینہ میں سے زیادہ عالم ہیں۔ معاویہ اور عمر بن العاص کے گال دینے والے کو قتل کا حکم دیا ہے۔ جیسے کہ اوپر ذکر کیا۔ اگر وہ گالی کا مستحق ہوتا تو اس کے گال دینے والے کو قتل کا حکم کیوں دیتے، تو معلوم ہوا کہ اس کو گالی نہ دینا کبیرہ گناہ جان کر اس کے گالی نہ دینے والے کو قتل کا حکم دیا ہے۔ اور نیز اس کو گالی دینا ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کو گالی دینے کی طرح خیال کیا ہے۔ جیسے کہ اوپر ذکر کیا۔ تو حضرت معاویہ بڑائی کے مستحق نہیں ہیں۔

اے بھائی! معاویہ تنہا اس معاملہ میں نہیں ہے۔ کم و بیش آدھے اصحاب کرام اس کے ساتھ اس معاملہ میں شریک ہیں۔ پس اگر حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ لڑائی کرنے والے کا فریا ناسی ہوئی تو نصف دین سے اعتماد نہ جاتا ہے۔ جہاں کی تبلیغ کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے۔ اس بات کو سوائے اس ذمہ داری کے جس کا مقتود دین کی ہر با دمی ہے کوئی پسند نہیں کر سکتا۔

اے بھائی! اس فتنہ کے برپا ہونے کا منشا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قتل اور ان کے قاتلوں سے ان کا قصاص طلب کرنا ہے۔ طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما جو اہل مدینہ سے باہر نکلے تاخیر قصاص کے باعث نکلے۔ اور حضرت صدیق نے بھی اس امر میں ان کے ساتھ موافقت کی۔ اور جنگ مکہ میں تیرہ ہزار کو قتل کر دیے۔ اور طلحہ و زبیر بھی جو عشرہ مبشرہ میں سے ہیں قتل ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قصاص کے باعث ہوا ہے۔ اس کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ نے شام سے آکر ان کے ساتھ شریک ہو کر جنگ مہین کیا۔

امام نزاری رحمۃ اللہ علیہ نے تصریح کی ہے کہ وہ جنگ اور خلافت پر نہیں ہوا۔ بلکہ قصاص کے لیے ہوا کہ اس نے حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ابتداء میں ہوا ہے۔ اور شیخ ابن حجر نے بھی اس بات کو اہل سنت



کے عقائدات سے کہا ہے۔ اور شیخ ابو شکر مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے جو بزرگ علمائے خفیہ ہیں سے ہیں کہا ہے کہ حضرت معاویہؓ اور حضرت امیر رضی اللہ عنہما کے درمیان جھگڑے خلافت کے بارہ میں ہوئیں۔

کیونکہ حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو فرمایا تھا کہ:

إِذَا مَلَكَتِ النَّاسَ فَأَذِقْ بِهِمْ جِسْمَ تَوَلَّوْا كَمَا مَلَكَتِ بَنِي تَوَلَّوْا كَمَا مَلَكَتِ بَنِي تَوَلَّوْا

شاید اس بات سے معاویہ رضی اللہ عنہ کو خلافت کا طمع پیدا ہو گیا ہو۔ لیکن وہ اس اجتماع میں خطاب کرتے تھے اور حضرت امیر رضی اللہ عنہ متحقی پر کیونکہ ان کی خلافت کا وقت حضرت امیر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بعد تھا۔ اور اسی وقت قیام کے درمیان موافقت اس طرح رہے کہ جو مسکتا ہے کہ اس مزاہمت کا مذاق قیام کی تاخیر جو۔ اور پھر خلافت کا طمع بھی پیدا ہو گیا ہو۔ بہر تقدیر اجتماع اپنے عمل میں واقع ہوا ہے۔ اگر خطا ہے تو ایک درجہ اور حق والے کے لیے دو درجے بلکہ دس درجے۔

اسے براور! اس امر میں بہتر طریق یہ ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے لڑائی جھگڑوں سے فائز شریک رہیں۔ اور ان کے ذکر و کار سے منہ موڑیں۔

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:

إِنَّمَا كُنْتُ رَسُولًا مِّنْ بَيْنِ أَهْلِ بَيْتِي

میرے گھر کے درمیان سے بھیجے ہوئے ہیں ان سے

اپنا آپ کو بچاؤ۔

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بھی فرمایا:

إِذَا كُنْتُمْ أَهْلًا مِّنْ بَيْنِ أَهْلِ بَيْتِي

یہی جیسو میرے صحابہ کا ذکر کیا جائے تو وہاں کو نہ کہو۔

(طبرانی)

نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:

أَلَمْ أَكُنْ مِّنْ بَيْنِ أَهْلِ بَيْتِي لَأَكُنَّ مِّنْ بَيْنِ أَهْلِ بَيْتِي

یہی میرے اصحاب کے حق میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو

اور ان کو اپنے ترکہ کا نشانہ نہ بناؤ۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اور نیز عمر بن عبد العزیزؓ سے بھی منقول ہے کہ:

وَلَا تَكُنْ مِّنْ بَيْنِ أَهْلِ بَيْتِي لَأَكُنَّ مِّنْ بَيْنِ أَهْلِ بَيْتِي

یہ وہ عمل ہیں جن سے ہمارے اہل بیت کو اللہ تعالیٰ

فلاح فرمائے اور ہمیں نجات دلائے۔

۱۔ مسلم شریف و ابن ابی شیبہ و طبرانی و امام احمد۔ ۲۔ ابن اثیر و ترمذی نے نہایت الغریب میں روایت کی۔

۳۔ مشکوٰۃ شریف، بحوالہ ترمذی۔

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی خطا کو بھی زبان پر نہ لانا چاہیے۔ اور ان کے ذکرِ خیر کے سوا اور کچھ نہ بیان کرنا چاہیے۔

یہ بدعت فاسقوں کے ذمہ میں سے ہے۔ اس کی لعنت میں توقف اہل سنت کے عقیدہ اصل کے باعث ہے۔ کیرکڑا انہوں نے معینی شخص کے لیے اگرچہ کافر ہو لعنت جائز نہیں کی۔ مگر جب یقیناً معلوم کریں کہ اس کا تہذیب پر ہوا ہے جیسے کہ ابولہب جعفری اور اس کی عورت زبیر کہ وہ لعنت کے لائق نہیں؛

إِنَّ الَّذِينَ يُدْعُونَ لِلَّهِ وَالسَّيِّئَاتِ لَا يَجْعَلُ اللَّهُ فِي الْقُلُوبِ قُلُوبًا  
بِرِذْيَا وَخَرَّتْ مِنَ اللَّهِ كِلَا لَعْنَتِهِ

جانشایا جسے کوہنگو اس زمانہ میں اکثر لوگوں نے امامت کی بحث چھیڑ رکھی ہے اور اصحاب کرام علیہم السلام کی خلافت کی نسبت نفرت گہرے نظر کی ہوئی ہے۔ اور جلیل اہل تائید اور کثرت بدعتوں کی تقلید پر اکثر اصحاب کے کلمہ ثبوت سے یاد نہیں کرتے۔ اور کئی نامناسب امور ان کی جناب کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اس لیے جو کچھ معلوم تھا، تحریر میں لا کر دوستوں کی طرف بھیجا گیا ہے۔

قَالَ عَلَيْهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ رَدًّا  
ظَهَرَ الْفُحْشُ أَوْ قَالَ الْإِدْمُ دَسِيتُ  
أَخْصَانِي فَلْيُظْهِرْ الْعَالِمُ حِلَّةً فَهَسَ كَرِيعَلُ  
ذَلِكَ تَعْلِيْقُهُ أَفْعَةُ اللَّهِ وَالْمَلِكَةِ وَالْقَائِسِ  
أَجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ عَدْلًا وَلَا كَدًّا  
قَوْلُهُمَا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غفایا ہے کہ  
جب نئے اور بدعتیں ظاہر ہو جائیں اور جو  
اصحاب کرام لایاں دی جانیں تو عالم کو یہاں سے  
اپنے علم کو ظاہر کرے۔ پس جس نے ایسا کیا  
اس پر اللہ اور رشتہ اور تمام لوگوں کی لعنت  
ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کا کوئی فرض و فعل قبول نہ کرے گا۔

لیکن اللہ تعالیٰ کی حمد اور اس کا احسان جسے کہ سلطان وقت اپنے آپ کو حنفی مذہب قرار دیتا ہے اور اہل سنت و جماعت میں سے جانتا ہے۔ ورنہ مسلمانوں پر کام بہت تنگ ہوتا۔ اس بڑی نعمت کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

پس چاہیے کہ اہل سنت و جماعت کے مقتضات پر اپنے اعتقاد کا مدار رکھیں۔ اور تہذیب و عمر کی باتوں کو نہیں جھوٹے عقیدوں پر کام کا مدار رکھنا۔ اپنے آپ کو ضائع کرنا ہے۔ فرقہ ناجیہ کی تقلید ضروری ہے۔ تاکہ نہایت کی تائید پیدا ہو۔ وَدَّوْنَاكَ سَخَطًا الْقَتَادُ ورنہ بے فائدہ تکلیف ہے۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلَىٰ سَائِرِ قَوْمِ الشَّعْبِ  
اور سلام ہو آپ پر اور ان سب پر جن کی شہادت

۱۰۰۰ صحاح احباب، پارہ ۲۲



الْهَدْيِ وَالْقَرْمُ مَتَابَعَةُ الْمُحْتَطَفِ عَلَيْهِ  
اقتباس کی اور حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
وَعَلَىٰ آلِهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ۔ کی تابعت کو لازم بخدا۔

## مکتوب نمبر ۲۵۲

بعض مملکت کے حکماء میں جناب شیخ ربیع الدین کی طرف مداخلت فرمایا :

أَلْحَقْنَا بِكَ وَسَلَامٌ عَلَىٰ جَدِّكَ الْإِمَامِ الْمُحْتَطَفِ الَّذِي مَدَّ يَدَهُ لَنَا دِينَهُ بَرَكَةً وَبُحْبُوحَةً

براہدار ہند کا مکتوب مرغوب پہنچا۔ بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ آپ نے چند استفسار درج کیے تھے۔ ان

کے جواب میں آپ کو معلوم ہو کہ حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے تعین کا مبدیہ صفت العلم ہے۔ جیسے کہ تعین محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبدیہ صفت ہے۔ فرق جہات و اعتبارات کے لحاظ سے ہے۔ کیونکہ اس صفت کی ایک جانب عالم کی طرف ہے۔ اور دوسری طرف پہلی جانب وحدت کے مناسب ہے اور دوسری کثرت کے موافق۔ اور اس صفت کے لیے بھی اجمال و تفصیل چند ہر ایک اس جدول کے مبدیہ تعین کے اعتبار سے ہے۔

دوسرے وہ معارف جو بار غوث و ولایت کے برواشت کرنے سے متعلق تھے۔ وہ اس خط میں جو خواجہ محمد اشرف کی طرف لکھا تھا مفصل درج ہو چکے ہیں۔ دوبارہ لکھنے کی حاجت نہیں۔ وہاں سے معلوم کر لیں۔

دوسرے یہ کہ تقریر نے پابا اس استفسار کے جواب میں کہ قطب و غوث و خلیفہ کے درمیان کیا فرق ہے کچھ لکھے۔ لیکن اذن نہ ہوا۔ ان کو دوسرے وقت پر موقوف رکھیں۔ والسلام

## مکتوب نمبر ۲۵۳

مشیت پناہ شیخ ادویس سلامتی کی طرف مداخلت فرمایا :

چند مسائل کے جواب میں اور اس بارہ کی بے تمایبی اور درود اجمال کے طور پر حقیقت کے

بعض مقامات و مسائل کی تفصیل کے بیان میں۔

حمد و صلوٰۃ اور تبلیغ و دعوات کے بعد عرض کرتا ہے کہ اس طرف کے فقرائے احوال محمد کے موافق ہیں۔





اسما و صفات کی وہ تجلیات جو عالم اس کی انہی پنج گانہ منزلوں کو وسیع الی کے اصول اور اصول کے قطع کرنے سے پہلے متروک ہوتی ہیں۔ وہ عالم امر کے بعض خواص کے ظہورات ہیں جو بے حجبی اور لامکانیت سے کچھ حقد رکھتے ہیں۔ ذکر اسما و صفات کی تجلیات، ایک مانگ نے اسی مقام میں کہا ہے کہ میں تیس سال تک روح کو خدا سمجھ کر اس کی پرستش کرتا رہا پس وصول کہاں ہے اور میری کس کے لیے ہے۔

كَيْفَ الْوُصُولُ إِلَى سَعَادَةٍ دُونَ هَٰذَا  
قُلْ الْجِبَالُ دُونَ هَٰذَا تَخْبُثُ

سادہ مشورہ کا سبب پناہت مشکل ہے کیونکہ اس کے اور نیز سے درجیان ہزاروں کی بلند چڑیاں اور شیبہ و قفر واقع ہیں۔

پھر آپ نے توبہ کے ساتھ اس راہ کی حقیقت کو بیان کرنا طلب فرمایا تھا۔ اس لیے مختصر طور پر اس کا کچھ بیان لکھا گیا ہے :

وَالَّذِي عِندَ اللَّهِ مَبْعَاتُهُ  
وَالسَّلَامَةُ عَلَيْهِمْ وَ عَلَىٰ هَٰؤُلَاءِ لَدِكُمْ  
اسل معاملہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے۔  
آپ پر اور آپ کے حاضرین مجلس پر سلام ہو۔

## مکتوب نمبر ۲۵۴

بعض سوالات کے جواب میں علامہ ربیع کی طرف سے ملاحظہ فرمادیا :  
الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَكَرْتُ عَلَى عِبَادِهِ  
الَّذِينَ احْكَمُوا  
اللہ کی حمد ہے اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو۔

آپ نے لکھا تھا کہ بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ آدمی جو کچھ کرنا چاہے اپنے صاحب الزمان کے حکم سے کرے تاکہ رنگِ تیسرے حاصل ہو۔ اگرچہ شرعی کام ہوں، اگر یہ بات صحیح ہے تو بندہ تمام مشروعات میں فرمان کا امیدوار ہے۔

میرے مخدوم! بزرگوں کی بات صحیح ہے۔ اور آپ کو اذن حاصل کر کے ماذون کیا ہے، لیکن جاننا چاہیے کہ تیسرے سرِ امداد مفید و نتیجہ ہے نہ کہ مطلق۔

نیز آپ نے لکھا تھا کہ ایک رسالہ میں لکھا دیکھا ہے کہ حضرت خواجہ احراز قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ قرآن مجید میں ہر تہ میں جمع یعنی احدث ذاتِ تعالیٰ سے ہے۔ پس سالِ مبدعہ و معاد کی اس عبارت کے معنی نہ کہ





پس بدعت خواہ اس کو حسن کہیں یا ستر۔ رفع سنت کو مستلزم ہے۔ شاید حسن بھی یعنی انسانی کا کسی اعتبار ہوگا کیونکہ حسن مطلق وہاں گنجائش نہیں لکھتا کیونکہ تمام سنتیں حق تعالیٰ کے نزدیک مقبول و پسندیدہ ہیں۔ اور ان کے اعداد یعنی بدعتیں شیطان کی پسندیدہ ہیں۔ آج یہ بات بدعت کے پھیل جانے کے باعث اکثر لوگوں کو ناگوار معلوم ہوتی ہے۔ لیکن ان کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم ہدایت پر ہیں یا یہ لوگ۔

منقول ہے کہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اپنی سلطنت کے نشاۃ میں جب دین کو رواج دیں گے۔ اور سنت کو فہم فرمائیں گے۔ تو مدینہ کا عالم جس نے بدعت پر عمل کرے گا اپنی عادت بنائی ہوگی۔ اور اس کو حسن خیال کر کے دین کے ساتھ ملایا ہوگا۔ تعجب سے کہے گا کہ اس شخص نے ہمارے دین کو دور کر دیا ہے۔ اور ہمارے مذہب و ملت کو مار دیا اور خراب کر دیا ہے۔ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ اس عالم کے قتل کا حکم فرمائیں گے۔ اور سنہ کو متینہ خیال کریں گے :

ذَلِكَ تَعْمَلُ اللَّهُ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے وہی

وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ

اور اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلَىٰ سَائِرِ

اور آپ پر اور ان سب پر جو آپ کے پاس

مَنْ لَدَيْكُمْ

ہی مسلم ہو۔

نسیان فقیر پر غالب ہے مسلم نہیں رہا کہ آپ کا مکتوب کس کے پر دستا۔ تاکہ سوالوں کے موافق جواب لکھتا۔ منفذ فرمائیں گے۔ میاں شیخ احمد فرمائی اور متوفی میں سے ہے۔ چونکہ آپ کے قرب و جوار میں رہتا ہے اس لیے امید ہے کہ اس کے حق میں التفات و توجہ کو مد نظر رکھیں گے۔

## مکتوب نمبر ۲۵۶

چند معاملات کے جواب میں یعنی اس سوال کے جواب میں کہ قلب تعجب الاغیاب و غوث و خلیفہ کی کیا منی ہیں۔ اور اس سوال کے جواب میں کہ حدیث کو اشیاء زانیات آتی تھیں یا نہیں کی کیا تحقیق ہے۔ اور اس کے مناسب جواب کے بیان میں یہاں شیخ بریلوی کی طرف اشارہ فرمایا :

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ

اللہ تعالیٰ کی حمد ہے اور اس کے برگزیدہ

الَّذِينَ احْطَظُوا

بندوں پر سلام ہو۔

آپ کا مکتوب شریف جو ایک دو شمس کے جہراہ ارسال کیا تھا بہت خوشی حاصل ہوئی۔ آپ نے پوچھا

تھا کہ قطب و قطب الاقطاب و فرشت و غلیظہ کے کیا معنی ہیں۔ اور ہر ایک ان میں سے کسی کسی خدمت پر مامور ہے اور اپنی خدمت کی نسبت اطلاع رکھتے ہیں یا نہیں۔ اور قطب الاقطاب کی بشارت جو عالم غیب سے پہنچتی ہے۔ کچھ اصل رکھتی ہے۔ یا گروہم و خیال کا استخراج ہے ؟

جاننا چاہیے کہ نبی علیہ السلام کے کمال تا بعد از کمال کا بعد ازل کے باعث جب مقام نبوت کے کمالات کو تمام کر لیتے ہیں۔ تو ان میں سے بعض کو منصب امامت سے سرفراز کرتے ہیں۔ اور بعض کو صرف اس کمال کے حامل ہونے پر کفایت فرماتے ہیں۔ یہ دونوں بزرگ اس کمال کے نفس حصول میں برابر ہیں مگر صرف صرف منصب اور عدم منصب اور ان امور میں ہے جو اس منصب سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور جب کمال تا بعد از ولایت نبوت کے کمالات کو تمام کر لیتے ہیں۔ تو ان میں سے بعض کو منصب خلافت سے مشرف فرماتے ہیں۔ اور بعض کو صرف ان کمالات کے حامل ہونے پر کفایت کرتے ہیں جس طرح کہ اوپر گزرا۔

یہ دونوں منصب کمالات اعلیٰ سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور کمالات اعلیٰ میں منصب امامت کے مناسب قطب ارشاد کا منصب ہے۔ اور منصب خلافت کے مناسب قطب مدار کا منصب، مگر یا یہ دونوں مقام ہر تحت میں ہیں۔ ان دونوں مقاموں کے جواہر میں ہیں ثقل ہیں۔

اور شیخ محمد الدین عربی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک غوث بھی قطب مدار ہے۔ اس کے نزدیک منصب غوثیت منصب قطبیت سے کوئی علیحدہ منصب نہیں ہے اور جو کچھ فقیر کا عقیدہ ہے وہ یہ ہے کہ غوث قطب مدار سے الگ ہے۔ بلکہ اس کے دو درجہ کا مدار مدار ہے۔ قطب مدار بعض امور میں اس سے ملتی ہے اور ابدال کے منصب مقرر کرنے میں بھی اس کا دخل ہے۔ اور قطب کو اس کے احوال و انصار کے اعتبار سے قطب الاقطاب بھی کہتے ہیں۔ کیونکہ قطب الاقطاب کے احوال و انصار قطب ملکی ہیں۔ اسی واسطے صاحب فتوایہ مکتبہ لکھتا ہے کہ :

مَا مِنْ قَرْيَةٍ مُؤْمِنَةٍ كَانَتْ أَوْ كَانَتْ لَا  
إِلَّا وَفِيهَا قُطْبٌ۔  
مومنوں یا کافروں کا کوئی ایسا گاؤں نہیں ہے  
جس میں قطب نہ ہو۔

جاننا چاہیے کہ صاحب منصب کو البتہ اپنے منصب کا علم ہوتا ہے۔ اور وہ جو اس منصب کا کمال لکھتا ہے اور منصب نہیں رکھتا اس کے لیے لازم نہیں کہ صاحب علم ہو۔ اور اپنی خدمت سے مطلع ہو۔ اور وہ بشارت جو عالم غیب سے پہنچتی ہے اس مقام کے کمالات حاصل ہونے کی بشارت ہے نہ اس مقام کے منصب کی بشارت جو علم سے وابستہ ہے۔

نیز آپ نے پوچھا تھا کہ اس زمان سے جو حدیث :



لَوْ اَشْرَيْتَ اِيْمَانًا اَوْ اَيُّهَا بَيْعُ مَعْرِ اِيْمَانٍ  
اَمْوَنُ لَّوَجَّعَ۔  
اگر آپ کو یہ کہہ کر ایمان بھری آنت کے ایمان کے ساتھ  
فدی کیا جائے تو البتہ غالب رہا ہے۔

میں مانع ہے، کیا مراد ہے اور اس کی ترجیح کا کیا سبب ہے۔

جاننا چاہیے کہ ایمان کا ترجمان مضمون یہ کہ ایمان کے باعث ہے چونکہ حضرت صدیق رضی اللہ  
عنه کے ایمان کا تعلق تمام اُمت کے ایمان کے تعلقات سے برتر ہے۔ اس لیے راجع وغالب ہو گا۔

میرے مقدم، عروہات میں معاملہ میان مکہ پہنچتا ہے کہ اگر ایک نقطہ زیادہ بلند جائیں۔ تو وہ کمال  
جو اس ایک نقطہ کے عروہات کے باعث حاصل ہوتے ہیں۔ تمام گوشت کمالات سے بہت زیادہ ہر سطح  
کیونکہ نقطہ اپنے تمام ہاتھوں سے انزوں تر ہے۔ یہی حال اس نقطہ کا ہے جو اس نقطہ کے مقدم کے اوپر  
ہے کیونکہ نقطہ مقدم ہی اپنے ماتحت کے نقطہ فرق کے مقابلہ میں حقیر و فقیر ہے۔ تو اس قیاس پر جس کی بیان  
کا تعلق کمال فرق جو۔ وہ بے شک اپنے تمام ماتحت سے راجع وغالب ہو گا۔ اسی بنا پر سے کہتے ہیں کہ عروہات  
کا معاملہ میان مکہ پہنچتا ہے کہ ایک خط میں تمام مقدم کمالات کو حاصل کر لیتا ہے۔ اور فقیر کی تحقیق کے سزاوارہ  
کے صاف ایک لمحہ میں تمام مقدم کمالات سے زیادہ تحصیل کر لیتا ہے،

ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ۔  
یَا اَشْفَقَانِ کَا فَضْلَ جَنِّ کَرِیْمٍ جَانِیْنِ۔

وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔  
اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

اور نیز روچھا تھا کہ شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ اور اس کے تابعین نے لکھا ہے کہ جس قدر اللہ کے حضرت  
مولا علی نبی وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے سبب قتل کیے گئے۔ ان سب مقتولوں کی استعدادیں حضرت مولا علی علیہ السلام  
کی طرف منتقل ہو گئیں۔ اس بات کی حقیقت مفصل طور پر لکھیں۔

جاننا چاہیے کہ یہ درست ہے کیونکہ تحقیق سے لکھا ہے کہ جس طرح ایک شخص کو جماعت کے کمالات  
حاصل ہونے کا سبب بنتے ہیں۔ اسی طرح جماعت کو بھی ایک شخص کے کمالات حاصل ہونے کا سبب بنتے  
ہیں۔ پیر اگرچہ پیروں کے کمالات حاصل ہونے کا سبب ہے۔ لیکن سرمد بھی پیر کے کمالات کا سبب ہیں  
اس مطلب کو فقیر کو کمالات و مشروبات میں بھی جن کو اپنے بدن کا اجزا بنانا تھا محسوس کرتا تھا، اگرچہ طعام اور پینے  
کی چیز کا تاہن تھا۔ استعداد کی جامعیت کا سبب ہوتا تھا۔ اور ایک انگ قابلیت پیدا کرتا تھا۔ اور جب بھی  
ماکولات لذیذہ کے چھوٹنے کا قصد کرتا تھا۔ تو روک دیا جاتا تھا۔ اور اس جامعیت اور قابلیت کے حاصل  
ہونے کی وجہ سے اس لذیذ طعام کو چھوٹنے کی اجازت نہ ملتی تھی۔ اور بسا اوقات ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کرایہ  
سے امام مریض نے اللہ النشورہ اور ابن عدی نے کمال میں بروایت ابن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمادیا ہے۔

استعداد اور دوسرے میں ملتی اور جزئی طور پر امتعال کر باقی ہے۔ اور جس کو کس جوتا ہے کہ ایک خالی ہے اور دوسری جمیقت سے پر ہے۔

نیز آپ نے پوچھا تھا کہ شیخ نجم الدین گزنی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے خلیفہ کو ایک بزرگ کے پاس بھیجا تاکہ اس کے قدیمے معلوم کریں کہ آپ کس پیغمبر کے قدم کے نیچے ہیں۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ تیرا جو دوس کام ہیں ہے۔ شیخ نے اس عبارت سے سمجھ لیا کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدم کے نیچے ہیں۔ اس عبارت سے یہ مطلب کس طرح سمجھ لیا ہے۔

جاننا چاہیے کہ جمود و ہیود کو کہتے ہیں جو حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی آیت تھے۔ نیز آپ نے پوچھا تھا کہ لغات میں لکھا ہے کہ چار آدمیوں کے سوا تمام اولیاء کی ولایت مرنے کے بعد سلب ہو جاتی ہے۔

جاننا چاہیے کہ ولایت سے مراد تصرفات اور کرامات کا نمود ہوگا ذکر اصل ولایت جو قرب الہی سے مراد ہے۔ اور نیز سلب سے مراد کرامات کے بکثرت ظاہر ہونے کا سلب ہوگا۔ ذکر اس نمود کے اصل کا سلب۔

پھر تذکرہ بات کشنی ہے اور کشف میں خطا کی ہمت مجال ہے۔ معلوم نہیں کتاب نے کیا دیکھا اور کیا لکھا ہے۔

آپ نے اولیاء کی بعض کرامات کا نمود طلب فرمایا تھا۔ آپ منتظر رہیں :

سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ حُسْنٍ يُفِيئًا - اللہ تعالیٰ بعد اعلیٰ شئی کے بعد فرائض دے گا۔

آپ نے پوچھا تھا کہ فیضا پوری میں لکھا ہے : اِنَّ شَارِقَكَ هُوَ الْاَنْبَاءُ يَعْنِي شَارِقَكَ يَا كے ساتھ ہے یا ہمزہ (ع) کے ساتھ۔ اس کی تحقیق کیا ہے۔

جاننا چاہیے کہ شَارِقَكَ ہمزہ کے ساتھ ہے۔ اور جس نے یا سے لکھا ہے وہ غیر مشہور قرأت ہوگی۔

آپ نے لکھا تھا کہ بعض عورتیں مشغولی یعنی ذکر کی طلب ظاہر کرتی ہیں۔ اگر عورت میں تو کوئی منع نہیں وہ نہ پردہ میں بیٹھ کر طریقہ اذکر ہیں۔

نیز آپ نے پوچھا تھا کہ اہل حدیث نے ہر مینہ میں محسوس ایام مقرر کیے ہیں۔ اور اس بارہ میں حدیث نقل کرتے ہیں۔ فرمائیں کہ کس طرح کرنا چاہیے۔

جاننا چاہیے کہ فقیر کے والدہ قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ شیخ عبداللہ و شیخ رحمت اللہ جو اکابر محدثین



تھے۔ اور عربین میں شیخین کے لقب سے مشہور تھے کسی تقریب پر ہندوستان تشریف لائے تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ اس حدیث کو کرمانی شارح صحیح بخاری نے نقل کیا ہے۔ لیکن ضعیف ہے۔ صحیح حدیث اس بارہ میں آیاتہم اللہ والیہما ذہباً ذالک۔ (وہن اللہ کے وہن ہیں اور ہند سے جس اللہ کے بکے ہیں) ہے۔

نیز فرماتے تھے کہ دونوں کی نحوست رحمت عالمیان علیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش سے دُور ہو گئی۔ آیاتہم یحییٰ کات یعنی منحوس دن گزشتہ امتوں کی نسبت تھے۔ اور فقیر کا عمل بھی اسی پر ہے۔ اور کسی دن کو دوسرے دن پر ترجیح نہیں دیتا، جب تک کہ اس کی ترجیح شارع سے معلوم نہیں کرتا۔ جیسے کہ ہمد اور رمضان وغیرہ۔

نیز اپنے لکھا تھا کہ وہ حدیث جو باریت کو برداشت کرنے سے تعلق رکھتے ہیں خوابہ بخلاف کئے مکتوب میں نہیں لے۔ آپ ان کو کہاں پاسکیں گے کہ وہ مکتوب انہی دنوں میں لکھا گیا ہے اور اس کی نقل ابھی آپ کو نہیں پہنچی۔ مکتوب بہت لمبا ہے۔ شاید ایک جزو سے زیادہ ہوگا۔ فقیر نے اس کی نقل آپ کی طرف بھیجنے کے لیے کندیا ہے۔ والسلام

## مکتوب نمبر ۲۵

محل طبرقہ کے بیان میں میر زمان کلانہ ماورایا،

حدو صلوٰۃ اور تبلیغ دعوات کے بعد واضح ہو کہ آپ کا مکتوب شریف جو شیخ احمد فرہی کے ہمراہ ارسال کیا تھا، پہنچا۔ بہت خوش ہوئی۔ آپ نے وہ دلائل جس میں طریقہ کا بیان ہے طلب فرمایا تھا۔ اب اس کے مستحق پڑے ہوئے ہیں۔ اگر خدا نے توفیق دی تو بیاض میں لکھ کر بھیجا جائے گا۔ فی الحال مختصر طور پر چند فقرے طریقہ کے بیان میں لکھتا ہے۔ گوش ہر ش سے شنیں۔

میرے سیادت پناہ اداہ طریقہ جو ہم نے اختیار کیا ہے اسی کے زیری ابتدا قلب سے ہے۔ قلب سے گزر کر مراتب دوح میں جو اس سے اوپر ہے سیر واقع ہو جائے گا۔ نمودار سے گزر کر یہ معاملہ ہر کے ساتھ جو اس کے اوپر ہے پڑتا ہے۔ یہی حال غنی اور افقر میں ہے۔

ان لطائف پنجگانہ کی منزلوں کے طے کرنے اور ان میں سے ہر ایک کے متعلق مجاہد علوم و دعا کے حاصل ہونے اور ان احوال و مواجید کے ساتھ جو ان پنجگانہ میں سے ہر ایک کے ساتھ مجاہد مخصوص

ہیں تحقیق ہونے کے بعد ان پنجگانہ لطائف کے اصول میں جو عالم کبیر میں ہیں، سیر واقع ہوتی ہے۔ کیونکہ جو کچھ عالم صغیر میں ہے اس کا اصل عالم کبیر میں ہے۔ عالم صغیر سے مراد انسان ہے اور عالم کبیر سے مجسمہ کائنات۔ اور پنجگانہ لطائف کے اصول میں سیر کا آغاز عرض مجید سے ہے جو انسان کے قلب کا اصل ہے۔ اور اس کے اوپر مدح انسانی کا اصل ہے۔ اور اس کے اوپر سراپا انسانی کا اصل ہے۔ اور اصل شر کے اوپر خلی کا اصل ہے۔ اور اصل خلی کے اوپر اخلی کا اصل ہے۔

جب عالم کبیر کے ان پنجگانہ مراتب کو مفصل طور پر طے کر کے اس کے اخیر نقطہ تک پہنچتے ہیں اس وقت دائرہ امکان تمام طے ہو کر فنا کی منزلوں میں سے اول منزل میں قدم رکھا جاتا ہے۔

بعد ازاں اگر ترقی واقع ہو تو اسما و صفات واجب تعالیٰ کے ظلال میں سیر واقع ہوگا۔ اور یہ ظلال و جوبہ امکان کے درمیان برزخ کی طرح ہیں۔ اور عالم کبیر کے ان پنجگانہ مراتب کے لیے اصول کی مانند ہیں۔ اور ان ظلال میں بھی اسی ترتیب سے سیر ہوگا۔ جس طرح ان کے فروغ میں ذکر ہو چکا ہے۔ اگر اٹھ جل شانہ کے فضل سے ان ظلال کی بہت سی منزلوں کو بھی طے کر کے ان کے اخیر نقطہ تک پہنچ جائیں۔ تو پھر اسما و صفات واجب تعالیٰ میں سیر شروع ہوگا۔ اور اسما و صفات کی تعلیمات ظاہر ہو گئی۔ اور شیعوں اعتبارات کا تصور جلوہ فرمائے گا۔ اس وقت عالم امر کے پنجگانہ لطائف کا سادہ سبب طے ہو جائے گا۔ اور ان کا حق ادا ہو چکے گا۔ اس کے بعد اگر خدا تعالیٰ کے فضل سے اس مقام سے بھی ترقی واقع ہو جائے تو نفس کے امینان سے معاملہ پڑے گا۔ اور مقام رضا جو سلوک کے مقامات میں سے نہایت کا مقام ہے حاصل ہو جائے گا۔ اس مقام میں شرع سے حاصل ہوتا ہے، اور اسلام حقیقی سے مشرف ہوتے ہیں۔ اور وہ کمالات جو اس مقام میں حاصل ہوتے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں وہ کمالات جو عالم امر سے متعلق ہیں، ایسے ہیں جیسے دریائے محیط کے مقابلہ میں قطرہ۔

یہ سب کمالات جن کا ذکر ہو چکا ہے اسم ظاہر سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور وہ کمالات جو اسم باطن سے تعلق رکھتے ہیں وہ اور ہیں۔ جو استعار اور تمکین و پرشیدگی اور باطن کے مناسب ہیں۔ جب انہی دنیا مبارک اسموں کے کمالات سبب مصل جو باطن کو گوریا سا ملک کے لیے اُڑنے کے دروازہ میسر ہو جاتا ہے۔ جن کی قوت سے عالم قدس میں پرواز کرتا اور بے اندازہ قرباں حاصل کرتا ہے، اس معاملہ کی تفصیل بعض ستودہوں میں تحریر ہو چکی ہے۔ میرے فرزند ارشد ان کے جمع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

دوسرے یہ عرض ہے کہ اگر جو کے قریب مرتبہ ضرور اس بزرگ شریف لائیں۔ بشرطیکہ اس مقام کو خال نہ چھوڑیں اور اس انتظام کو درجہ برہم نہ کریں۔ آپ ہی کیلئے آئیں اور یادوں میں سے جس کسی کو پریشی تدم بائیں



اس جماعت کا پیشوا بن کر ان مدد کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ واللہ اعلم دوسرے وقت تک فرصت دیں یا  
نہ دیں۔ والسلام

## مکتوب نمبر ۲۵۸

حق تعالیٰ کی اقریبیت (اقرب و قریب ہونے) کے بیان میں شریعت خدائی کی طرف اشارہ فرمایا :  
الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ  
الَّذِينَ اصْطَفٰہ۔  
سلام ہو۔

آپ کا صحیفہ شریفہ ہوا زور دئے کرم ان مدد کے فقرائے گناہ کو سزا دے فرمایا تھا۔ اس کے پہنچنے سے بہت  
مسرت و خوشی حاصل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

میرے مخدوم اگر حق تعالیٰ کا ہمارے ساتھ ہم سے زیادہ اقرب ہونا نص قطعی سے ثابت ہے لیکن  
کیا کیا جانے کہ حق تعالیٰ ہماری عقلوں اور فہموں اور ہمارے علوم و ادراکات سے ورلڈ الودا ہے۔ حالانکہ ہم  
جلستے ہیں گریہ و مالداء ہونا قریب میں ہے نہ جانب بُعد میں کیونکہ وہ حق تعالیٰ ہر نزدیک سے زیادہ نزدیک ہے  
حتیٰ کہ اس کی ذات احدیت کو ان صفات کی نسبت جن کے آثار و افعال ہم ہیں زیادہ نزدیک پاتے ہیں۔ یہ  
معرفت نظر عقل سے ماوراء ہے۔ کیونکہ عقل اپنے سے زیادہ نزدیک کا تصور نہیں کر سکتی۔ ایسی مثال جو  
اس بحث کی تشریح و توضیح کر سکے۔ ہر چند تلاسش کی گئی، پر نہ ملی۔ اس معرفت کی دلیل و سند نص قطعی  
اور کشف صحیح ہے۔

مشائخ طریقت نے توحید و اتحاد کی نسبت بہت گفتگو کی ہے۔ اور قریب و معیت کی نسبت کچھ  
کچھ بیان فرمایا ہے۔ لیکن حق تعالیٰ کی اقریبیت کی نسبت خاموشی اختیار کی ہے۔ اور کوئی بیان خدائی اس  
بارہ میں نہیں فرمایا :

عجب معاملہ ہے کہ حق تعالیٰ کی اقریبیت (زیادہ قریب ہونا)، ہماری البعدیت (زیادہ دور ہونا)  
کا سبب بنتی ہے :

هٰذَا اِلٰی اَنْ يَّيْلَمَ الْكِتَابُ اَجَلَهُ۔  
فَاَفْهَمَ فَاَنْ كَلَامَنَا اَسْمَارَاتُ  
وَبَسَارَاتُ۔  
یہ لافقی چند بیان تک کہ آپ اپنے مقرر وقت پہنچے  
پس پھر فرمادے کہ ہمارا کلام اشارات و بشارات کے  
تجدید سے ہے۔

وَالسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَعَلٰی سَرَائِرِ قُلُوبِکُمْ  
اور سلام ہو آپ پر اور ان سیر پر جنہوں نے  
الْهُدٰی وَالنُّوْمَ مَتَابَعَةَ الْمُحَظَّفِ عَلَیْہِ  
ہدایت اختیار کی اور حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم  
عَلٰی اِلٰہِ الصَّلٰوٰتِ وَالسَّلَامٰتِ اَمَّہَا وَاَکْمَلُہَا  
وہم کی متابعت کو لازم کر لیا۔

## مکتوب نمبر ۲۵۹

پیغمبروں کے پیچھے کے فائدوں اور واجب اور خود تسانی کی معرفت میں عقل کے مستقل نہ  
ہونے اور حکم خاص کے بیان میں جوشا ہی جبل اور پیغمبروں کے نہاد حضرت کے شرکوں اور اصحاب  
کے شرکوں کے اطفال کے حق میں فرمایا ہے۔ اور گزشتہ سنتوں میں زمین ہند میں اہل ہند سے انبیاء  
کے سموت ہونے کی تحقیق اور اس کے مناسب بیان میں قدوم زاد و غار محمد سعید کی طرف جو علوم  
عقلیہ و فطریہ کے جامع اور نسبت علیہ کے صاحب ہیں صادر فرمایا :

الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ هَدٰنَا لِهٰذَا وَمَا کُنَّا  
الْاِسْتِغْنٰی کِی تہجہ جس نے ہم کو اس کی ہدایت  
لِنُحْیِیَہِیْ لَوْ لَا اَنَّ هٰذَا سَا اَللّٰہُ لَقَدْ  
دی اور ہم بزرگ ہدایت نہ تھے اگر ہم کو اللہ تعالیٰ  
جَاؤَتْ رُسُلٌ سَوِّیَآ بِالْحَقِّ۔  
ہدایت نہ کرتا۔ بے شک ہاں صاحب کے پیغمبر ہی تھے  
کرتے ہیں۔

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ارسال کرنے کی نعمت کا شکر کس زبان سے ادا کیا جائے اور کس دل  
سے اس منعم کا اعتقاد کیا جائے۔ اور وہ اعضا گناہ ہیں جو اعمال حسنہ کے ساتھ اس نعمت عظمیٰ کا بدلہ ادا  
کر سکیں۔ مگر بزرگواروں کا جو و خلیف نہ ہوتا۔ ہم بے بھروسہ کی طرف صانع کے وجود اور اس کی وحدت کی  
طرف کون ہدایت کرتا۔

یونان کے قدیم فلاسفہ باوجود بڑے دانا ہونے کے صانع کے وجود کی طرف ہدایت نہ پا سکے۔ اور  
کائنات کے وجود کو دوسرے یعنی زمانہ کی طرف منسوب کیا۔ لیکن جب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کے  
انوار کا دین پر حاکم و متاخرین فلاسفہ نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کے انوار کی برکت سے اپنے  
مستفیدین کے مذہب کو رو کیا۔ اور صانع جل شانہ کے وجود کے قائل ہوئے اور حق تعالیٰ کا اثبات ثابت کیا  
پس ہماری تعلیم انوار نبوت کی تائید کے بغیر اس کام سے معزول ہیں اور ہمارے فہم وجود انبیاء علیہم الصلوٰۃ  
والسلام کے کسب کے سوا اس معاملہ سے خود میں کچھ معلوم نہیں مگر ہمارے اصحاب و تلامذہ نے بعض امور



مثل وجود و صانع کے اثبات اور اس کی وحدت میں عقل کے استقلال سے کیا مراد لی ہے کہ انہوں نے شاید عقل پرست کو ان دونوں یعنی وجود و صانع کے اثبات اور اس کی وحدت کے لیے تکلف کیا ہے۔ اگرچہ اس کو پیغمبر کی دعوت نہیں پہنچی ہو۔ اور ان دونوں میں نظر و غور کے ترک کر کے پراس کے کفر اور غلو و فی الناکا حکم لگایا ہے۔ لیکن ہم بلاغ میں اور محبت بالغہ کے بغیر جو پیغمبروں کے ارسال کرنے پر واجب ہے۔ کفر اور غلو و فی النار کا حکم دینا مناسب نہیں سمجھتے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ عقل اللہ کی محنتوں میں سے ایک محنت ہے۔ لیکن محبت میں ایسی محنت بالغہ نہیں ہے جس پر ایسا سخت عذاب مترتب ہو سکے۔

سوال :

اگر شاہنشاہ جہلی میں رہنے والا جو نبوت پرست ہے و دوزخ میں ہمیشہ کے لیے نہ رہے تو پھر وہ بہشت میں بائیں گھا۔ اور یہ بھی جائز نہیں کیونکہ بہشت میں داخل ہونا مشرکوں پر حرام ہے۔ اُن کی جنگ و دوزخ ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت حکایت کرتے ہوئے فرماتا ہے:

مَنْ يُشْرِكْ لَا يَأْتِ اللَّهُ بِفَرْحَةٍ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ  
جوان کے ساتھ شرک کرے اُس پر جنت حرام  
الْجَنَّةَ وَصَاحِبُ النَّارِ  
ہے اور اُس کی جگہ دوزخ ہے۔

اور جنت و دوزخ کے درمیان کوئی اور واسطہ ثابت نہیں۔ اور اصحاب اعراف بھی چند روز کے بعد بہشت میں داخل ہو جائیں گے۔ پس یا جنت میں داخل ہو گیا و دوزخ میں۔

یہ سوال واقعی بہت مشکل ہے۔ اس قرینہ اشارت کو معلوم ہے کہ مدت تک اس فقیر پر اس سوال کا ٹکلا ہوتا رہا لیکن جواب شافی کچھ نہ پایا۔ اور جو کچھ فقرات تکرار کیے و اسے لے اس سوال کے حل میں کہا ہے۔ اور قیامت کے دن ان لوگوں کی دعوت کے لیے پیغمبر کا مبعوث ہونا ثابت کیا ہے۔ اور اس دعوت کے رد و انکار کے بوجہ ان کے لیے بہشت و دوزخ کا کیا حکم ہے۔ اس فقیر کے نزدیک پسند و مہربانی ہے کہ اگر وہ آخرت وارجا ہے نہ دار تکلیف تاکہ کسی پیغمبر کے بھیجنے کی ضرورت نہ پڑے۔ بہت مدت کے بعد خداوند تعالیٰ کی عنایت نے رہنمائی کی اور اس دعا کو حل کر دیا۔ اور مشکف فرمایا کہ یہ لوگ نہ بہشت میں ہمیشہ رہیں گے نہ دوزخ میں بلکہ آخرت کے بعد وارجا کے بعد ان کو تمام حساب میں کھرا دیکھ کر گناہوں کے اندازہ کے موافق ان کو مقاب و عذاب دیں گے۔ اور حقوق پورے کر کے غیر تکلف حیوانوں کی طرح ان کو بھی مدد و مطلق اور لاشے بخش کر دیں گے۔ پس غلو و کس کے لیے اور عقائد کون ہو گا اس معرفت غریبہ کو جب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حضور میں پیش کیا گیا۔ تو سب نے اس کی تصدیق کی اور اس کو مقبول فرمایا۔ وَالْحَمْدُ

عِنْدَ اللّٰهِ سُبْحَانَهُ۔

فقیر پر یہ بات نہایت ناگوار گزرتی ہے کہ حق تعالیٰ باوجود اپنی کمال یافت و رحمت کے بغیر اس بات کے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے فیضیہ ابلاغ معین فرمائے، صرف عقل کے اعتبار پر جس میں لعلی اور خطا کی بہت مجال ہے، پس اپنے بندے کو ہمیشہ کے لیے دوزخ میں ڈالے اور ہمیشہ کے عذاب میں گرفتار کرے۔ جس طرح کہ باجوہ شرک کے اس کے لیے جنت میں ہمیشہ رہنے کا حکم کرنا ناگوار معلوم ہوتا ہے۔ جیسے کہ جنت و دوزخ کے درمیان واسطہ کے قائل نہ ہونے کے باعث اشعری کے مذہب کے لازم آتا ہے پس حق یہاں ہے جو مجھے الہام ہو کہ قیامت کے دن محاسبہ کے بعد وہ معدوم کیا جائے گا۔ اور فقیر کے نزدیک وادحرب کے مشرکین کے افعال کے بارے میں بھی یہ حکم ہے کیونکہ بہشت میں داخل ہونا ایمان پر وابستہ ہے۔ خواہ ایمان احوالت کے طور پر ہو یا تبعیت کے طور پر اگر پر تبعیت و اسلام میں ہوتی ہے جیسے کہ اہل وقتہ کے لوگوں کے لیے۔ لیکن ان کے حق میں ایمان طلاق طود پر مفقود ہے۔ پس بہشت میں ان کا داخل ہونا مستحتمل نہیں ہوتا۔ اور دوزخ میں داخل ہوتا اور اس میں ہمیشہ رہنا تکلیف کے ثبات ہونے کے بعد مشرک پر منحصر ہے۔ اور یہ بھی ان کے حق میں مفقود ہے۔ پس ان کا حکم حیرانوں کا حکم ہے کہ لوث و تشوہ کے بعد حساب کے لیے مقرر کریں گے اور ان سے حقوق پورا کر کے ان کو معدوم و نیست و نابود کر دیں گے۔ اور ان مشرکوں کے حق میں بھی جو پیغمبروں کی خیریت کے زمانہ (دو پیغمبروں کا دور مابین زمانہ) میں ہوئے ہیں اور جن کو کسی پیغمبر کی دعوت نصیب نہیں ہوئی یہی حکم ہے۔

اسے فرزند! یہ فقیر جس قدر ملاحظہ کرتا ہے اور نظر کو وسیع کرتا ہے، کوئی ایسی جگہ نہیں پاتا جہاں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت نہ پہنچی ہو۔ بلکہ محسوس ہوتا ہے کہ آفتاب کی طرح سب جگہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کا سب جگہ فوراً پہنچا ہے۔ حتیٰ کہ یا حجاج ماجراج میں بھی جن کو دیوار حائل ہے پہنچا ہوا ہے۔ اور گزشتہ امتوں میں ملاحظہ کرتے سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی جگہ بہت کم ہے جہاں پیغمبر مبعوث نہ ہوا ہو۔ حتیٰ کہ زمین و آسمان میں بھی جو اس معاملہ سے دور و کھالی دیتی ہے، معلوم کرتا ہے کہ اہل ہند کے پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں۔ اور صانع جل شانہ کی طرف دعوت فرمائی ہے۔ اور ہندوستان کے بعض شہروں میں محسوس ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے انوار شرک کے اندھیروں میں مشعلوں کی طرح روشن ہیں۔ اگر ان شہروں کو معین کرنا چاہا ہے تو کر سکتا ہے اور دیکھتا ہے کہ کوئی ایسا پیغمبر جس کی کسی نے تابعداری نہیں کی اور کسی نے اس کی دعوت کو قبول نہیں کیا۔ اور کوئی ایسا پیغمبر ہے کہ صرف



ایک ہی آدمی اس پر ایمان لایا ہے اور کسی پیغمبر کے تابع صرف وہ شخص ہوئے ہیں۔ اور بعض کے ساتھ نہیں آدمی ایمان لائے ہیں۔ بین آدمیوں میں سے دنیا وہ نظر نہیں آتے۔ جو ہند میں کسی پیغمبر پر ایمان لائے ہیں تاکہ چار آدمی ایک پیغمبر کی امت ہوں اور جو کچھ ہند کے رئیس کفار نے واجب تھا ان کے وجود اور اس کی صفات اور اس کے تزیین و تقدیس کے بارے میں گھما ہے۔ سب انوار نبوت سے متعلق ہے۔ کیونکہ گورشتہ امتوں میں سے ہر ایک کے نماد میں ایک ایک پیغمبر ضرور نظر آتا ہے۔ جس نے واجب تھا ان کے وجود اور اس کے نبوت اور اس کے تزیین و تقدیس کی نسبت خبر دی ہے۔ اگر ان بزرگواروں کا وجود ضریف نہ ہوتا ای بد بختوں کی نگہبانی اور اندھ میں غفل جو کفر و ملامی کے علامات سے آلود ہے۔ اس دولت کی طرف کس طرح ہدایت پاتی۔ ان بد بختوں کی ناقص عقلیں اپنی صفات میں اپنی الوہیت کا علم دیتی ہیں۔ اور اپنے سوا کوئی اور خدا ثابت نہیں کرتیں۔ جو طرح کفر و عیب مصر نے کیا کہ:

هَآؤْا لَقَدْ كَلَّفْنَا مِنْ اِلٰهِ خَبْرًا  
میں تمہارے لیے ایسے سوا کوئی خدا نہیں بناتا۔

اور یہ بھی گنا کہ:

لَقَدْ اَتَّخَذَتْ اِلٰهًا غَيْرِيْ وَكَلَّفْنَا مِنْ اِلٰهِ خَبْرًا  
میں نے الٰہ متجوین بنی۔  
اور جو میرے سوا کوئی اور خدا بنائے گا تو میں تجھے  
تذکرہ دوں گا۔

اور جب انبیائے عظیم الصلوٰۃ والسلام کے آگاہ کرنے سے انہوں نے معلوم کیا کہ عالم کے لیے ایک صانع واجب ہے۔ تو ان کم بختوں میں سے بعض نے اپنے دلوں کی بُرائی پر اطلاع پا کر تقلید و ترس کے طور پر صانع کو ثابت کیا اور اس کو اپنے آپ میں حل کر لیا ہوا اور مراہت کیا چٹا سمجھا۔ اور اس حیل سے لوگوں کو اپنی پرستش کی طرف بلایا:

تَعَالٰی اللّٰهُ عَمَّا يَقُوْلُ الْفٰلِیْمُوْنَ  
عَلَمًا کَبِیْرًا۔  
اے تعالیٰ اس بات سے جو ظالم کہتے ہیں بہت  
بڑا ہے۔

اس جگہ کوئی بے وقوف یہ سوال نہ کرے کہ اگر زمین ہند میں پیغمبر مبعوث ہوتے۔ تو ان کے مبعوث ہونے کی ضرورت پر ہم تک پہنچتی بلکہ وہ خبر بکثرت و عوتوں کی جست سے تو اس کے طور پر منقول ہوتی۔ جب یہ ایسا نہیں ہے تو دوسرا بھی نہیں ہے۔

اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ ان مبعوث پیغمبروں کی دعوت عام ملتی۔ بلکہ کسی کی دعوت ایک قوم سے اور بعض کی ایک گاؤں سے یا شہر کے مخصوص قبیلی۔ اور جو کہتا ہے کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ نے کسی قوم یا گاؤں میں کسی شخص کو اس دولت سے مشرف فرمایا ہے۔ اور اس شخص نے اس قوم یا اس گاؤں کے لوگوں

۱۔ سہ شخص آباد اس ملحق۔  
۲۔ سہ شخص آباد اس ملحق۔

کوعالمِ جل شانہ کی معرفت کی طرف دعوت کی ہو۔ اور حق تعالیٰ کے سوا اوروں کی عبادت سے منع کیا ہو۔ اور اس قوم یا گاہوں والوں نے اس کا انکار کیا ہو۔ اور اس کو نسیل و جاہل کہہا ہو۔ اور جب انکار و تکذیب حد سے بڑھ گیا ہو۔ تو حق تعالیٰ کی مدد نے اگر ان کو ہلک کر دیا ہو۔

اسی طرح کچھ مدت کے بعد ایک اور پیغمبر کسی قوم یا گاہوں کی طرف مبعوث ہوا ہو۔ اور اس پیغمبر نے بھی ان لوگوں کے ساتھ وہی معاملہ کیا ہو جو پہلے پیغمبر نے کیا تھا۔ اور اس پیغمبر کے ساتھ وہی معاملہ کیا جو ان کے پہلے نے کیا تھا۔ علیٰ ہذا القیاس اسی طرح ہوتا رہا ہو۔

زمین ہند میں گاہوں اور شروں کی جلالت کے آثار بہت پائے جاتے ہیں۔ یہ لوگ اگرچہ ہلک ہو گئے۔ لیکن وہ دعوت کا کلمہ ان کے ہم عصروں کے درمیان باقی رہا :

جَعَلَهَا كَلِمَةً بَآئِيَةً فِي حَقِّهِ لَعَلَّهُمْ  
يَرْجِعُونَ ۔ اور اس کلمہ کو اس واسطے پیچھے باقی رکھا کہ  
شاید وہ رجوع کر آئیں۔

ان مبعوث پیغمبروں کی دعوت کی خبر ہم تک سب پہنچتی جب کہ بہت سے لوگ ان کے تابع ہوتے اور بڑی بھاری قوم ہم پہنچتے۔ جب ایک آدمی آیا اور چند روز دعوت کر کے چلا گیا۔ اور کسی نے اُس کو قبول نہ کیا۔ پھر دوسرا آیا اور اس نے بھی ایسی کام کیا۔ اور ایک آدمی اس کے ساتھ ایمان لایا۔ اور تیسرے کے ساتھ دو تین آدمی ایمان لائے۔ تو پھر خبر کس طرح پھیلی اور عام ہوئی۔ اور کفار سب کے سب انکار کے درپے رہ گئے اور اپنے باپ دادا کے دین کے مخالفوں کو روک رہے تھے۔ تو پھر نقل کرنا اور کس کی طرف نقل کرنا۔

دوسرے یہ کہ نبوت و رسالت و پیغمبر کے الفاظ ان پیغمبروں اور ہمارے پیغمبر علیہ وسلم والہ السلام کی دعوت کے متحد ہونے کے باعث عربی اور فارسی لغت کے تھے۔ اور یہ الفاظ ہندی لغت میں نہ تھے۔ تاکہ ہند کے مسیح و عیسائی کو نبی یا رسول یا پیغمبر کہتے اور ان ناموں سے ان کو یاد کرتے۔

اور نیز اس سوال کے جواب میں ہم معارضہ کے طور پر کہتے ہیں کہ اگر ہند میں انبیاء مبعوث نہ ہوئے ہوں اور ان کی زبان میں ان کو دعوت بھی نہ کی ہو تو پھر ان کا حکم بھی شاہنشاہی جیل کا حکم ہو گا کہ باوجود سرکشی اور دعویٰ الہییت کے دونوں میں نہ جائیں۔ اور ہمیشہ کے قلاب میں نہ رہیں۔ اس بات کو بھی نہ تو عقل سلیم پسند کرتی ہے اور نہ ہی کشفِ صبح اس کی شہادت دیتا ہے کیونکہ ہم ان میں سے بعض سرکش مردودوں کو دونوں کے وسط میں دیکھتے ہیں۔ ؎ اللہ اعلم بحقیقۃ الحاکم۔ والسلام۔



## مکتوب نمبر ۲۶۰

حقانی آلاء و معارف و مستطاعہ و غیر فیض الہی و منبع رحمت انشا ہی مقدم زادہ حیات شیخ محمد صادق سلاطین  
کی طرف صادر فرمایا :

اس طریق کے بیان میں جس سے آپ کی ذات کو مستان کیا گیا ہے۔ اور جس میں ولایت شگاہ  
یعنی ولایت صغریٰ، جو اولیائی ولایت ہے۔ اور ولایت کبریٰ، جو بزرگوار کی ولایت ہے۔ اور ولایت  
مکیا کا جو ملائکہ الہی کی ولایت ہے۔ یہاں مندرج ہے۔ اور جس میں ہر قسم کی ولایت پر نبوت کے افضل  
ہونے کا بیان ہے۔ اور لطائف مشرق و انسان کے بیان میں کہ ان میں سے بیخ عالم امرت ہیں اور دوسرے  
بیخ عالم خلق سے جو نفس اور عناصر ازلیہ ہیں، بیخ ان کائنات کے جو ان لطائف میں سے ہر ایک کے ساتھ  
مخصوص ہیں۔ اور عالم اسیر یا عالم خلق کے افضل ہونے کے بیان میں۔ بیخ ان کائنات کے جو بعض ملک  
سے مخصوص ہیں۔ اور ان عجیب و غریب علوم و معارف کے بیان میں جو ہر مقام کے مناسب ہیں۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ  
عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَعَلَى آلِهِ وَآحِبَائِهِ الطَّاهِرِينَ

اسے فرزند اجداد تجھے سعادتمند کرے۔ جانتا چاہیے کہ عالم امر کے پنجگانہ لطائف یعنی قلب و روح و قمر و  
مغنی و خلقی جو انسانی عالم صغیر کے اجزاء ہیں۔ ان کے اصل عالم کبر ہیں۔ جس طرح کہ عناصر ازلیہ جو انسان کے اجزاء  
ہیں اپنی اصل عالم کبر میں رکھتے ہیں۔ اور ان پنجگانہ لطائف کے اصول کا مجموعہ عرض کے اوپر ہے جو لامکانیت  
سے موصوف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عالم امر کو لامکانی کہتے ہیں۔ دائرہ امکان یعنی خلق و امر اور صغیر و کبیر ان اصول  
کی نہایت تک تمام ہو جاتا ہے اور عدم کا وجود سے ملتا جو امکان کا منشا ہے اس مقام میں منتہی ہو جاتا ہے  
جب سالک رشید محمدی الشربہ لطائف بیخ کا ذکر ترتیب وار طے کر کے ان کے اصول میں جو عالم کبر میں  
ہیں سیر فرماتا ہے اور بلند فطرتی بلکہ محض فضل ازندی سے ان سب کو ترتیب و تفصیل کے ساتھ طے کر کے ان  
کے اخیر نقطہ تک پہنچتا ہے تو اس وقت دائرہ امکان کو سیرالی اللہ کے ساتھ تمام کر لیتا ہے۔ اور خاک کے اسم  
کا اطلاق اپنے اوپر حاصل کر کے ولایت منسوبے میں جو اولیائی ولایت ہے، سیر شروع کرتا ہے۔ اور اس کے  
بعد اگر اسمائے وجہی تعالیٰ و تقدس کے ظلال میں جو حقیقت میں ان پنجگانہ عالم کبر کے اصول ہیں۔ اور

اور جن میں علوم کی کچھ آمیزش نہیں ہے سید واقع ہو جائے۔ اور ان سب کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے سیر فی اللہ کے طریق سے ملے کر کے ان کی نہایت تک پہنچ جائے تو اسمائے جبرئیل کے ظلال کا دائرہ سب کا سب تمام ہو جاتا ہے۔ اور اسماء و صفات واجبی جل شانہ کے مرتبہ تک پہنچ جاتا ہے۔ ولایت مصطفیٰ کے عروج کی نہایت میں تک ہے۔ اس مقام میں حقیقت فنا کا آغاز متحقق ہوتا ہے اور ولایت کبریٰ کی ابتدا میں جو انبیاء عظیم الصلوٰۃ والسلام کی ولایت ہے قدم رکھا جاتا ہے۔

جاننا چاہیے کہ یہ دائرہ ظلال انبیاء کرام اور ملائکہ عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سوا تمام مخلوقات کے مبادی تعینات کو متضمن ہے۔ اور ہر ایک اسم کا ظلال ہر ایک شخص کا مبداء تعین ہے۔ حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جو انبیاء عظیم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام انسانوں میں سے اشرف ہیں مبداء تعین اس دائرہ کے اوپر کا نقطہ ہے۔

اور یہ جو بعض نے کہا ہے کہ جب ساکب اس اسم تک جو اس کا مبداء تعین ہے۔ پہنچ جاتا ہے تو اس وقت غیر اسے اللہ کو تمام کر لیتا ہے۔ اس اسم سے مراد اسم اللہ جل شانہ کا ظلال اور اسم کی جزئیات میں سے ایک جزئی ہے نہ کہ اس اسم کا اصل۔ اور یہ دائرہ ظلال حقیقت میں مرتبہ اسماء و صفات کی تفصیل ہے۔ مثلاً علم ایک حقیقی صفت ہے جس کی بہت سی جزئیات ہیں۔ اور ان جزئیات کی تفصیل اس صفت کے غلوں ہیں۔ جو اجمال کے ساتھ مناسبت رکھتے ہیں۔ اور اس صفت کی ہر ایک جزئی انبیاء کرام و ملائکہ عظام کے سوا باقی اشخاص میں سے ہر ایک شخص کی حقیقت ہے۔ اور انبیاء و ملائکہ کے مبادی تعینات ان ظلال کے اصول یعنی ان تفصیل جزئیات کی کلیات ہیں۔

مثلاً صفت العلم اور صفت القدس اور صفت الارادت وغیرہ وغیرہ۔ اور بہت سے اشخاص ایک صفت میں جو بندہ تعین ہے مختلف اعتباروں کے لحاظ سے باہم شرکت رکھتے ہیں۔

مثلاً حضرت خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبداء تعین شان العلم ہے۔ اور یہی صفت العلم ایک اعتبار سے حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبداء تعین ہے۔ اور نیز یہی صفت ایک اعتبار سے حضرت نوح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا مبداء تعین ہے۔ اور ان اعتبارات کا تعین خواہر محمد اشرف کے مکتوب میں ذکر ہو چکا ہے۔

اور یہ جو بعض مشائخ نے کہا ہے کہ حقیقت محمدی تعین اول ہے جو حضرت اجمال ہے اور وحدت کے نام سے موسوم ہے۔ ان کی مراد جو کچھ اس فقیر پر ظاہر ہوئی ہے یہ ہے کہ اس سے ان کی مراد اسی دائرہ ظلال کا مرکز ہے۔ اس دائرہ ظلال کو تعین اقل سمجھے ہیں اور اس کے مرکز کو اجمال جان کر اس کا نام وحدت رکھا ہے۔ اور اس